TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222634
UNIVERSAL
LIBRARY

زالت تموس دولتہ طالعتہ وما برحت اقمار علوہ تبتہ ساطعتہ نظم

پس از حمد خلّاق ارض و سما — کنم لب تر از نعتِ خیر الورا
دہن بر کشایم بمدح علی — وصیِ بلا فصل بعد نبی
ثنائے ائمہ کنم آشکار — کہ ہستند شان حجتِ کردگار

اما بعد کہان ہین عاشقان شاہدِ سخن - ومعشوقانِ عاشقِ تن - کہ یہ مژدۂ تازہ شنیدنی ہی بلکہ اِک بہارستانِ نضارت آگین دیدنی ہی یہ دیوان ہی کہ یکقلم پرستان کا نقشا ہی - کثرتِ مضامین ہین کہ پریون کا جمگھٹا ہی ہر ورق اُسکا غیرتِ ورقِ گل - اور ہر سطر مزغول رشکِ طرۂ سنبل مصاریع اشعار خطوطِ فاصل جداول سے مجنون وار دریدہ گریبان - اور لیلائے معانی سیہ محمل لفظ مین بصد کرشمہ وناز پنہان شوخی بیان فرزانہ کو دیوانہ بناتی ہی - عروسِ فکر نکھری ہوئی اپنا جوبن دکھاتی ہی نزاکت استعارات وکنایات بسانِ شاہدِ طناز سراپا عشوہ وناز - مشاطۂ نظارہ کا

بلاگردانی کو پنجۂ مژگان دراز۔ الفاظِ دلنشین نے لائق صاد نقش بٹھایا۔ کہ الف قامتون نے مثل یاے تحتانی فرطِ انفعال سے ہرگز سر نہ اُٹھایا۔ شاہد مبالغہ کا رخِ اطلس پر داغ۔ رنگینی و تازگی تشبیہ غیرتِ ریاحین باغ ہر لفظین نزاکت و لطافت مین رشکِ یاسمن و نسترن ہین۔ صفحات مُطرا غیرت سبزانِ چمن۔ گل سرسید تازگی مین ہر استعارہ۔ و کان گلفروش دامن نظارہ ہر نقطہ مانند نافۂ غزال چین۔ بل غیرتِ خال عنبرین موشانِ زہرہ جبین آبِ فصاحت سے انہار مصایع مالا مال اور باغتِ الفاظِ معنی آفرین ہم پیالۂ مئی پرتکال۔ زمین شعر آسمان کو رشک دینے مین فرد ہر بیت دل آویز و پُر درد۔ مصرع مصرع انتخاب۔ رنگ آمیزی مین لاجواب اس نگارستان مین سیکڑون خوبیان۔ اور ہزارون باریکیان ہین۔ کہان تک شمار حصا ہو دیکھنے سے دل ناظر شیدا ہو۔ انیس جلوت۔ جلیس خلوت۔ معشوق باوفا۔ یار بے ریا۔ دافع درد جدائی۔ مونس شب تنہائی۔ کون دیوان بہجت عنوان تجمل جسکا

نام تاریخی مرغوب جہان ہی فی الحقیقت مرغوبِ جہان و جہانیان ہی اب بیان بلبلِ خامہ نئی روش سے گلزار بیان مین نغمہ سنج ہی۔ خوشی دل سے نزدیک و دور رنج ہی۔ سبحان اللہ جب ایسا گلشنِ پُر بہار ہو۔ تو ہر سمت سے تحسین و احسنت کی کیونکر نہ پکار ہو۔ راقم بھی حسب ایمائے سامی بلبلِ شاخسار بلاغت طوطی شکرستانِ فصاحت۔ شاعرِ نازک خیال۔ نثار شیرین مقال۔ اعنی نواب قاسم علیخان صاحب سلمہ کہ دوستِ قدیم اور مخلصِ صمیم جناب سید تجمل حسین خانصاحب ڈپٹی کلکٹر مصنف دیوان ہذا کے جو مسمی بمرغوب جہان ہی یہ چند الفاظ مرکب تاریخی جو اکثر بیت سنین معروف و غیر معروفِ زمانہ ہین بنا بر یادگار مع دیگر قطعات تاریخ بفحوائے

سخن یادگار مہانِ جہان	بگیتی سخن زندہ دار شہان

گلدستہ بناتا ہی۔ بطرزِ جدید و روشِ نو سناتا ہی کہ دیوان ہذا کو سال ہجری مین کہ تیرہ سات سنہ ۱۳۰۰ھ ہین۔ گلستانِ سخن گوے۔ یا نظمِ نورانی۔ یا منظومِ نگار۔ یا گلشنِ خوشنما
۱۳۰۰ھ ۱۳۰۱ھ ۱۳۰۷ھ

کہنا زیبا ہی - اور سال عیسوی کہ اٹھارہ سو نواسی ۱۸۸۹ء ہین - باغ فتوت یا باغ محمود
۱۸۸۹ء ۱۸۸۹ء

یا - گلزار مستزات - کہنا روا ہی - اور عام فصلی کہ بارہ سو ستانوے ۱۲۹۷ھ ہین - باغ طرب
۱۸۸۹ء ۱۲۹۷ھ

یا نگارستان دستان - کہنا مناسب ہی - اور سن بکرمی کہ انیس سو چھیالیس سمت ۱۹۴۶
۱۲۹۷ف

سن حال ہین اور انیس سو سینتالیس سن استقبال ہوتے ہین تقریر منظوم - یا ہین محفوظ
۱۹۴۷ ۱۹۴۷

یا - خوشۂ منظوم - یا - منظوم افضل - کہنا انسب ہی - اور سن مہدوی کہ ایکہزار پچاس
۱۹۴۷ ۱۹۴۰

ہین سنہ ۱۰۵۰ھ - گلزار صاحب بصیرت - یا - بوستان ہوشیاری - یا - باغ گویائی - یا گلشن خیال
۱۰۵۰ ۱۰۵۰ ۱۰۵۰

ان ناموں کے ساتھ منسوب کرنا مرغوب ہی - اور سال پارسی یزدجردی کہ بارہ سو

اکاون ہین سنہ ۱۲۵۱ھ - گلزار ذوالعقول - یا - بوستان اخلاق - کہنا مزین ہی - اور سن
۱۲۵۱ ۱۲۵۱

ساکا بکرماجیتی کہ اٹھارہ سو تیرہ ہین سنہ ۱۸۱۳ھ - اگر - باغ خاطر کہین - تو کیا برا ہی
۱۸۱۳

اور سال ساکے نوروزی کہ اٹھارہ سو دس ہین سنہ ۱۸۱۰ھ گلشن عظمت - کہنا نہایت
۱۸۱۰

خوشنما ہی - اور سال بنگلہ کہ بارہ سو چھیانوے ہین سنہ ۱۲۹۶ نسخۂ شاعری - کہو - اور
۱۲۹۶

جو نہین تو نام اُسکا بہت مناسب مرغوب جہان ہی۔ بس چپ ہی رہو
۱۳۰۰ھ

قطعۂ تاریخ | قطعۂ تاریخ دیوان ہذا بزبان عربی | بلسان عربی

اَلا اِنَّ ہٰذا کلامٌ حُلوٌ — لَطیفٌ بِما اَملا مَن رَشادِ
آگاہ ہو بیشک کہ یہ کلام ہی شیرین — پاکیزہ ہو بسبب اُس چیز کے کہ بھرا ہوا ہو سامان ہوشیاری کے

مَتی عَندَ طَبعٍ وَجَدتَ اللَّسنین — بِاَبدالِ عامٍ اِلی اَمتدادِ
ہرگاہ نزدیک چھپنے کے ۔۔۔ بسبب بدلنے سنہ کے طرف بڑھنے کے

لِذا قیلَ تاریخُہٗ فی المُحَرَّم — بِقَولٍ مَلیحٍ بِلَفظٍ سَدادِ
اسواسطے کہی گئی تاریخ اُسکی محرم مین — ساتھ کلمۂ رنگین کے ساتھ لفظ راستین کے

دیگر قطعۂ تاریخ دیوان ہذا بصنعت صوری و معنوی بزبان فارسی

چون مرتب گشت دیوان فصاحت انضمام — در بلاغت من شنیدستم کہ ہست او ہمچو قند
طبع غواص ثریا غوطہ زد در بحر فکر — اندران حالت سروش غیب گفت اے ہوشمند
گو ہمین تاریخ طبعش صوری و ہم معنوی — سال ہجری یکہزار و سہ صد و ہفت آمد بند
۱۳۰۷ھ

ایضاً قطعۂ تاریخ در تناسب

چو فکر سن عیسوی داشتیم — یکایک بخاطر رسید آن زمان

همین مصرعهٔ تربه کلکم رسید | همین دفترِ عشق و حسن بتان

دیگر تعمیه که مصرع آخر آن عربی ست

خجل کرد این چه خوش مطبوع دیوانست | سپیدی و سیاهی شمس و فنی را
زردئے جودت ست این سال فصلی | جزاک اللہ فی الدارین خیرا

نوعدیگر متناسب

تجمل حسین چو نوشته است دیوان | سراسر مُروّت سراپا مُوَدّت
سنِ بکرمی هم رقم زد ثریا | فصاحت کماهی مذاق محبت

ایضاً رباعی در صنعت مهمله و متناسب

سحر در طلسم دارد هر مصرع مسلم | در دهر سرّ او را گردد کدام محرم
هر کس مطالعه کرد او را مدام در دل | سوز و سرور کرده لامع کلام محکم

دیگر در صنعت زبردبین زبان اردوے معلی

چھپا جو میسہ تجمل حسین کا دیوان
کیا مطالعہ جسنے بہت ہوا وہ خوش
یہ بین اور زبرجد لکھا ثریا نے
عجب طرح کا ہوا اک کلام دہ دلکش
سنہ ۱۰۵۹ مہدوی سنہ ۱۰۹۹ ہ

ایضاً بہ صنعت مذکور در سمت بکرمی

چھپا جو دیوان تو اے ثریا
ہر ایک دل مین بہت ہوا خوش
ہین زبرجد و بین مین بکرمی سن
کہا ہوئی ہے یہ نظم دلکش
سنہ ۱۹۶۹ بکرمی

دیگر بہ سال مہدوی در صنعت تناسب

کیا خوش اسلوب ہے دیوان مسرت عنوان
شائقین و شعرا کیون نہ کرین اسکو خرید
قدردانی سے کہین دیکھ کے ارباب سخن
گر فصاحت مین ہے یکتا تو بلاغت مین وحید
مہدوی سال کی تاریخ ثریا نے لکھی
واہ کس شان و تجمل کا ہے دیوان جدید
سنہ ۱۰۵۱ مہدوی

ایضاً در صنعت تناسب

بہار بیخزان ہے گلشن ایجاد مین گویا
چمن ہر صفحہ ہے دیوان عجب بستان خرم ہے

غزیز اُسکو ہر اک رکھتا ہی دل کی طرح پہلو مین | انیس خلوت عشاق ہی غمخوار و ہمدم ہی
لکھی تاریخ طبع اُسکی بھی کلک ثریا نے | کلام نزہت آئین تجمل جان عالم ہی

سنہ ۱۲۴۳ھ

کبت تاریخ در زبان سنسکرت

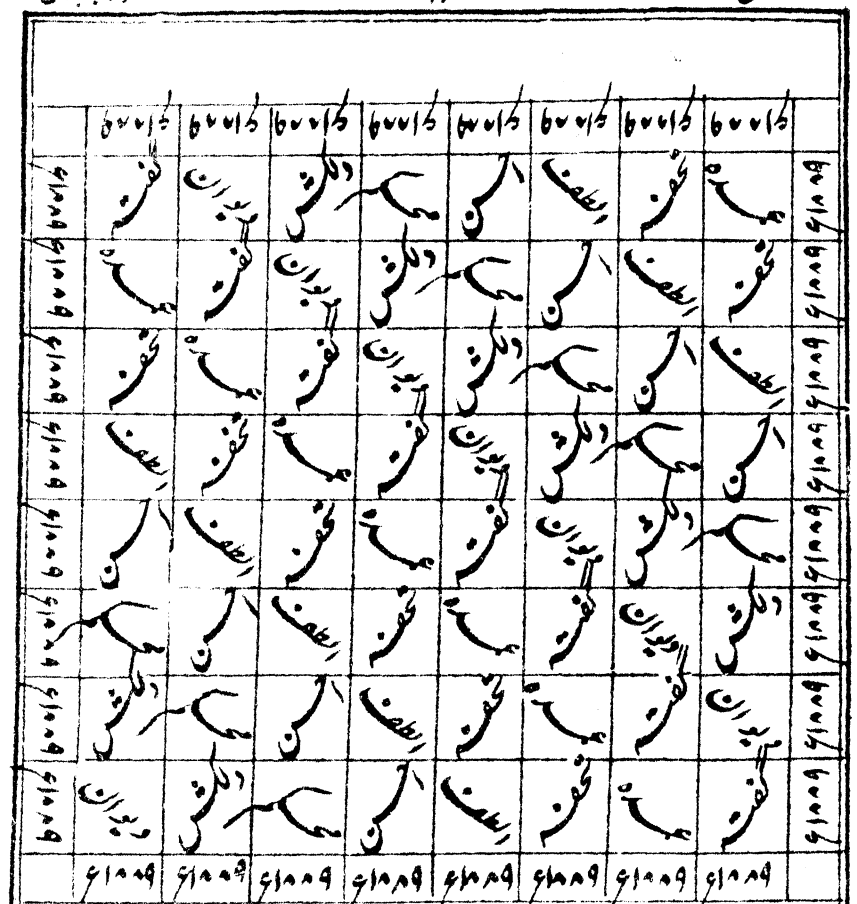
اَتھہ سُندر کاب پُستک ہین سکہ برجمانند بڑھیو جو ہمارنی
ایسی عمدہ شاعری دیکھنے ہی خوشی ازحد بڑھی مجکو
تاکہ سمان بناون کینہت سکل گرین کھہ کھہ پچھارنی
اُسکے موافق نظم کرنے کو سب شاعر بالکل ہارے
ثریا گت سب کوٹ جتن سے کیو اکچھر ایک سکیو نوچارنی
ثریا کتنا ہی کہ سب نے کر دردن تدبیرین کین لیکن ایک حرف بھی نہ بنا سکے
اہ بول تہارنی نیٹ پیارنی چال چلن مان سب سے نیارنی
کیونکہ یہ باتین تمھاری نہایت پیاری اور چال چلن مین سب سے جدا ہین

سنہ ۱۲۴۳ھ

یک مصرع تاریخ دیوان ہذا در صنعت مربع

نقشہ ہاے نادر شطرنج

عمدہ تحفہ الطف احسن محکم دلکش دیوان گفتہ



یہ وہ صنعت ہی کہ ایک مصرع چونسٹھ مرتبہ پڑھا جاے اور نقشہ مین
لکھنے سے مہرہ ہاے شطرنج کی چال پر آئے جو لفظ جس خانہ مین ہی
اُسی مہرہ کی چال سے مصرع اور ہم تاریخ برابر بیٹھے چنانچہ رخ اپنی

چال سے اور فرزین اور بادشاہ وغیرہ اپنی اپنی چال سے مصرع اور تاریخ پوری کرتے ہین اِلّا پیل دونون ملکر ایک مصرع پورا کرینگے اور چال مہرہ ہائے مربع کی اِس شعر سے سمجھے

اسپ فرزین پیل رخ باز سپہ فرزین اسپ گیر	پیل داری در مربع ہر طرف دو رند پیر

شعر تاریخ در زبان بنگلہ

بحر متدارک

سَمَت کہو نچا بُولی مُون نی جِنتا گورُو نا شُریا	سال تاریخ ڈھونڈھا کہا دل نے نہ کر فکر اے شریا
بُول بی سا کُل شا زبُونا س انی ہر شُبھ سوں اُدیان کا	کہو سب غضب کا یہ ہر گل باغ راحت

۱۲۹۶ بنگلہ

اِس شعر کے معنی حسب محاورہ تحریر ہوئے

Mohamed Aja II

A. D of persian

This book is

Mohamed Aja

of persian

Madras

Bangalore

یہ کتاب محمد آغا کی ہے اگر کسی چوراوے گا

تو اس کو قیامت کے دن پکڑوں گا محمد آغا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر دیوان یہ مطلع ہی جو مطلع مہر انور کا
یقیناً ہی رقم وصف اسمین خسار پیمبر کا

دلیلِ زورِ دستِ مرتضیٰ ہی حال خیبر کا
نہ بھولیگا کبھی روح القدس کو صدمہ شہپر کا

زمین سے لامکان تک نور رخ پھیلا جو حیدر کا
فلک پر پھر گیا منہ شرم سے خورشید انور کا

اذان مین بھی پس نام خدا موجود ہی دیکھو
محمد مصطفےٰ کا نام اقدس اور حیدر کا

زمین و آسمان سب حکم سے اُسکے ہوئے پیدا
وہی خالق ہی بر و بحر و ماہ و مہر انور کا

علی سے تا بہ مہدی رہنمائے خلق بارہ ہین
وصی ہر ایک انمین سے بلاشک ہی پیمبر کا

کسی کی کیا ہو طاقت کر سکے جو نعت احمدؐ کی
خدا خود جانتا ہو مرتبہ اپنے پیمبر کا

۲
غلام مرتضیٰ ہو کیا ڈرے عصیان کی کثرت سے
۱۹
بھروسا ہو تجمل کو شفیع روز محشر کا

ہون مین دل سے غلام حیدرؑ کا
ورد ہر دم ہو نام حیدر کا

عقدۂ مشکلات حل کرنا
ہو ازل سے یہ کام حیدر کا

طور بھی اک ہو جلوہ گاہ علی
عرش بھی اک مقام حیدر کا

قدسیون کے لیے عبادت ہو
تذکرہ صبح و شام حیدر کا

دو جہان مین ہو کس کا یہ پایہ
عرش اعظم ہو بام حیدر کا

بندگی کبریا کی صبح و مسا
کام ہو یہ دوام حیدر کا

پیشوا اُسکو جانتے ہین ہم
جو ہو پیرو امام حیدر کا

شک نہین ہو کلام حق لاریب
کلمہ اور کلام حیدر کا

کعبہ مین جب بتون نے پائی شکست
کس جگہ تھا مقام حیدر کا

یہ جو قائم ہین آسمان و زمین
ہی یہ سب انتظام حیدر کا

آتے تھے دیکھنے فلک سے ملک
جنگ مین اہتمام حیدر کا

صورتِ مہر و ماہ روشن ہی
خلق پر خُلقِ عام حیدر کا

ایک سے دو کیا تھا اثر در کو
اِس سے حیدر ہی نام حیدر کا

کیون خزف ہون نہ وان کے در نجف
کہ نجف ہی مقام حیدر کا

شافیہ عافیت نہ کیون ہو لحد
نقش ہی دل پہ نام حیدر کا

سب پہ روشن ہی رجعتِ خورشید
آسمان ہی غلام حیدر کا

طی کرونگا پُلِ صراط کو مین
لونگا جس وقت نام حیدر کا

شبِ معراج پردہ سے باہر
ہاتھ تھا لا کلام حیدر کا

کیون تجمل کو خوف محشر ہو
مدح خوان ہی مدام حیدر کا

۳ یہ تجمل کی ہر دعا یارب
جلد دکھلا مقام حیدر کا ۹

جو لوحِ عرشِ اعظم کو نبیؐ نے یکقلم دیکھا
علیؑ کا نام اپنے نام کے نیچے رقم دیکھا

بہت ڈھونڈھا کسی جا پر نہ تجھکو اے صنم دیکھا
تجسس میں ترے ہر گوشۂ دیر و حرم دیکھا

نبی معراج سے آئے تو یہ اصحاب سے بولے
علیؑ کا نامِ نامی عرش پر ہمنے رقم دیکھا

محمد کو ہوئی معراج میں جب قربتِ یزداں
خدا کی آستین سے دستِ حیدر کو بہم دیکھا

زمینِ روضۂ حیدر کو کیسا ہے شرف حاصل
فلک کو ہمنے جب دیکھا پڑا تسلیم خم دیکھا

رہی مدت تلک دنیا میں لیکن اے تمنا کام
تمہارا چہرۂ انور نہ ہمنے ایک دم دیکھا

ہمارا یوسفِ ثانی سرِ بازار جب نکلا
حسینوں میں حیا سے ہمنے ہر گردن کو خم دیکھا

فرشتے بنکے اژدر آئے مرقد میں مگر بھاگے
ہماری لوحِ دل پر نام حیدر جب رقم دیکھا

تجمل کیا لکھے شانِ سواری اپنے دلبر کی

کبھی چشمِ فلک نے بھی نہ یہ جاہ و حشم دیکھا

دوزخ کو حکم ہو جو جنابِ امیرؑ کا
بنجائے سرد ہو کے کرہ زمہریر کا

ارشاد ہوا بھی جو جنابِ امیر کا
مسند ہو بادشاہ کی تکیہ فقیر کا

پائے اگر اشارہ جنابِ امیر کا
بنجائے شعلہ نار کا جامہ حریر کا

ہو مس غبارِ پا جو جنابِ امیر کا
تاجِ شہی بنے ابھی بستر فقیر کا

جو دو کرم نماز مین دیکھو امیر کا
دیکر انگوٹھی بھر دیا کاسہ فقیر کا

کیونکر نہ افتخار نصیرین کرین انمین
بندہ بنایا حق نے جنابِ امیر کا

خیبر مین جبرئیل سے کیا رکتی ذوالفقار
دستِ خدا تھا ہاتھ جنابِ امیر کا

شاہون کو اسکے در پہ گدائی کی ہو ہوس
کیا مرتبہ ہو آپ کے در کے فقیر کا

لولاک کی شان مین ہو اک کی لافتا
کیا دوجہان مین رتبہ ہو شاہ و وزیر کا

جبرئیل لائے آیہ اکملت عرش سے
مشہور ماجرا ہو یہ جشنِ غدیر کا

جب لوح پر قلم نے لکھا نام مرتضےٰ
سر خم ہوا ادب سے ملک اور دبیر کا

کشتی نوح جس گھڑی طوفان مین تھی پھنسی
حافظ ہوا تھا نام مرے دستگیر کا

یونس کو بھی بچا لیا ماہی کی پیٹ مین
ادنی یہ معجزہ تھا نبی کے وزیر کا



حیدر تری سخا سے تجمل کو ہے عجب
پورا ہوا سوال نہ کیون اس فقیر کا



قبر تک یہ شعلۂ ہجران بھڑکتا جائیگا
مجمر سینہ مین انگارا دہکتا جائیگا

سیر گلشن کو چلا ہے آج میرا گلبدن
دیکھ لینا یہ ہر اک کوچہ مہکتا جائیگا

کہتی تھی لیلی مرا مجنون چلا ہے سوئے دشت
راہبر کوئی نہین رستا بھٹکتا جائیگا

عشق اس موئے مژہ کا دیکھنا مرنے پہ بھی
سینۂ خستہ مین کانٹا سا کھٹکتا جائیگا

دشت غربت مین نہین کچھ خوف دام سے دد سے
پاؤن کی زنجیر سے پتا کھڑکتا جائیگا

جا چکی فصل خزان اب آئی ہے فصل بہار
روز افزون سبزۂ گلشن لہکتا جائیگا

دستِ ساقی سے مئے گلرنگ کیون پیتا نہین
منہ ترا محشر تلک زاہد مہکتا جائیگا

نازسے کہتے ہین وہ چھیڑو نہ مجکو بیطرح
ورنہ ڈر سے گھر تلک یہ دل دھڑکتا جائیگا

تیغ بھی رکھدیگی وقتِ قتل مون وہ بیگناہ
دیدۂ جوہر سے میرا خون ٹپکتا جائیگا

چھائی ہی کالی گھٹا اور چپکے چپکے اٹھتا ہی دل
دمبدم اہی رعد تو کب تک کڑکتا جائیگا

لائقِ انعام ہوگا یار کا لاکر جواب
دم مین پہونچیگا اگر قاصد لپکتا جائیگا

اے تجمل داغِ غم جس دل مین ہی شبیر کا
حشر تک وہ مہر کی صورت چمکتا جائیگا

مسیحا ہی مسیحائی تری گفتار سے پیدا
صدائے قم باذنی ہی تری رفتار سے پیدا

نہین کے بعد ہان کہتا ہی میرے گھر کے آنے پر
صنم انکار ہوتا ہی ترے اقرار سے پیدا

بیابانِ خبان مین گو بری رضوان نے کوشش کی
مگر اک گل ہوا بڑھکر نہ اُس رخسار سے پیدا

دکھاکر رشتے کو تسبیح یہ زاہد سے کہتی ہی
کہ رشتہ کرلیا ہی ہمنے بھی زنار سے پیدا

جسے کہتے ہین سب عنبر وہ ہی دنی غلام اپنا — صدا ہی یہ تمہاری زلف کے ہر تار سے پیدا

خلیل اللہ کو نمرود نے چاہا جلا ڈالے — گلستان بنگئی آتش ہوئی گل نار سے پیدا

امید لطف تھی جب تک غیرون کی رسائی تھی — عذاب جان عاشق ہوگیا اغیار سے پیدا

جہان مین نیک و بد کا کس طرح سے سایہ ہی دیکھو — گلستان مین نہین ہوتے جدا گل خار سے پیدا

تمہارے دو دہن گیسو نہین جوڑا ہی کالے کا — ہین دو عقرب تمہارے ابروے خمدار سے پیدا

دہن مین آبلے کے کیون نہ آسکو زبان ہمجھون — صدا ہی ہاے و ہو کی پانون کے ہر خار سے پیدا

تعلق دیکھیے مجنون موا ہی کب مگر اب تک — صداے ہاے لیلی ہی سر کہسار سے پیدا

عدم کو حسن پہونچا اور پہونچنے کی رسید آئی — ہی یہ امراے صنم تیرے خط رخسار سے پیدا

شب وصلت ہی آیا ہی مرے گردہ تمر طاعت — نہ کیونکر نور ہو ہر اک در و دیوار سے پیدا

تو زلف صنم کب جلوہ گر ہین زیر وہ ابرو — یہ دو عقرب ہی ہین دیکھو لو اس مار سے پیدا

بتاؤ اے تجمل کچھ نہین تدبیر بن پڑتی

کرشمے روز ہوتے ہین نئے دلدار سے پیدا

گذر ہوا ہو تو اکبار دیکھتے جانا
مسیح ہم بھی ہین بیمار دیکھتے جانا

بہت نحیف جنون ہو مراتِ لاغر
چبھے نہ پانون مین یہ خار دیکھتے جانا

تمھاری مانگ کے رستے مین دل یہ کہتے ہین
نہین ہو زلفین مین یہ ار دیکھتے جانا

جو سوے گورِ غریبان گذر تمھارا ہو
مزار ہوگئے مسمار دیکھتے جانا

سُنا جو بکتا ہو یوسف کہا زلیخا نے
مری نگاہ سے بازار دیکھتے جانا

اندھیری شب مین چلے ہو جو سوے میخانہ
عسس کو ہو نہ خبر یار دیکھتے جانا

چلے تھے جب سوے ہستی کہا تھا قسمت نے
جو پیش آئیگا ناچار دیکھتے جانا

نہ شانے سے دل عاشق کو ہو کہین ایذا
تم اپنی زلف کا ہر تار دیکھتے جانا

تلاشِ یار مین مجنون کی طرح حضرت دل
تمام وادی و کہسار دیکھتے جانا

کہو یہ کبک سے گر ہو خرامِ ناز کا شوق
ہمارے یار کی رفتار دیکھتے جانا

بنا ہی شیخ برہمن کہو یہ لوگون سے
گلے مین پہنے ہی زنار دیکھتے جانا

شراب پی کے درِ میکدہ پہ متوالو
پرے ہین شیخ بھی سرشار دیکھتے جانا

کہو طیور سے صیاد دام کے بدلے
لیے ہی ہاتھ مین تلوار دیکھتے جانا

نکل رہا ہی جو خط رخ پہ لیکے آئینہ
زوالِ حسن کے آثار دیکھتے جانا

گذر چمن مین جو گلرو ہو عندلیبون کے
گلون سے باغ مین تکرار دیکھتے جانا

جو سوے گورِ غریبان گذر تمھارا ہو
نگاہِ ناز سے اے یار دیکھتے جانا

ق

بروزِ حشر کہیگا خدا فرشتون سے
حسین کے بھی عزادار دیکھتے جانا

کہین نہ دھوکے سے ملجائین عاصیون مین وہ
بچشمِ غور خبردار دیکھتے جانا

چلے ہو چھپ کے تجمل جو کوے دلبرین
قدم قدم پہ ہین اغیار دیکھتے جانا

بُری جو بی سے ساقی نے سجا ہی آج میخانہ
صراحی بھی طلائی ہی زمرد کا ہی پیمانہ

بڑا جھگڑا ہی مستونکا ہر اک ساقی سے کہتا ہی
ہمارے واسطے جلد اک چھلکتا جام بھر لانا

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے میرے گلرو کو
بنا مخمور کیسا جھومتا آتا ہی مستانا

پری رو کے مقابل مین نہین ہی خوبرو کوئی
حسینونمین بھی یکتا ہی مزاج اُسکا ہی شاہانا

جہان کے عاشقونمین تا جداری ہم پہ زیبا ہی
مذاقِ عاشقی مین مرتبہ اپنا ہی خاقانا

ذرا کر صبر خالق دیکھ آگے کیا دکھاتا ہی
جو ہونا تھا ہوا اے دل بھلا اب کیا ہی پچھتانا

جھکائے سر کو ہین ہم تیغ کے نیچے ترے قاتل
نہین کچھ فائدہ دیگا ہمارا تجھکو دھمکانا

صنم کم رات باقی ہی سحر کا وقت آتا ہی
ذرا اب بنکے بولو کیلیے ہی اتنا شرمانا

مکانِ غیر پر پوشیدہ جاکر یار کہتا ہی
اگر وہ خستہ دل پوچھے مرا آنا نہ بتلانا

ترے کوچے مین پھر بے روک ٹوک آنا ہمارا ہو
ہمین اک راہداری کا ملے گر تجھسے پروانا

وہ آدم ہی ہی بعد مرگ بھی جو عشق رکھتا ہی
نہین جلتا ہی شمع مردہ پر محفل مین پروانا

کوئی اُس غیرتِ لیلی سے کہدے اے تجمل یہ



بیابان مین ترا مجنون پڑا پھرتا ہی دیوانا

آیا مسیح اور نہ جِلایا چلا گیا
تلقین کے وقت شانہ ہلایا چلا گیا

صیاد آیا باغ مین پر خیریت ہوئی
بلبل نہ جب پھنسے تو ستایا چلا گیا

آیا بھی سنگدل جو کبھی میرے پاس تک
نفرت کی باتین کرکے رُولایا چلا گیا

تقدیر سے جو گور پہ آیا مسیح بھی
دھوکے سے اور مردہ جِلایا چلا گیا

در پر سے یار آکے گیا یک بیک پلٹ
حیران ہون مین کِسلیے آیا چلا گیا



سُن لینے کے علاوہ تجمل کا کیا ہی بس
جو آیا اُسکے دل مین سُنایا چلا گیا

دیر و حرم سے دل مرا گمراہ ہو گیا
دونون گھرون کے راز سے آگاہ ہو گیا

صبحِ شبِ وصال چلی جب وہ اپنے گھر
سایہ کی طرح ہوش بھی ہمراہ ہو گیا

دم مین نگاہِ رحم جو خالق کی ہو گئی
ہر ذرہ مہر بنگیا گلِ ماہ ہو گیا

کہدے نسیم جاکے مرے گلعذار سے
صدمہ ترے فراق کا جانکاہ ہوگیا

بازار ہوکے یوسفِ ثانی اگر چلا
ہر شخص ایستادہ سرِ راہ ہوگیا

سارے جہان نے یہ کیا روز و شب طواف
گھر اُسکا کعبہ اور وہ بُت اللہ ہوگیا

دل کے ہین اُسکے کوچۂ گیسو مین گم حواس
جو رہنما تھا آپ وہ گمراہ ہوگیا

۱۱ کوئی نہین جہان مین تجمل کا اب انیس ۱۰
اک دل تھا وہ بھی اُنکا ہوا خواہ ہوگیا

ہے حسن ترقی پہ یہ سرکار تمہارا
سو جان سے عالم ہے خریدار تمہارا

ہے حکم مرے قتل کو درکار تمہارا
مُنھ دیکھ کے رہ جاتی ہے تلوار تمہارا

بیفائدہ کرتے ہین دوا آکے مسیحا
ممکن نہین اچھا ہو یہ بیمار تمہارا

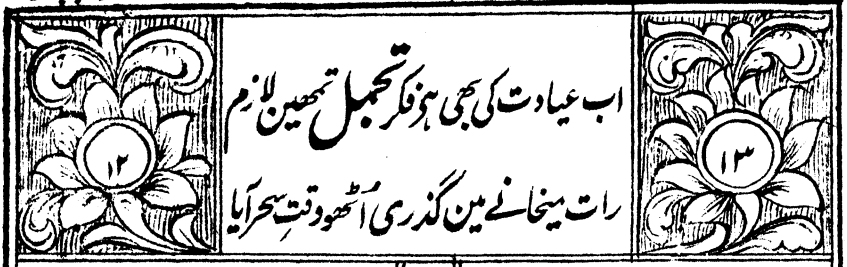
زنجیر مین جب الفتِ گیسو کے پھنسا ہے
کس طرح رہا ہو یہ گرفتار تمہارا

آنا ہے تو جلد آؤ خدا کے لیے کب تک
تڑپے گا اِسی طرح سے بیمار تمہارا

جلاد کو ہو حکم کہ کاٹے ابھی گردن — گر قتل کے قابل ہی گنہگار تمھارا
جو مجکو جہان ڈھونڈھیگا مین اُسکو ملونگا — تھا روز ازل تو یہی اقرار تمھارا
قصہ شب ہجران کا کرین کس سے بیان ہم — اک دل تھا سو وہ بھی ہی طرفدار تمھارا
اے واعظو اِن رندون کی جانب سے نہ نکلو — جُبّہ کہین لین مل کے نہ دو چار تمھارا

(۱۲) گر عاشقِ صادق ہی تجمل تو ملوگے — آسان ہی ملنا نہین دشوار تمھارا (۶)

آج گلشن مین گل اندام جو مجکو نظر آیا — بلبلین پھولون سے کہتی ہین زمین پر قمر آیا
آنکھین تپھرا گئین ہین مجکو سجھائی نہین دیتا — بلبلو مجکو بتا دو مرا گلرو کدھر آیا
بیوفائی کا تمھاری مین گلہ کس سے کرون اب — چاہ غیرون سے ہی تمکو نہ مرا کام برآیا
بے تامل مری گردن تو جھکی تھی تہ شمشیر — ہاتھ کیون روک لیا دل مین عبث تجکو ڈر آیا
تھا گدا اب تو خدا نے ہی غنی مجکو بنایا — سیم تن یار مرا آج جو ہی میرے گھر آیا



زندگی مین تو نہ اِکدم درِجانان چھوڑا
شکرِ خالق ہو کہ جب ہو گئے بیجان چھوڑا

دیکھ صیادِ عدو تو نے ستایا کیا کیا
الفتِ گل سے نہ بلبل نے گلستان چھوڑا

اپنے لیلی کے تعشق مین پریشان خاطر
مر گیا قیسِ حزین پر نہ بیابان چھوڑا

پُر دیدارِ صنم نتھین کس کس کی نہ کین
سگ ہی چھوڑا نہ کوئی یار کا دربان چھوڑا

میزبانی کا ہوا خاتمہ بس تجھپہ زمین
کھا گئی خود نہ کوئی لاشۂ مہمان چھوڑا

خار کہتے تھے رفاقت کو ہماری دیکھو
زندگی بھر نہ کبھی قیس کا دامان چھوڑا

دیکھکر میرے سلیمان کو یہ بولین پریان
شہرۂ حسن ترا سُن کے پرستان چھوڑا

زندگی مین تھی بہت جانکی حافظ لیکن
گور وارا پہ کسی نے نہ نگہبان چھوڑا

مین تو اے گُل ترے یاران لباسی سے نہ تھا
لاشہ بے گور و کفن کسلیے عریان چھوڑا

اپنے بیمار سے کیا خوب مسیحائی کی
تو نے ہمراہ جنون کو پئے درمان چھوڑا

ملک الموت کے ہی ہاتھ مین کیا تیغ فنا
نہ کوئی گبر نہ ترسا نہ مسلمان چھوڑا

۱۴

سچ یہ کہتا ہی تجمل شہ دین کے غم مین
آنکھین وہ کو رہین جنکو نہین گریان چھوڑا

۱۴

پتا پاکر درِ پیرِ مغان کا
مجاور بنگیا شیخ آستان کا

سحر سے شام تک ہی میکدہ گھر
نمازین چھوڑ دین روزہ کہان کا

جنون مین اب تو ہی صحرا نوردی
خدا حافظ ہی مجھ بے خانمان کا

ہوئے سب قصہ کہنہ ہی زمانہ
ہماری اور تمھاری داستان کا

تمھارے عشق مین مین جان دیکر
فقط طالب ہوا نام و نشان کا

تجھے ڈھونڈھا حرم مین دیر مین بھی
وہین پہونچا پتا پایا جہان کا

مژہ کو تیرے جب ہوتی ہی جنبش
مزہ ملتا ہی یان نوکِ سنان کا

اُٹھا جب تبکدے مین شورِ ناقوس
تو سمجھا شیخ اُسے نعرہ اذان کا

کہا بلبل نے جب اُس گل کو دیکھا
ہی یارب پھول یہ کس بوستان کا

ہی مہر و ماہ و انجم کی بدولت
فروغ اتنا زمین پر آسمان کا

نشانہ میرے سینے کو بنا لو
جو تم کو شوق ہی تیر و کمان کا

۱۵ تجمل کو یہی وردِ زبان ہی
نجف پہونچون بھروسا ہی جہان کا ۱۹

تمھارے ظلم سے مُنہ کو مرے جگر آیا
مگر نہ حرفِ شکایت زبان پر آیا

جو سینہ اُس گل تر کا اُبھار پر آیا
ہمارے نخل تمنّا مین یہ ثمر آیا

بغیر یار ہوا بزم مین جو ذکر شراب
لہو سے ساغرِ دیدہ ہمارا بھر آیا

ضعیفی آئی جوانی کی شب تمام ہوئی
ہوا یہ دیدۂ غفلت دمِ سحر آیا

بھیگی کشتیِ گردون حباب کی صورت
سرشکِ چشم کا دریا جو جوش پر آیا

دلِ رقیب مین کیا کیا حسد سے داغ پڑے
ہمارے پاس جو دم بھر کو وہ قمر آیا

گذر گئی مری سب انتظار ہی مین عمر
جواب لیکے ابھی تک نہ نامہ بر آیا

تمھارے رازِ محبت کی ہوگی پردہ دری
جو ایک اشک مری آنکھ مین نظر آیا

ابھی ہی نیچہ ہوجا لگا وہ پھر شمشیر
قیامت آئی جو قد اُسکا باڑھ پر آیا

مسافرانِ عدم کی ملے خبر کیونکر
کبھی رسید نہ آئی نہ نامہ بر آیا

چھپا کرینگے عنادل نپائیگا صیاد
چمن مین سبزۂ بالیدہ تا کمر آیا

سیاہ بال تجھے جتنے دہ سب سفید ہوے
تمام رات ہوئی اب دمِ سحر آیا

چمن کی سیر کو وہ شاہِ گلرخان جو گیا
برائے نذر ہر اک غنچہ لیکے زر آیا

نماز چھوٹیگی توبہ شکست ہوگی تری
دعاے رند مین زاہد اگر اثر آیا

گھٹا کی طرح جو کوئے صنم مین رونے لگا
بڑھا یہ اشک کا دریا کہ تا بہ سر آیا

ہر ایک امر مین کرتا ہی اسکی یہ تقلید
طبیعت آئی جدھر دل مرا اُدھر آیا

مسافرانِ عدم کس سبکروی سے گئے
کہین نشانِ قدم تک نہین نظر آیا

لگائے تیرِ نگہ سیکڑون رقیبون پر
نہ بھول کر بھی یہ ناوک کبھی ادھر آیا

۱۶ زبان دل سے تجمل ہی مدح خوان اُنکا
۱۰ کہ جنکے واسطے دو ہونے کو گہر آیا

محبت دیکھیے پنہان جو ہی رشکِ قمر اپنا
اُگلتا ہی شفق سے آسمان خونِ جگر اپنا

ہی بہتر سب حسینون سے جو وہ رشکِ قمر اپنا
حسد سے مہر گردون بھی جلاتا ہی جگر اپنا

مری محفل مین آئیگا اگر وہ غیرتِ یوسف
بچھاؤنگا مین بدلے فرش کے نورِ نظر اپنا

نہین کم صور اسرافیل سے نالہ ہمارا ہی
قیامت پر قیامت ہو دکھائے زور اگر اپنا

ارادہ کر رہا ہی دام گیسو سے نکلنے کا
ہمارا طائرِ دل تول کر ہر ایک پر اپنا

بہت روز دن سے ہی ہمیں نگاہِ لطف ساقی کی
ہوا کرتا ہی میخانے مین روز و شب گذر اپنا

برنگِ بو ہوا ہی کون گل پردہ نشین یارب
چمن مین جو کبھی ہونے نہین پاتا گذر اپنا

یہ مٹی ایکدن بہ جائگی بحرِ بلا طسم مین
حباب آسا اُٹھاتا ہی عبث مغرور سر اپنا

موافق شا نہ ہو تو ہمکو اُسکی مانگ ہاتھ آئی
ابھی ملجاے رستہ خضر اگر ہو راہبر اپنا

۱۷

ہمین کیا اہی تجمل خوف ہی نارِ جہنم سے
بنے گا ابر رحمت حشر مین دامانِ تر اپنا

۶

گھر سے جب چین بہ جبین یار ستمگر نکلا
دیکھو ڈر دم تنِ رستم سے بھی باہر نکلا

دیکھکر سینۂ صد چاک کو ظالم رویا
داغ جب عشق کا اُسکے مرے دل پر نکلا

ایک شب دشت مین دل نے جو کیا شور و فغان
قیس گھبرایا ہوا قبر سے باہر نکلا

پھینک کر نامۂ اعمال فرشتے بھاگے
نعشِ عاشق سے جو اک شعلہ بھڑک کر نکلا

فاختہ دعوئ باطل سے ہوئی شرمندہ
راست کب پیشِ قدِ یار صنوبر نکلا

۱۸

رو کے غم اپنا تجمل نہ سنانے پایا
یار میخانے سے بیساختہ ہنستا نکلا

۷

عشق کے سودے کو بے سمجھے ہوے مول لیا
پیشتر عقل کی میزان مین کیون تول لیا

دل کے بہلانے کو مجنون کیطرح شام و سحر
جس جگہ بیٹھ گئے دفتر غم کھول لیا

قتل کرنے کے لیے پہلے تو بندھوایا تھا
کسلیے ہاتھون سے پھر تو نے مجھے کھول لیا

تشنگی عشق مین غالب ہوئی جسدم ہمنے
کاسۂ دل مین معاً شربت غم گھول لیا

چھوڑ کر دولت دنیا کو گدائی ٹھانی
شاہون نے تاج کی جا ہاتھ مین کشکول لیا

سُبکی اور گرانی مین ہوئی خوب تمیز
ہمنے سنگ حرم و دیر کو اب تول لیا

۱۹
نازکیون آج کے دن ہو نہ تجمل مجکو
مین بھی دو چار گھڑی یار سے ہنس بول لیا

کیون ہم سے آج رخ ہے تمھارا پھرا ہوا
بہر خدا بتاؤ یہ کیا ماجرا ہوا

زلفون کو اپنے رخ سے ہٹایا حضور نے
یا تیرہ ابر سے مہ انور جدا ہوا

کرتا تھا چار آنکھین پریرو سے آئینہ
دشمن ہمارا آج جو ٹوٹا بھلا ہوا

سرخی تمہارے ہاتھونکی حنا گواہ ہی — مہندی نہین لہو ہی کسی کا بھرا ہوا
بنیاد عشق کی مٹی یارب جہان سے — عاشق کے دل کے واسطے یہ تو بلا ہوا
تعطیل کا نہین کوئی غیرون کے گھر مین دن — ہر دم شکایتون کا ہی دفتہ کھلا ہوا
باتون کا آپ کے جو ادھر سے بھی ہو جواب — شکوے نہ کیجیے گا یہ دل ہی جلا ہوا

۲۰ آیا تجمل الفتِ جانان مین پیش وہ ۱۰
تقدیر مین ہمارے جو کچھ تھا لکھا ہوا

مین گدا بھی عالمِ وحشت مین سلطان بنگیا — زیرِ پا تختِ زمین تختِ سلیمان بنگیا
داغِ دل فصلِ بہار سے کھلے ہین مثلِ گل — سینۂ صد چاک اپنا اک گلستان بنگیا
آمد اُس شکار کی باغبان نے جب سُنی — باغ کو ایسا سجا اُسنے پرستان بنگیا
کام آیا ہجر کی شب طرفہ اپنا داغ دل — خانۂ تاریک مین ماہِ درخشان بنگیا
ہجر مین اُس برق وش کے دیدۂ پرنم مرا — اِسقدر رویا کہ رشکِ ابر باران بنگیا

ہو کے عاقل کیون گیا یہ مدرسہ مین عشق کے
یہ دلِ دانا مرا طفلِ دبستان بنگیا

اسلیے طوقِ غلامی گردنِ قمری مین ہی
سایۂ قدِ صنم سروِ خیابان بنگیا

چھوڑ کر گلشن کو اے گل آئین آنی بلبلین
گھر ترا اب آشیانِ عندلیبان بنگیا

جب سے مجکو بادہ پیمائے کی خدمت ملی
میل رہ میرے لیے خارِ بیابان بنگیا

۲۱

کیون شبِ مرقد نہو روزِ جزا تجمل بعد مرگ
مہرِ داغ الفتِ شاہِ شہیدان بنگیا

نکلی نہ کبھی دل کی مرے یار تمنا
اشک آنکھون سے برساتی ہی ہر بار تمنا

مجنون کی طرح ہجر مین اب کھینچ کے مجکو
دکھلائیگی پھر وادیِ دکسار تمنا

بس لاشۂ عاشق کی لحد تک یہ صدا تھی
ہمراہ چلی اپنے دلِ افگار تمنا

کہتا رہا کس یاس سے عاشق دمِ آخر
افسوس نہ نکلی مری اک بار تمنا

خوشبو ترے زلفون کی گئی جب سے ختن مین
رکھتے ہین بہت تبت و تاتار تمنا

فیاض حسین اور اپیرل

ایذا نہین اٹھ سکتی ہو اب ہجر کی تیرے ہو وصل کی اب دل پہ گرانبار تمنا
یہ ساری مصیبت ہو تمنا کی بدولت سچ کہتے ہو بیشک ہو خطادار تمنا

ہون روضۂ حیدر پہ فدا چل کے تجمل
کرتا ہو مرا دل یہی ہر بار تمنا

۱۵

ترا عشق گیو دستاتا ہو کیا کیا بلائین مرے سر پہ لاتا ہو کیا کیا
نہ سمجھی [illegible] عادت ہو اسکی فلک عاشقون کو رلاتا ہو کیا کیا
ہر عشاق پہ کوچہ گردی کی تہمت وہ گھر بیٹھے باتین بناتا ہو کیا کیا
زمانے کی بیرنگیان دیکھتے ہو یہ ظالم دلون کو ستاتا ہو کیا کیا
گڑھے اپنے گالون کے دکھلا کے ہمکو وہ یوسف کنوئین اب جھکاتا ہو کیا کیا
ہٹا کر وہ رخ اور دستِ حنائی جلے دل کو وہ گل جلاتا ہو کیا کیا
محبت مین ہمتو تڑپتے ہین اسکے وہ غیرون سے اب دل لگاتا ہو کیا کیا

وہ گل اوڑھ کر زعفرانی دوپٹہ
دم جوش گریہ ہنساتا ہی کیا کیا

نہ مانو نگاہ حیلہ نہ کوئی بہانہ
مین دیکھون ذرا تمکو آتا ہی کیا کیا

جو ہی پاس ناموس ننگ اُس صنم کو
وہ ذلت سے بچتا بچاتا ہی کیا کیا

جو آئینہ پیش نظر یار کے ہی
بناوٹ کی باتین سکھاتا ہی کیا کیا

رقیبون سے ملنے کا انکار کرکے
وہ بت قسمین ہر روز کھاتا ہی کیا کیا

زر و سیم و فیروزہ و لعل و گوہر
وہ بندون کو اپنے دلاتا ہی کیا کیا

خدا نے ہین دین نعمتین کیسی کیسی
بشر دیکھو دنیا مین کھاتا ہی کیا کیا

تجمل عزادار سبط نبی کا
شرف دیکھین عقبیٰ مین پاتا ہی کیا کیا

۲۳ ۱۶

نہین دھیان جاتا کبھی خودسری کا
عجب رنگ ہی چرخ نیلوفری کا

نہین سنگدل تمسا دنیا مین کوئی
ہی نقشہ تمھارا بت آذری کا

رخ و خال و خط چشم و ابرو کو تیرے
ہر دعوی زمانے کی غارت گری کا

نکلنے ہو کیون گھر سے شام و سحر تم
یہ ڈر ہر نہ سایہ ہو دیو و پری کا

گر اسرو سب قمریون کی نظر سے
کرے اور دعوی تری ہمسری کا

نہ کیون روئین سرکار عشق بتان سے
لا ہر ہمین عہدہ نوحہ گری کا

علی نے کہا سب سے پاکر امامت
یہ صدقہ ہر احمد کی پیغمبری کا

ارادہ ہر لے ماہ کے رخ کا بوسہ
تعشق ذرا دیکھو کبکِ دری کا

عبادت مین سائل کو دی تھی علی نے
یہ قصہ ہر مشہور انگشتری کا

کمالِ فنِ شاعری بھی ہر کیا شے
ہر کیا نام خاقانی و انوری کا

صراحی مین ساقی نہین دختِ رز ہر
گمان کر نہ خالی پہ ہرگز بھری کا

زبان پر ہر اک پیر و طفل و جوان کے
ہر ذکر ای پری وش تری دلبری کا

نے کچھ جو بلقیس سے ذکر خوبی
سلیمان بھی خادم بنے اُس پری کا

غم و رنج مین تو نہ گذرگی یکسان
زمانہ کبھی آئیگا بہتری کا

ترے حکم سے ذرہ ہو مہر تابان
ابھی کوہ ریزہ ہو اک کنکری کا

مرقع مین عالم کے جس سمت دیکھو
تماشا ہی قدرت کی صنعت گری کا

۲۴

جہان دیکھتا ہون تجمل وہی ہر
وہ مختار ہی ساری خشکی تری کا

۶

اے فلک کب تک مجھے تڑپائیگا
پوچھتا ہون اسمین تو کیا پائیگا

جس گھڑی فضلِ خدا ہو جائیگا
بے بلائے آپ بت وہ آئیگا

در خدا سے کیون رُلاتا ہی مجھے
اِسکا بدلا تو خدا سے پائیگا

خشک سالی سے ہی اب خلقت تباہ
ابرِ رحمت کب خدا برسائیگا

دولتِ دنیا کی بیجا ہی ہوس
قبر مین جب ہاتھ خالی جائیگا

اے تجمل خستہ حالی کو تری

۲۵ دیکھکر وہ ماہرو شرمائیگا ۸

مرے حال پر رحم کھاؤ ذرا — صنم اپنی صورت دکھاؤ ذرا
یہ کیسے اشارے کیے دور سے — قریب آکے مجھسے بتاؤ ذرا
صنم آج نوروز کی عید ہی — گلے سے مجھے بھی لگاؤ ذرا
کرون نقدِ دل اپنا تم پر فدا — قسم ہی خدا کی جو آؤ ذرا
یہ مانا نہین دا بے غیرون نے پانوان — قسم میرے سر کی تو کھاؤ ذرا
بگڑکر لگا کہنے نازک مزاج — چلو ہاتھ اپنے ہٹاؤ ذرا
وہ کہتے کہین داغ الفت کہان — کرو چاک سینہ دکھاؤ ذرا

۲۶ تجمل گیا بھول اے زاہدو ۱۱
طریقِ عبادت سکھاؤ ذرا

عشق مین یار ترے ہمنے ہی کیا کیا دیکھا — کو بکو پھرتے رہے وادی وصحرا دیکھا

دیر و کعبہ مین پھرے ساغر و مینا دیکھا
پر کسی جا نہ ترا ہمنے سراپا دیکھا

نہ مجھے دیر کا ہر دھیان نہ کعبے کا خیال
کس جگہ یاد دلاؤن تجھے کس جا دیکھا

رنگ ہر جا پہ ہر موجود تری قدرت کا
جس جگہ ہمنے نظر کی ترا جلوا دیکھا

یاد جب سبزۂ رخسارِ صنم کی آئی
چشم سے اشک کا بہتے ہوے دریا دیکھا

جستجو ہی مین مجھے صبح سے شام آج ہوئی
گلِ مقصد نہ ملا منہ تھا یہ کس کا دیکھا

قیس لیلی کی تجسس مین بسر آدمی سے
سوے ویرانہ گیا جب نہ گذارا دیکھا

دلِ عاشق کو کچھ امید ہوئی وصلت کی
ابروون کا جو پریرو کے اشارا دیکھا

ہنسکے مجھسے یہ کہا وصلِ صنم ہوگا نصیب
جب نجومی نے مرا ٹھیک ستارا دیکھا

مصحفِ روہ دوا تیری کہا عیسی نے
میرے ہر پارۂ دل کو جو دوبارا دیکھا

پوچھتا اب نہین اتنا بھی وہ بت کون ہو تم
ہمنے دل دے کے تجسس یہ تماشا دیکھا

اندنون ذہن رسا اپنا وہ عالی بنگیا
سلسلہ مضمون کا کیا سلک لآلی بنگیا

ہون وہ عاشق میرے غم مین اسقدر کاہش ہوئی
تھا کمالی پہلے وہ مہ اب ہلالی بنگیا

اپنے دیوان کو بجا ہی باغ جنت گر کہون
مصرع ہر بیت کیا پھولون کی ڈالی بنگیا

وقت آرائش جو اُسکے رخ پہ گیسو آگئے
دن مری آنکھون کے آگے رات کالی بنگیا

۲۸

روضۂ شاہِ زمن پر جاکے یہ ساکن ہوا
یہ تجمل دل مرا قطبِ شمالی بنگیا

تمھاری بیوفائی کا وہان بھی غل مچاؤنگا
خدا کے سامنے مین عرش کا پایہ ہلاؤنگا

اگر میخانہ مین ساقی نہوگا تو قباحت کیا
تمھین ہاتھون سے اپنے جام مے بھر بھر پلاؤنگا

مجھے مفلس نہ سمجھو گر اجازت دوگے آنکی
یہ اپنا نقد دل ہاتھون پہ رکھکر نذر لاؤنگا

وہ بزم غیر مین مجلس مین کہنے لگے مجھسے
نہ آؤنگا ترے گھر عمر بھر تجھکو رلاؤنگا

ازل کے روز سے ہی صحبت ناجنس سے نفرت
تری صحبت مین اے واعظ نہ آؤنگا نہ آؤنگا

مجھے بے گھر سمجھکر تیکو پاس آنے سے نفرت ہے
تمھارے واسطے آنکھون مین اپنے گھر بناؤنگا

ہماری سوزشِ دل دیکھکر وہ شعلہ رو بولا
ابھی یہ کیا جلا ہے اور اسکو مین جلاؤنگا

تامل کیون ہے قاتل کام اپنا کیون نہین کرتا
قسم کھلوائے تو مجھسے نہ ہرگز غل مچاؤنگا

جو وعدہ اُس سے آنیکا لیا مین نے تو وہ بولا
اگر مجکو نہ چھیڑوگے تو اک ساعت کو آونگا

۲۹ تجمل کرکے استغفار یہ اقرار کرتا ہے
بس اب اپنے خدائے پاک سے دل کو لگاؤنگا ۱۱

ہمسری کا ماہ کو تیرے ارادہ رہگیا
شرم سے ایسا گھٹا بنکر کیا دہ رہگیا

شیخ مے نوشی کا کچھ کرکے ارادہ رہگیا
ہاتھ مین ساقی کے ہنسکر جامِ بادہ رہگیا

بازیِ شطرنج ہارے اسطرح ہم یار سے
فوج ساری کٹ گئی تنہا پیادہ رہگیا

ق

نامہ بر کہنے لگا عاشق نے جلدی لکھدیا
اسلیے خط کا ترے مضمون سادہ رہگیا

ہان ترے اُس خستہ دل کی بدحواسی ہے کھلی
اسلیے خط کا لفافہ بھی کشادہ رہگیا

وعدہ ہی وعدے مین اپنی عمر آخر ہوگئی
وصلتِ جانان کا دل ہی مین ارادہ رہگیا

گردشِ گردون سے میخانے ہوے سارے خراب
خم نہین مینا نہین ساقی نہ بادہ رہگیا

زیور اُس گل نے اُتارا جس گھڑی حمام مین
لطف دونا ہوگیا جب حسن سادہ رہگیا

قبر بیمارِ محبت کھود کر رویا مسیح
گھن گئے سب استخوان باقی برادہ رہگیا

نامہ بر کہنا صنم سے شکوے سب لکھے نہین
خط مین گنجائش نہ تھی مضمون زیادہ رہگیا

(۳۰)

شوقِ مشقِ تیر اُس ابرو کمان کو جو ہوا
اہ تجمل ماہِ نو بنکر کبادہ رہگیا

(۹)

اُس بت سے خواب مین جو خدا نے ملا دیا
افسوس ہی کہ مرغ سحر نے جگا دیا

میخانے مین جو یار ملا دیکھیے نصیب
دشمن نے اپنے جا کے عسس سے بتا دیا

کہنے لگا وہ مجھسے ہی کیون عاشقی پہ ناز
تو نے بس ایک دل کے سوا اور کیا دیا

غیرون کے آگے کس لیے ظالم نے بیخطا
مجکو نشانہ تیرِ ستم کا بنا دیا

بھٹکے جو راہِ عشق مین وہ اتفاق سے
ہمنے خضر کو دور سے رستا بتا دیا

مدت کے بعد آنکھ لگی تھی تہ مزار
بیکار صور پھونک کے مجکو جگا دیا

ہمتو مسیح دل سے ترے کلمہ گو رہے
پھر کس خطا پہ مردہ ہمارا جلا دیا

کرنے نہ پائے اپنی پریشانیان بیان
یہ عشقِ زلفِ یار نے سر مہ کھلا دیا

۳۱

عشقِ بتان بلا ہے تجمل کرو گریز
اِس آگ نے تو خرمنِ دل کو جلا دیا

۹

سوالِ وصل پر قاتل خفا ہوگا تو کیا ہوگا
اگر تن سے سرِ عاشق جدا ہوگا تو کیا ہوگا

تری اِس بیوفائی کا خدا کے سامنے اے بت
بیان جسدم یہ سارا ماجرا ہوگا تو کیا ہوگا

جیا جب تک زمانے مین رہا عریان بدن اسکا
ترے دشتی کا لاشہ بے ردا ہوگا تو کیا ہوگا

یہ عاشق توڑ کر زنار لینگے ہاتھ مین سبحہ
مبدل ہوکے توبت سے خدا ہوگا تو کیا ہوگا

نہوگا جب تلک بادِ موافق حکم خالق کا
مری کشتی غم پر ناخدا ہوگا تو کیا ہوگا

عذاب نار و دوزخ سے گنہگار و نہین ڈرتے
خدا سے جب تمھارا سامنا ہوگا تو کیا ہوگا

کہا قاتل نے تو مجکو ڈراتا کیون ہی مرنے سے
ہزارون مر گئے تو بھی فدا ہوگا تو کیا ہوگا

ارے او بے مروت بعد مردن قبر عاشق پر
ترا آنا جو بانا ز و ادا ہوگا تو کیا ہوگا

۳۲

ڈراتا کیون ہی ناصح روز محشر سے تجمل کو
مدد پر جب علی سا پیشوا ہوگا تو کیا ہوگا

۹

آج چھپ چھپ کے جو صیاد ہی چلتا پھرتا
یہ پر بلبل ناشاد ہی چلتا پھرتا

کیا مرے جوش جنون نے ہی اثر دا یہ کیا
صبح سے کیون ستم ایجاد ہی چلتا پھرتا

پہلے سے خون کسی بیجرم کا ہی سر پہ سوار
فکر مین قتل کی جلاد ہی چلتا پھرتا

کو بکو شام و سحر اتو ہمارا عاشق
دیکھو بانالہ و فریاد ہی چلتا پھرتا

مردے جی اٹھتے ہین جھنکا رچھڑون کی سنکر
صحن مین جب وہ پریزاد ہی چلتا پھرتا

آکے کرتا نہین کیون پا بہ سلاسل مجھکو
دیکھکر کیون مجھے حداد ہی چلتا پھرتا

حضیجی

کھینچتا صفحۂ دل پر تری تصویر کو ہی
پس اسی فکر مین ہزار ہی چلتا پھرتا

ہی عیان کچھ نہین فکر اپنے گرفتارون کی
اسطرح سے وہ دل آزار ہی چلتا پھرتا

۳۳

صبر کر صبر یہ کہتا ہی تجمل تجھسے
کس لیے اہی دل ناشاد ہی چلتا پھرتا

۹

مرقد مین بھی فراق کا جو غم لگا رہا
ہاتھ اپنے سینے سے پڑ ماتم لگا رہا

فرقت کے ساتھ وصل کی امید بھی رہی
سینے سے داغ داغ سے مرہم لگا رہا

آخر کو جا کے پیر مغان کا ہوا مرید
زاہد جو پیچھے رندون کے ہر دم لگا رہا

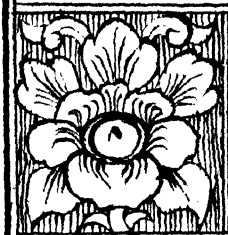
بدنام اک مجھی کو خدا کے لیے نکر
اے بت تری تلاش مین عالم لگا رہا

چھوڑا نہ عشق یار نے مرقد مین بھی مجھے
کیونکر نہ خوش ہون ساتھ مرے غم لگا رہا

تلوار جب تلک رہی قاتل تری علم
بس اُسکے دم کے ساتھ مرا دم لگا رہا

رویا شب فراق مین اسطرح تا سحر
تار آنسوون کا آنکھ سے پیہم لگا رہا

گر عقل پاس آئی تو دل نے بھگا دیا | پہلو مین یہ عدو مرے ہر دم لگا رہا



تجمل

محشر کے روز ہوگا تجمل وہ باغ باغ
جس دل مین غم حسین کا ہر دم لگا رہا



ہمین غیرونکے آگے گھر سے وہ باہر نکال آیا | قیامت ہی نہ کچھ اپنی بھی غیرت کا خیال آیا

نہین کچھ غم جو پائے پان محفل مین رقیبون نے | بحمد اللہ حصہ مین مرے اُسکا اکال آیا

جواب لا کا ایسا خوف تھا ہمکو امیرون سے | زبان پر آجتک اپنے نہین حرف سوال آیا

شب وصلت نہ لی کروٹ ادھر کی ایسی نفرت تھی | ہزارون منتین کین پر نہ کچھ تمکو خیال آیا

نہین علم و ہنر جسمین بہائم سے وہ بدتر ہے | وہی انسان ہی دنیا مین جسے کچھ بھی کمال آیا

عدو گل کی ہوئی بلبل پھری شمشاد سے قمری | جو بہر سیر گلشن مین کبھی وہ نونہال آیا



تجمل

قیامت ہوگئی تھی چھو لیا تھا اُسکے گیسو کو
شکر خالق ہی کہ بچکر بال بال آیا



سرخرو ہو کر تمھاری تیغ کا پھل تر ہوا
داغ خونِ بیگنہ تلوار کا جوہر ہوا

کیا صفائی ہی تمھارے چہرۂ پرنور کی
دیکھکر آئینہ اسکندری ششدر ہوا

رنج و درد و کاہش و غم سے فراغت ملگئی
ہجر مین جینے سے تو مرنا مرا بہتر ہوا

عمر گذری رنج و غم مین پر ہی بیتابی رہی
یہ دلِ ناداں نہ ابتک صبر کا خوگر ہوا

بیڑیان گو کٹ چکی ہین ناتوانی سے جنون
بیڑیون کا داغ بھی اب پاؤن کا لنگر ہوا

(۳۶)

اے تجمل ہو فدا اُن شاہزادون پر یہ دل
جنکی خاطر سے شکستہ ہو کے دو گوہر ہوا

(۱۱)

جانتا ہی مرغِ دل ابرو ہلانا آپ کا
یہ خطا ہرگز نہین ہوگا نشانا آپ کا

جب ہو جانا پیشِ خالق یہ تو فرمائین حضور
صاف کہدون یا چھپاؤن مین پھسانا آپ کا

زندگی مین تو نہ کی کچھ عاشقِ شیدا کی قدر
ہی عبث مردے پہ اب آنسو بہانا آپ کا

نیند اُچٹتی ہی تو پھر آتی نہین ہی رات بھر
یاد آتا ہی گلے سے جب لگانا آپ کا

غیر سے کہتا ہون مین اُس بت کو پاکر مہربان
کام کچھ آتا نہین ہر اب سکھانا آپ کا

شیخ صاحب کیون ہی میرے سامنے دعوے زہد
یاد ہر وہ چھپکے میخانے مین آنا آپ کا

قہقہہ دشمن لگائینگے جو دیکھینگے یہ حال
نعش عاشق پر غضب ہر مسکرانا آپ کا

یہ بہانہ عاشقون کے دل کے مل دینے کو ہی
کیا غضب ہر اے صنم چٹکی بجانا آپ کا

مین ہوا بیجان تو اُسنے لاش پر آکر کہا
جانتے ہین خوب ہم بھی یہ بہانا آپ کا

دیکھکر یہ رنگ گل کرتے ہین جامہ چاک چاک
کیا غضب ہر پائون مین مہندی لگانا آپ کا

گر تجمل کو ملے دربان کی قسمت یا علی
پھر نہ چھوٹے زندگی بھر آستانا آپ کا

پھر صفائی مین ہوئی آج کدورت پیدا
بے سبب ہوگئی تکرار کی صورت پیدا

حسن کا اسکو زوال اور ہی کمال اسکو سپند
زلف و خط مین نہو کسطرح عداوت پیدا

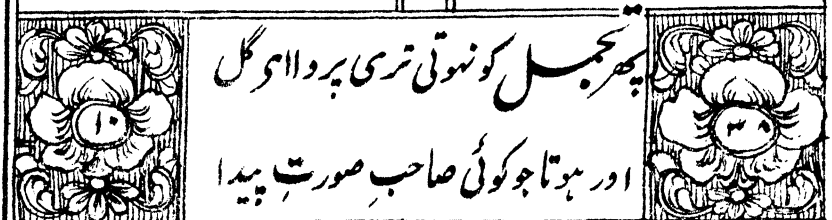
بھیجکر نامہ مری اُسنے خبر پوچھی ہی
شکر ہر کچھ تو ہوئی دل مین محبت پیدا

ناز کی چال نہ یون دیکھیے ہر دم چلیے
نہ کہین قبل قیامت ہو قیامت پیدا

آپ کے چہرے پہ غصہ سے جو سرخی آئی
آتشِ دل مین ہوئی اور بھی حدت پیدا

آئین عیسیٰ بھی جلانے جو ترے کشتے کو
ابھی چہرے سے ہون آثار ندامت پیدا

دار پر دار لگائے جو تری تیغ زبان
کیون نہون دل مین جراحت پہ جراحت پیدا



برائے قتل عاشق باڑھ خنجر پر رکھا لینا
خضاب کے بدلے تم ہاتھون مین اپنے خون لگا لینا

مجھے ڈر ہے لہو کے دیکھنے سے غش نہ آجائے
بوقتِ ذبح اپنے مُنھ کو دامن سے چھپا لینا

کہین لاشہ نہ تڑپے اسمین عاشق کی ہے بدنامی
ذرا عاشق کے سینے کو بھی زانو سے دبا لینا

جوابِ نامہ گلرو تجھی کو آج دیتے ہین
ہمارے خط کو دامن مین حفاظت سے صبا لینا

نکل کر مرغِ دل سینے سے اے ناوک فگن میرا
تمھارے پاس جاتا ہے اسے بہرِ خدا لینا

بوقتِ غسل عاشق کی تمنا یہ نہ رہ جائے
ذرا آغوش میں لاشے کو بانازو ادا لینا

شہیدِ ناز کی مرقد پہ قل پڑھنے کو جب آنا
نقابِ چہرۂ انور کو ہاتھوں سے اُٹھا لینا

بوقتِ ذبح شہ رگ سے صدائے ہائے گر نکلے
نہ ڈر سے چیخنے کے تیغ گردن سے اُٹھا لینا

مجھے ڈر ہے کہیں عشاق کے قاتل نہ کہلاؤ
ذرا تم آستیں سے خون کے دھبے چھڑا لینا

۳۹ تجمل قبر میں جسدم فرشتوں کا گذر ہوگا ۵
نہو گا خوف تم نام علی مرتضےٰ لینا

آج ساقی کس لیے شیشا گلابی ہوگیا
بے مئے گلرنگ کیوں ایسا گلابی ہوگیا

یاد جب ساحل پہ آئی عارضِ رنگین یار
یہ بہائے اشکِ خون دریا گلابی ہوگیا

ایک دم میں کس سطح خونِ شہیدِ ناز سے
دیکھ لو منھ تیغِ قاتل کا گلابی ہوگیا

لکھتے لکھتے نامۂ گلرو جو ٹپکے اشکِ خون
تھا سفید اب رنگ کاغذ کا گلابی ہوگیا

۴۰ تجمل جب پڑا اُسکے گلِ عارض کا عکس

دامنِ محشر کا کل سطحا گلابی ہوگیا ۴۰

جو پہلو سے مجھکو جدا کیجیے گا
خطا کیجیے گا خطا کیجیے گا

وہ بولا نہ بازار مین چھیڑیے یون
یہ تکرار کیسا برملا کیجیے گا

کہیگا مسیحا نہ کوئی جہان مین
نہ بیمار کی گر دوا کیجیے گا

کسی دن جو مین جاؤنگا سوے صحرا
جنون کو مرا رہنما کیجیے گا

جفا پر جفا آپ کرتے ہین مجھپر
خدا سے نہ کیا سامنا کیجیے گا

یہان آئیے رنگ بگڑا ہی اپنا
خدا آپ کب تک ملا کیجیے گا

اگر منھ سے پھر کلمۂ وصل نکلے
تو پھر دل مین جو آئیگا کیجیے گا

برہنہ کہین نعشِ عاشق نہ اٹھے
کوئی پیرہن بھی عطا کیجیے گا

یہ کہتی ہی یاد اُسکی افشاں کے دل سے
شب آنی ہی تارے گنا کیجیے گا

تجمل سے وعدہ لیا گلبدن نے ۱۰

(۱۲) کہ ہر صبح ہم سے ملا کیجیے گا (۱۴)

شکر ہی پھر اوج پر اپنا ستارا ہو گیا
تخلیہ اُس ماہ پیکر سے دوبارا ہو گیا

ابرو دون کا یار کے جب سے اشارا ہو گیا
وصل کا اُسدم سے پھر دل کو سہارا ہو گیا

پھیکا آتش مین خلیل اسر کو جب نمرود نے
گل ریاض خلد کا ہر اک شرارا ہو گیا

اہی ستمگر زخمہاے خنجر بیداد سے
یہ دل غمناک میرا پارا پارا ہو گیا

رات کی باتین چھپانے سے نہین کچھ فائدہ
رازِ مخفی سب تمھارا آشکارا ہو گیا

بنگیا ہی خنجر بران ترا آرے کی شکل
کیا گلا عاشق کا مثل سنگ خارا ہو گیا

تھا دم گریہ جو دھیان اُسکی غزالی چشم کا
اشک جو آنکھون سے ٹپکا وہ چکارا ہو گیا

تیر مژگان تیغ ابرو خال کی گولی لگی
مرغ دل اپنا شکارا تو تمھارا ہو گیا

شب کو اُلٹی چہرے سے اُس ماہ وش نے جب نقاب
تابش رخ سے ہر اک ذرہ ستارا ہو گیا

اہی رقیبو سر کو اپنے رات دن دھنتے رہو
اب ہم اُسکے ہو گئے اور وہ ہمارا ہو گیا

دل کو میرے لیکے سوائی تیرے الٰہی مجھے
نام بدمیرا نہین دیکھو تمہارا ہوگیا

داخلِ خلدِ برین ہوگا تجمل دیکھنا
جس گھڑی محشر مین حیدر کا اشارا ہوگیا

۱۹ ۴۲

یا تو عاشق کو خدایا نہ بنایا ہوتا
یا دل اُس بت کا رحیما نہ بنایا ہوتا

پیچ دیدے کے دمِ زیب صنم گیسو کو
دل کے ڈس لینے کو کالا نہ بنایا ہوتا

ڈھونڈھ لیتے تمھین ہم کعبہ و بتخانہ مین
بھیس اپنا جو فقیرانہ بنایا ہوتا

چھیڑ کا کچھ بھی براہیم کو ہوتا جو مزہ
پہلوے کعبہ مین بتخانہ بنایا ہوتا

تجھسے ہرگز نہین ہی مجھکو خدا سے شکوہ
ایسا دل سینے مین حاشا نہ بنایا ہوتا

مژدۂ وصل سُناتا جو کبھی تو قاصد
اپنے دل کو ترا کاشانہ بنایا ہوتا

باندھنا تکو جو فتراک مین منظور نہ تھا
طائرِ دل کو نشانا نہ بنایا ہوتا

وہ پریچہرہ جو پردہ سے دکھاتا چہرہ
اے جنون تجھکو بھی دیوانہ بنایا ہوتا

دیکھ لیتا جو چمک ٹیکے کی صناع ازل
چرخ پر ایک بھی تارا نہ بنایا ہوتا

تجھسے یوسف سے حسین آکے نہ قربان ہوتے
حسن تیرا جو دوبالا نہ بنایا ہوتا

قیس کو دشت نوردی جو نہوتی مرغوب
کہین رہنے کا ٹھکانا نہ بنایا ہوتا

ہم صفت دختر رز کی جو سنانے پاتے
زاہد تم کو بھی مستانہ بنایا ہوتا

گر جنون تم بھی مری طرح سے عاشق ہوتے
بیڑیان ڈال کے دیوانہ بنایا ہوتا

اُنکو منظور بگانون مین جو ہوتا گنّا
کبھی اسطرح نہ بیگانہ بنایا ہوتا

زلف جانان کو اگر دام سمجھتے اے دل
اُسمین جاجا کے نہ کاشانہ بنایا ہوتا

جسم خاکی جو بنایا تھا تو راحت دیتے
ہمکو ایسی نہ تھی پروانہ بنایا ہوتا

عشق کا حسن سے گر ربط نہوتا منظور
گل کا بلبل کو نہ دیوانہ بنایا ہوتا

سجدہ زاہد نہ کبھی جھک کے زمین پر کرتا
سایہ گر قدِ صنم کا نہ بنایا ہوتا

خط یہ خط بھیجے ہین فرقت کے تجمل نے تمھین

۴۳ دل کے بہلانے کو افسانہ بنایا ہوتا

اے دل اب ہر مین جو ہو وہ ہو دشمن تیرا
کوئی سنتا نہین ہے نالہ و شیون تیرا

اے جنون خوب تو آسن کو جمائے رہنا
اتبو سائے سے بھڑکتا ہے یہ توسن تیرا

باغ مین سیر کو جاتا ہے تو یہ دھیان رہے
اُلجھے گلرو کہین کانٹون سے نہ دامن تیرا

دیکھ ہی لینگے سب اعجاز نمائی تیری
جب گذر ہوگا کسی دن سر مدفن تیرا

سیر کی ساری خدائی کی تو معلوم ہوا
جو ہے وہ بندہ ہے اب ہے بت پرفن تیرا

مرغ دل کیلیے اسدرجہ پریشانی ہے
اتبو ہے گیسوے دلدار نشیمن تیرا

۴۴

جب دم حشر گریبان مین عصیان کا ہو ہاتھ
یا علی دست تجمل مین ہو دامن تیرا

تیرے عاشق پر اگر فضل خدا ہو جائیگا
دیکھ لینا دم مین حاصل مدعا ہو جائیگا

دیکھ لینا بخت جب اپنا رسا ہو جائیگا
وعدۂ وصل اُس پری رو کا وفا ہو جائیگا

ضبط کر اے دل جو ہی منظور عالم کا ثبات
تیرے نالے سے ابھی محشر بپا ہو جائیگا

کس طرح سے جستجوے یار مین بیتاب ہی
دل یقیناً میرے پہلو سے جدا ہو جائیگا

دیکھ لینا کوئی دم مین اب جنون کے ہاتھ سے
ٹکڑے ٹکڑے یہ گریبانِ قبا ہو جائیگا

آجتک تو یار سے تکرار پوشیدہ رہی
اب کوئی دم مین یہ جھگڑا برملا ہو جائیگا

۴۵

یار سوتا ہی تجمل دور سے دیکھا کرو
گر ارادہ کچھ کروگے تو خفا ہو جائیگا

۹

رعب دیکھے تو کوئی مجھ کشتۂ بیداد کا
کانپتا ہی صورتِ پا ہاتھ بھی جلاد کا

دشتِ غربت مین تو ہی بتلا دے مجھسے اے جنون
سننے والا کون ہی غیر از خدا فریاد کا

راستی اُس قد کی دیکھی جسسے یہ نفرت ہوئی
شاق تری کو نظارا ہو گیا شمشاد کا

کس سے کہیے ان بتون کے جور اور بیداد کو
جز خدا کوئی نہین ہی دینے والا داد کا

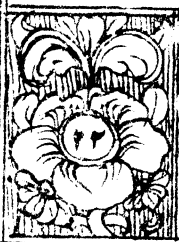
یہ ہمارے اور تمھارے عشق کی شہرت ہوئی
ذکر شیرین کا کسی جا ہی نہ اب فرہاد کا

جنون

جوشِ وحشت مین بچھا کر بیڑیان احسان کیا
اب جو تنکا چوم لیتا ہاتھ مین حدّ ادکا

گو جنون کا جوش ہی لیکن رگون مین خون نہین
کیون بلایا کس لیے کیا کام ہی فصاد کا

یان کی پستی و بلندی کی شکایت کیا کرین
ہی یہی نقشہ ازل سے اِس خراب آباد کا




اسی تجمل یاد مین بس رات دن اُسکی رہو
جو کہ بانی ہی تمام اِس عالم ایجاد کا

گر یاد مری تجھکو بھی آجاے تو اچھا
الفت ترے دل مین بھی سماجاے تو اچھا

سینے سے مجھے وہ جو لگا جاے تو اچھا
یہ داغ جدائی کے مٹا جاے تو اچھا

حیلے سے قدم چومنے کے یہ دلِ پرخون
پانون مین حنا تیرے لگا جاے تو اچھا

دیتا ہی یہ ہر دم مجھے کیا صدمۂ جانکاہ
یہ دل کہین سینے سے چلا جاے تو اچھا

دن رات تمنا ہی کہ یہ دیدۂ عاشق
تلوون سے ترے یار ملا جاے تو اچھا

کس طرح سے اُلٹون مین نقاب رخ جانان
گر بادِ صبا آکے اُڑا جاے تو اچھا

خالق سے دعا ہی کہ ہمارا دلِ کمزور
بارِ غمِ فرقت کو اُٹھا جاے تو اچھا

کرتی ہی ستم تیرگی بخت جنون مین
یہ آنکھ مین آہو کے سما جاے تو اچھا

معشوق کی توصیف ہو عاشق کی زبانی
بلبل جو خبر گل کی سُنا جاے تو اچھا

جینا نہین منظور مسیحاے فلک سے
ہان اپنا مسیحا جو جلا جاے تو اچھا

پھر داغ پہ ہر داغ اُٹھانے کی تمنا
پھر گل پہ اگر گل وہ کھلا جاے تو اچھا

پروانے کے مانند پھرے گرمی روح
گر شمع وہ مرقد پہ جلا جاے تو اچھا

کیون خضر تجھے چشمۂ حیوان کی ہی تفتیش
مرہاتھ سے اپنے وہ پلا جاے تو اچھا

زنجیرِ گران ڈال کے حدّاد یہ بولا
گر ایک قدم بھی نہ چلا جاے تو اچھا

مدت سے ہین دیدار کی ترسی ہوئی آنکھین
وہ مہر مجھے شکل دکھا جاے تو اچھا

مشکل ہی وہان تک کسی قاصد کی رسائی
نامہ مرا گر لیکے صبا جاے تو اچھا

روکینگے تجھے اُس شہ خوبی کے نہ دربان
قاصد تو اگر بن کے گدا جاے تو اچھا

بیکار ہی یہ ضبط ترا اے دلِ مضطر
اُس تک ترے نالے کی صدا جائے تو اچھا

دن وصل کا ہو چہرۂ روشن وہ دکھائیں
سر سے شبِ فرقت کی بلا جائے تو اچھا

زاہد کو بھی ساقی مئے گلرنگ پلا دے
ہمچشموں میں جاکر یہ ہنسا جائے تو اچھا

کہدے یہ صبا جاکے کہ مقتل کو وہ آکر
گیسوئے معنبر سے بسا جائے تو اچھا

رُوٹھا ہی تجمل کہو غیروں کو نہ بھیجے
وہ آپ ہی آکر جو منا جائے تو اچھا

خوفِ عصیاں سے جو مر کر میں تہِ مدفن گیا
بخششِ خالق ہوئی ہر کام گلزار بن گیا

نالۂ دل شب کو تیرے ہجر میں اے زہرہ وش
آسمان پر ماہ تاباں کی طرح روشن گیا

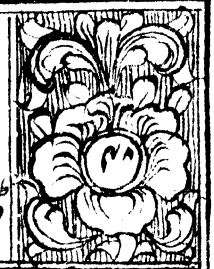
چل گئی تیغِ خزاں میرے بہارِ عیش پر
ساتھ غیروں کے جو وہ گل جانبِ گلشن گیا

آہ نے مجھ زار کو اُس بام پر پہونچا دیا
نردبان میرے لیے جھوکا ہوا کا بن گیا

سایۂ فضلِ خدا مجھ پر ہوا جو بعد مرگ
شامیانہ ابرِ رحمت کا لحد پر تن گیا



ای تجمل لیگیا ہو نقد دل کو لوٹ کر
ڈھونڈھتا ہون مین کہ کس جانب کو وہ رہزن گیا



دفعتہً پھر مبتلاے دردِ فرقت ہوگیا
آپ کا پہلو سے اُٹھنا مجھکو آفت ہوگیا

ہوگیا آرام ہمکو رنجِ رخصت ہوگیا
موت کا آنا شبِ فرقت غنیمت ہوگیا

دیکھکر پس پس گیا دل جوشِ وحشت ہوگیا
سرمہ اُن آنکھون کا میرے حق مین آفت ہوگیا

جس جگہ بھولے سے اُسکا ذکرِ قامت ہوگیا
فتنے اُٹھے گرم بازارِ قیامت ہوگیا

وہ جو رخصت ہوگیا دم تن سے رخصت ہوگیا
موت کا پیغام مجھکو روزِ فرقت ہوگیا

بیڑیان توڑینگے فصلِ گل مین ہم ابکی برس
دستگیر اپنا جو اے دل جوشِ وحشت ہوگیا

عکس سے اُسکے سنہری رنگ کے ہنگامِ دفن
دیکھنا کیسا طلائی برجِ تربت ہوگیا

دیکھکر صنعِ خدا کو محفلِ آفاق مین
جملہ تن آئینہ آسا چشمِ حیرت ہوگیا

سیکڑون فتنے اُٹھاے اُس ستم ایجاد نے
پاس میرے بیٹھنا دم بھر قیامت ہوگیا

آتشِ سوزِ جگر یہ شتعل مرکر ہوئی
سرخ مثلِ لعل میرا سنگ تربت ہوگیا

اپنی اپنی گور سے مردے اُٹھے چار و نطرف
نالۂ دل قبر مین صورِ قیامت ہوگیا

گنجِ قارون کی طرف پڑتی ہی کب اسکی نظر
جو غنی اسے یتمن تیری بدولت ہوگیا

دوسرے فرزند کی داغ پسر کرتا ہی قدر
بعدِ مجنون مین غزیزِ دشتِ وحشت ہوگیا

کیا کہون اُٹھے جو آبِ تیغِ قاتل مین مرے
حلق سے جو گھونٹ اترا اسکا شربت ہوگیا

خرمی سے گور کیون خنداں ہوئی واکر کے لب
دن مرے مرنے کا کیا روزِ ولادت ہوگیا

کسقدر لاغر ہوا ہون غم مین اُس خوش چشم کے
توڑنا تار آنسودن کا مجھکو دقت ہوگیا

نیچی آنکھین کرنے سے ثابت ہوا اقرارِ وصل
مُسکے مطلب شرم کا آنا غنیمت ہوگیا

میرے تعویذِ لحد سے وہ پلٹ کرتے وہین
نقشِ حُب گویا کہ نقشِ لوحِ تربت ہوگیا

عکسِ اُسکے قندلب کا جام مے مین جب پڑا
بادہ گلرنگ شیرین ہوکے شربت ہوگیا

لختِ دل خونِ جگر جو چیز تھی موجود تھی
میہمان جب غم ہوا سامان دعوت ہوگیا

آہ کے پہلو سے وہ یوسف شب کو گھر اپنے گیا
طالع بیدار خفتہ وائے قسمت ہو گیا

روے آتشناک سے چکرا کے یہ پانی ہوا
آئینہ گرداب دریائے ندامت ہو گیا

روزن دیوار مین اُس مہر کے اُڑکر رہون
اسلیے گھٹ گھٹ کے مین ذرے کی صورت ہو گیا

کسکی کرتا ہی پرستش اپنا خالق جان کر
اے برہمن کیا خدا پتھر کی مورت ہو گیا

کیا تپ غم سے شفا دی اُس مسیحا نے مجھے
بوسۂ عناب لب مجھکو عنایت ہو گیا

میرے مرنیکی رقیبونے خبر دی اُنکو یون
کوستے تھے تم جسے ہر دم وہ غارت ہو گیا

ذبح کر کچھ خون کے چھینٹون کا اندیشہ نہ کر
خون غم سے خشک اے قاتل نہایت ہو گیا

وصل کی شب ہو گیا آخر مین سنتے ہی اذان
نعرۂ اللہ اکبر کوس رحلت ہو گیا

کوے جانان مین اُڑا کر لیگیا مجھ زار کو
آہ کا جھونکا مجھے خضر ہدایت ہو گیا

دل مین رنجش انکے ہو صورت صفائی کی کہان
آئینہ آلودۂ زنگ کدورت ہو گیا

سیر کرنے کو گیا جو اس گل تر کے بغیر
وادیٔ پر خار مجھکو باغ عشرت ہو گیا

سایۂ قامت سے اُس گل کے یہ رتبہ مل گیا
ہر شجر گلشن کا رشکِ نخلِ جنت ہوگیا

۴۹
اے تجمل کیون نہ گردش مین رہے غم سے فلک
خاکِ مقتل مین نہان مہرِ امامت ہوگیا

۱۴

خیالِ نرگسِ میگون جو وقتِ خواب رہا
تمام رات مجھے نشۂ شراب رہا

شبِ وصال جو وہ مہر بے نقاب ہا
عرق عرق وہ رہا اور مین آب آب ہا

تبون کی یاد نہ بھولی نماز مین مجھسکو
ثواب مین بھی مری جان پر عذاب ہا

شبِ وصال بھی صدمہ رہا جدائی کا
مجھے ادب مرے محبوب کو حجاب رہا

چمک گیا غمِ گیسو مین اپنا داغِ جگر
ہوئی تو شام مگر گرمِ آفتاب رہا

لحد مین نیند نہ آئیگی لاش پڑیگی
یہی جو بعد فنا دل کو اضطراب رہا

گذر گیا جو زمانے سے عہد طفلی مین
چھٹا عذاب سے اچھا مرا حساب رہا

تصورِ رخِ جانان ہی یا دِ زلف کے بعد
ہوئی تو رات مگر دن مرے حساب ہا

وہ بحرِ حسن نہ آیا کبھی نظر مجھکو
ہمیشہ آنکھون مین دم صورتِ حباب رہا

تبون کے در پہ کیے سجدے سارے عالم نے
صنمکدہ تھا مگر کعبہ کا جواب رہا

قضا نے آکے چھڑایا ہر ایک آفت سے
نہ انتشار رہا اب نہ اضطراب رہا

تمام عمر نہ مغرور ہوش مین آیا
ہمیشہ مست زمانے مین بے شراب رہا

غرور حسن پہ زیبا نہین کہ خط نکلا
بہارِ باغ سے گذری کہان شباب رہا

۵۰

بجا گلہ ہی تجمل کا تم سے اے صاحب
تمھارے چاہنے والون مین یہ خراب رہا

۲۲

میرے دل سے جو گذرتے ہو ترے پیکانونکا
خون پھر خوب بہے حسرتون کی جانونکا

زلف جانان کی ہوا سے بجھے شمع محفل
حال کیونکر نہ پریشان ہو پروانون کا

قتل زہاد ہوے روے صنم پر کیا کیا
خوب کعبے مین بہا خون مسلمانون کا

خواہش جامہ دری کی جو ترے وحشی نے
ڈھیر کانٹون نے کیا دشت مین دامانون کا

شمع روشن ہی ہوا کا بھی گذر مشکل ہی
خوب مجمع شب خلوت مین ہی پروانون کا

ٹکڑے مانند گتان ہو مہ نو کا دامن
گر پڑے ساتھ ترے چاک گریبانون کا

جھک کے کانون مین ترے گیسوے مشکین ای یار
حال کرتے ہین بیان تیرے پریشانون کا

کونسا غیرت یوسف سر بازار آیا
کر دیا ڈھیر خریدارون نے بیعانون کا

روے روشن پہ ترے بال نہ نکلین خط کے
گرد اس شمع کے مجمع نہو پروانون کا

پھاڑ کر کپڑے ہوئین جامہ سے باہر پریان
دیکھکر عالم وحشت ترے دیوانون کا

دست وحشت نے بنایا ہی جو گز قدمون کو
راستہ ناپتے پھرتے ہین بیابانون کا

جل گئی شمع مگر اسکا نشان باقی ہی
ڈھیر آتا ہی نظر قبر پہ پروانون کا

بندھ گئے ہین رخ جانان کے جو رنگین مضمون
میری ہر بیت مرقع ہی گلستانون کا

کیا غضب کی ہی رہ ملک عدم پر وحشت
کوئی چوکی ہی نہ پہرا ہی نگہبانون کا

خاک کے پتلے بنا کر جو مٹا دیتے ہین
آسمان کھیلتے ہین کھیل یہ نادانون کا

ہر پری قاف مین خود رفتہ ہوئی ہی سنکر
کیا جنون خیز ہی قصہ ترے دیوانون کا

درد و غم کے لیے کھانے کو ہین دل کے ٹکڑے
مین نے سامان کیا ہی یہی مہمانون کا

جان جائیگی نہ کر عشقِ پریزاد ای دل
کارِ عاقل نہین یہ کام ہی نادانون کا

بخیہ حسرت و غم کر دیے دل مین سیکل
تیرے ناوک نے کیا خون کئی جانون کا

شمع روتی ہی مری بیکسیِ تربت پر
رشک سے جلتے ہین یہ حال ہی پروانون کا

نیند آنے لگی فرقت کو بھی سنتے سنتے
ذکر مین نے جو کیا وصل کے افسانون کا

جان کے ساتھ تجمل ہی رواں لشکرِ غم
ہمرہِ شمع عجب غول ہی پروانون کا

مر کے کب سلسلۂ گیسوی جانان چھوٹا
کیسے آزاد ہوے ہم کہ نہ زندان چھوٹا

خوب کی سیرِ چمن تیری بدولت گلچین
کوئی گوشہ نہ کوئی کنج گلستان چھوٹا

شمع کی ہمت مردانہ کوئی دیکھے تو
کٹ گیا سر نہ مگر بزم کا میدان چھوٹا

سرخیِ رخ ہی وہی گو عرق آئے اُنکو
آبِ شبنم سے کہان رنگِ گلستان چھوٹا

دل رہا یار کی مٹھی مین وہ ابرو دل مین
اِس سے کعبہ نہ چھٹا اُس سے نہ قرآن چھوٹا

آنکھ کھلتے ہی ملا کنجِ قفس اے صیاد
پوچھتا کیا ہی کہ کب تجھسے گلستان چھوٹا

دامنِ دشت سے منھ دھانپ کے کانٹے رو دے
مر کے مجھ آبلہ پا سے جو بیابان چھوٹا

گور مین بھی نہ گیا اُس رخِ رنگین کا خیال
ہون وہ بلبل کہ قفس مین نہ گلستان چھوٹا

دشتِ وحشت مین یہی شغل ہی مجھ وحشی کا
پھرے دامن کے اُڑائے جو گریبان چھوٹا

چاکِ گل مین ہین گلستان کی کرونگا بخیہ
دستِ وحشت سے جو اک تارِ گریبان چھوٹا

اُڑتے ہی رتبہ ہوا اُسکو ہما کا حاصل
کوئی طائر ترے صدقے مین جو جانان چھوٹا

مرغِ جان کو قفسِ تن مین کیا کیا بسمل
میری جانب جو ترا ناوکِ مژگان چھوٹا

غیر ہر وقت مرے یار کے ہمراہ رہے
ساتھ کانٹون کا نہ گل سے کسی عنوان چھوٹا

کتنے صحرا کیے طے نیستی و ہستی مین
اے جنون ایک بھی ہمسے نہ بیابان چھوٹا

طوق چکرائیگا زنجیر کریگی فریاد
اے پری گر ترے دیوانون سے زندان چھوٹا

ایک اک حرف پڑھا یار کے خط کا مین نے
کوئی نقطہ بھی نہ مجھسے کسی عنوان چھوٹا

صبح بھی غم مین مرے چاک گریبان ہوگی
ہاتھ سے میرے اگر دامنِ جانان چھوٹا

پھنس کے اس زلف کی زنجیر مین یہ جان ہوئی ہم
یون کڑی ہمنے اٹھائی تو یہ زندان چھوٹا

۵۲

حشر مین سایۂ حق ہوگا تجمل سر پر
ہاتھ سے آلِ عبا کا جو نہ دامان چھوٹا

۲۱

ہوتے تم چین بجبین ابرو دون پر خم ہوتا
زلف چھوتا تو مزاج اور بھی برہم ہوتا

مائلِ گریہ جو یہ دیدۂ پر نم ہوتا
آسمان بحر بھنور نیرِ اعظم ہوتا

زندگی ہوگئی تمنے جو قدم رنجہ کیا
ایک دم اور نہ آتے تو مین بیدم ہوتا

بوسہ دیتا وہ دہن کا تو چھپا کر ایسا
جز خدا کوئی نہ اس راز سے محرم ہوتا

دل ہوا مردہ جو سینے مین بہت خوب ہوا
آج آفت تھا یہ کل فتنۂ عالم ہوتا

شام کے وقت جو افشان وہ جبین پر چلتے
بامِ کعبہ پہ چراغان کا نہ عالم ہوتا

زخم پر سونش الماس چھڑکتا جراح
بھول کر اُس سے جو مین طالبِ مرہم ہوتا

غش سمجھکر کسے دامن کی ہوا دیتے ہو
سانس لیتا تنِ عاشق مین اگر دم ہوتا

تم جو خلخال کی آواز سناتے چلتے
مردے جی اُٹھتے بپا حشر کا عالم ہوتا

سیرِ گلزار کی بے یار ہوا ہر کس کو
باغِ رضوان بھی جو ہوتا تو جہنم ہوتا

سایہ نے بھی رہِ اُلفت مین رفاقت چھوڑی
ساتھ تنہائی مین دیتا جو یہ ہمدم ہوتا

شرمِ عصیان سے اگر آنکھ مری بھر آتی
ایک آنسو مین ابھی سرد جہنم ہوتا

باغ جاتا ترا وحشی جو کبھی اے لیلےٰ
بیدِ مجنون کی طرح نخل ہر اک خم ہوتا

وصل مین دور رہے سمجھے نہ ہمراز مجھے
ہاتھ پستان کو لگاتا جو مین محرم ہوتا

اُسکے کوچے مین مین جاتا تو بڑی شوکت سے
ساتھ نالے کا علم اے سپہ غم ہوتا

بعد میرے جو اُسے اور ٹھکانا ملتا
آکے تربت پہ مجاور نہ مرا غم ہوتا

گنہِ عشق کی ہوتی جو نہ دشوار سزا
مشورہ قاضی و مفتی مین نہ باہم ہوتا

کُشتی لڑنے کو جو دیوشبِ فرقت آتا
دل مرا ٹھوک کے موجود ابھی جسم ہوتا

دانۂ خال کے بوسے پہ ہوا وقات مری
اِس سے کیا رزق مقدر کا مرے کم ہوتا

ہون وہ دیوانہ کہ سر کھولتین اپنا بر یان
مین جو مرتا تو مرا قاف مین ماتم ہوتا

۵۳

ذات مہدی جو نہ فردِ سر دفتر ہوتی
دفترِ دہر تجمل ابھی برہم ہوتا

۱۲

ہو گئے قتل یہ کیسا ستم ایجاد ہوا
ابر دے یار ہین خنجرِ جلاد ہوا

دل مین آیا جو غمِ عشق تو مین شاد ہوا
گھر جو ویران پڑا تھا وہ اب آباد ہوا

روح سے لیلی و شیرین کے کر دی تصدیق
مجھسا مجنون نہ ہوا اور نہ فرہاد ہوا

ہجر مین عیش و خوشی کا نہ رہا دھیان مجھے
سب کو بھولا جو ترے غم کا سبق یاد ہوا

عمر بھر لطف کی اوقات پہ وہ بھول گئے
یاد مین آیا ستم جب کوئی ایجاد ہوا

شوخیِ حسن سے تصویر تری جب نہ کھنچی
کیسا خجلت زدہ مانی ہوا بہزاد ہوا

حشر کے روز یہ عشاق کہینگے مجھسے
تجھسا پیدا نہ کوئی صاحبِ فریاد ہوا

حکم اللہ کا مانا نہ پیمبر کی سنی
ہم بجا لائے اُسے جو ترا ارشاد ہوا

یاد اُس مصحفِ رخ کی نہین بھولی اے دل
ایسے قرآن کا سبق خوب تجھے یاد ہوا

آنکھ سے اُسنے لگایا مرے دیوان کو جو آج
شکرِ خالق ہے کہ اُس شوخ کا بھی صاد ہوا

ہون وہ وحشی کہ مرا خون بہانے کے لیے
خارِ صحرا کا ہر اک نشترِ فصاد ہوا

جتنے ناشاد تھے اُن سب کو کیا تو نے شاد
دل تجمل کا نہ اے چرخ کہن شاد ہوا

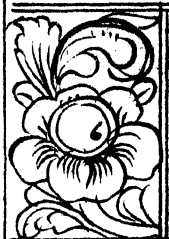
دست و پا رخسار سارا زعفرانی ہوگیا
جامہ و تن کیون تمھارا زعفرانی ہوگیا

تیرے گریان کا ہنسنا گر نہین تدنظر
کیسلیے رنگ آسمان کا زعفرانی ہوگیا

یار سے نوروز مین کھیلے جو ہم رنگ ایک دن
رنگ سب کے مکان کا زعفرانی ہوگیا

دیکھکر اُس مہروش کو صبحدم خورشید کا
شرم کے باعث سے چہرا زعفرانی ہوگیا

دیکھکر اُس ماہرو کو شمع بھی شرما گئی
دیکھتے ہو رنگ کیسا زعفرانی ہوگیا



اے تجمل عشق کا اُسکے اثر دیکھے کوئی
یہ تنِ لاغر ہمارا زعفرانی ہوگیا



ہے تری آنکھ مین جادو کا اثر اے بت دام گیسو ہے ترا

مرغِ دل پنجے سے قسمت کے گرفتار ہوا کس طرح سے ہو رہا

رات دن کیلیے رہتا ہے تو مجھسے برہم یہ تو ہے مجھپہ ستم

اے صنم صاف بتا دے مجھے از بہرِ خدا کیا ہوئی مجھسے خطا

چادرین پھول کی مرقد پہ چڑھانا لاکر ہو کسی کو نہ خبر

قبر عاشق پہ جو اے گل کبھی آنا ہو ترا باصد انداز و ادا

کب تلک دردِ جدائی مین پریشان رہون کون ہے کس سے کہون

ای جفا پیشہ مرے حال پہ کر رحم ذرا جلد آغوش مین آ

عاشقون مین تو نہو گا کوئی مجھسا جانباز ای شہ کشور ناز

کیا تجھے صحبت اغیار سے ملتا ہی مزا دے بتا بہر خدا

عشق صادق مرا کاذب نہین بیجا ہی گمان ای مرے راحت جان

فرق ہو اسمین تو منگوائیے تلوار ذرا کیجیے سر کو جدا

۵۶

رات دن مقصد دل کے لیے ہی سرگردان آپ سے ہی عیان

کیجیے جلد تحمل کی مدد بہر خدا ای شہ کرب بلا

۱۸

عاشق کا سر جو تیغ دو دم سے اڑا دیا — اچھا کیا حضور نے جھگڑا چکا دیا

بولا مسیح ہم نہین آئینگے قبر پہ — مرنے پہ بھی یہ باس کا کلمہ سنا دیا

رشک مسیح نے ید بیضا کا معجزہ — مل کر حنا کو ہاتھ مین اپنے دکھا دیا

کیا جانین ہم کہ یار کے کیا دل مین آگئی — مرقد پہ کیون چراغ جلا کر بجھا دیا

مجنون نے جب سے دیکھ لیا راہ نجد مین
لیلیٰ نے تب سے پردہ محمل اُٹھا دیا

جسمین مہک تھی عارضِ جانان کی اے نسیم
مرقد پہ لاکے پھول یہ کس نے چڑھا دیا

بیساختہ جو دیکھ لین بیتابیان مری
رونے پہ میرے برق نے بھی مسکرا دیا

عاشق کو تیرے کیسی شہادت کی تھی خوشی
چمکی جو تیغ سر پئے سجدہ جھکا دیا

دل دے چکے تھے جان بھی اب نذر یار کی
کہنے سے فائدہ نہین جو کچھ دیا دیا

ادنیٰ یہ گلعذار کی شوخی ہے عندلیب
آتی ہی گل سے تجھکو چمن مین لڑا دیا

اصرار اسطرف سے ہوا جب شبِ وصال
انکار نے اُدھر کے مزے پر مزا دیا

مردے مزار سے نکل آئے جو اے جنون
مقتل مین کسکی بیڑیون نے غل مچا دیا

وان غیر سے ہین محو ادا وہ شبِ وصال
ہجران کے یان مرض نے پیامِ قضا دیا

ہم خاک پر جھکے تھے کہ سجدہ ادا کرین
اُس بت نے شکلِ نقشِ کفِ پا مٹا دیا

اک بوسہ دے فقیر کو اے بادشاہِ حسن
محشر مین کام آئیگا یان کا لیا دیا

کل سے ترقیبون پہ ہین نازک مزاجیان
کیا جانین کیا رقیب نے انکو سکھا دیا

معشوق بدمزاج سے پیدا کیا ہی عشق
اس دل نے کیا عذاب مین ہمکو لگا دیا

۵۷

کیون طرز نو کی پھر نہ تجمل پڑھے غزل
اللہ نے اُسے تو ہی ذہن رسا دیا

۱۳

کرین کیون نہ چھپ کر نظارا کسی کا
بھلا اسمین کیا ہی اجارا کسی کا

کہے کون اُنسے کہ سب دیکھتے ہین
لگاوٹ کسی کی اشارا کسی کا

یہ دل کہہ رہا ہی مرا پا کے چسکا
ہو پھر وصل یارب دوبارا کسی کا

وہ بگڑے رقیبون سے یارب کہین ہم
نہو دوست دشمن خدایا کسی کا

الٰہی کسی دام گیسو مین ہرگز
پھنسے دل نہ آفت کا مارا کسی کا

مری طرح سے دور مین تیرے گردون
نہ گردش مین آئے ستارا کسی کا

ادھر غیر سے رشتۂ دوستی ہی
اُدھر ٹوٹتا ہی سہارا کسی کا

مرا دل وہ تلوون سے ملتے ہین ہر دم
سمجھتے نہین جو خسارا کسی کا

تری بزم مین ہم کن آنکھون سے دیکھین
تواضع کسی کی مدارا کسی کا

اسی رشک سے دل ہی صد چاک اپنا
کہ شانے نے گیسو سنوارا کسی کا

لگائی ہی شمشیر ابرو کی تم نے
سمجھکر کہ ہو دل دو پارا کسی کا

وہ گیسو نہ برہم رہین دل کی خاطر
ہمین رنج ہی کب گوارا کسی کا

۵۸

تجمل کی کیونکر رسائی ہو اُس تک
نہو جسکے در پر گذارا کسی کا

۲۰

اے دلِ بیقرار کیا کہنا
برق ہی شرمسار کیا کہنا

زخم دل ہو چکے ہین پھر آلے
اے جنون زا بہار کیا کہنا

گردنِ سخت مرجا تجھکو
تیغ ہی شرمسار کیا کہنا

ہجر جانان مین ہو گئے رخصت
واہ صبر و قرار کیا کہنا

کیا پلایا ہے تو نے اے ساقی — جام وقتِ خمار کیا کہنا

کر لیا چھپ کے اُسکا نظارہ — دیدۂ ہوشیار کیا کہنا

کھینچ دل عاشقوں کے اے جوبن — اور سینہ اُبھار کیا کہنا

لے لیا بوسۂ رخِ دلدار — اے دلِ بیقرار کیا کہنا

میرے پہلو سے تو جدا نہ ہوا — اے دلِ غمگسار کیا کہنا

اِس محبت نے سیکڑوں عاشق — کر دیے بیدیار کیا کہنا

بوسے عاشق کو دیکے بے گنتی — نہ کیا کچھ شمار کیا کہنا

اُسکا تیرِ نگاہ جب آیا — ہو گیا دل کے پار کیا کہنا

گیسو و رخ کا شیفتہ رکھا — واہ لیل و نہار کیا کہنا

خوب افعی کا بل نکال دیا — عنبریں زلفِ یار کیا کہنا

وصل کی شب کہا نہ قصۂ ہجر — اے دلِ بردبار کیا کہنا

کیا بجھائی ہی تو نے پیاس مری — خنجرِ آبدار کیا کہنا
ہی خرامان وہ گل جو گلشن مین — ہی عجب اک بہار کیا کہنا
دیکھ اے دل کدور تون سے ترے — چرخ ہی پُر غبار کیا کہنا
ہمسے مستی مین ہم نغل وہ ہوا — بادۂ خوشگوار کیا کہنا

۵۹

اب تجمل چمک گئی تقدیر
ہی وہ زیبِ کنار کیا کہنا

نہ ایفا ہوا کوئی وعدہ تمہارا — بتاؤ تو کیا ہی ارادا تمہارا
ہلالِ فلک جسکو سب جانتے ہین — پُرانا وہ ہی اک کبادا تمہارا
ہوئی جب سے مشہور ہم عاشقون مین — ہوا تب سے شہرہ زیادا تمہارا
حسینون کی بازی ہوئی مات جب سے — بنا حُسنِ فرزین پیادا تمہارا
بناوٹ کو شرما دیا بعضون کی — قیامت کا ہی حُسن سادا تمہارا

نہ ہم مے پینگے رقیبون سے کہدو | مبارک تمھین جام و مینا تمھارا

چلو بھی سوے روضۂ شاہ مردان
تجمل ہر کب سے ارادا تمھارا

ردیف بائے عربی

(۶۰) (۹)

خدا بھیج ایام راحت شتاب | اُٹھاؤنگا کب تک یہ رنج و عذاب

ہر اونی کو اعلی بناتا ہی تو | جو دے حکم ذرّے کو ہو آفتاب

بشر اُسکو کہنا مناسب نہین | نہو جس سے دنیا مین کارِ ثواب

تجھے ساقیا کِسکا ہی انتظار | مہیا ہی یان اب شراب و کباب

نہین فرد اعمال مین اب جگہ | خطائین ہوئین مجھسے یہ بیحساب

رہے حُبِّ ساقیِ کوثر اگر | ملیگی جنان مین طہورا شراب

مجھے جسنے اُس گل پہ شیدا کیا | وہ یہ دل ہی کمبخت خانہ خراب

ہر اک اپنے نالے سے خاموش ہی | دف و بربط و نائے و چنگ و رباب

۶۱

فشارِ لحد سے تجمل نہ ڈر
علی کی مدد سے نہو گا عذاب

۷

بعدِ مدت خط کا میرے نامہ بر لایا جواب | ناامیدی ہو گئی یہ صاف صاف آیا جواب

ناز بیجا اپنے یکتائی پہ تھا اُنکو بہت | آئینہ جب روبرو آیا نظر آیا جواب

تھا سوالِ وصل برہان پیشتر اب ہی نہیں | دشمنوں نے میرے اچھا تمکو سکھلایا جواب

اُسکے در سے جب پھرا قاصد تو یہ کہنے لگا | ق | آپ کے خط کا نہ خود لکھا نہ لکھوایا جواب

جب سُنا اُسنے کہا قاصد کا سارا ہی قصور | ہمنے تو فوراً تمھارے خط کا بھجوایا جواب

مجھ گدا کی تیرے در پر عمر آخر ہو چلی | کچھ نہ سائل کو دلایا اور نہ دلوایا جواب

۶

دیکھکر مضمون تجمل کو نومیدی ہوئی
سیکڑوں تدبیروں سے جب خط کا منگوایا جواب

نہین مین سمجھتا ہون اسکا سبب
وہ رنجیدہ مجھسے ہوا کیا سبب

کشیدہ ہی مجھسے بھلا کس لیے
بتادے مجھے تو خدارا اسبب

یہ کیون تیغ ہی دست جلاد مین
سمجھتا نہین مین کچھ اسکا سبب

پھنسا دل کسی اور سے ہی ترا
کھلا ہمپہ نفرت کا سارا سبب

کسی ڈھب سے اہی نامہ بر پوچھنا
بگڑنے کا اسکے دوبارا سبب

۶۳

تجمل سے اسکو تنفر جو ہی
بتاتا نہین کوئی اسکا سبب

۱۱

ازل سے ہون مرحب علی کے جام کا طالب
مین ہون آغا زہی سے خوبی انجام کا طالب

لٹاتا ہون سخی مشہور ہونے کے لیے دولت
نہین پروا ہی سیم وزر کی مین ہون نام کا طالب

نہین نیرنگی عالم کے نظارے سے دل بھرتا
سحر ہوتی ہی ہوجاتا ہون مین پھر شام کا طالب

مرا قاصد نہ یہ سمجھا کہ انکار اسمین لکھا ہی
جواب نامہ دیکر ہوگیا انعام کا طالب

ترے ہاتھون سے اے قاتل سبکدوشی کا خواہان ہون
مرا سر دوش پر ہے اب ترے صمصام کا طالب

جہان مین ہے بہار جملہ اشیاء اپنے موقع پر
نہین ایام گرما مین کوئی حمام کا طالب

کہو جی مین آئے مجھکو سن لینے سے مطلب ہے
کہان انعام کی امید ہون دشنام کا طالب

نہ بوسہ مانگتا تسے نہ لاکھون گالیان سنتا
یہ دل خو چھیڑ کے تمکو ہوا دشنام کا طالب

ترے میخانے مین آیا ہون ساقی چھوڑ کر تقوی
بلا تا کیون نہین مین ہون مے گلفام کا طالب

گئی بالون کی رنگت دانت اکھڑے تن ہے بیطاقت
ضعیفی آگئی ہون راحت و آرام کا طالب

کوئی دم مین تجمل مشکلین آسان ہوتی ہین
پے امداد ہون مین شاہ خاص و عام کا طالب

ردیف بائے فارسی

اے مہر ترے در پہ جو کرتی ہے گذر دھوپ
لے آتی ہے فردون کے لیے خلعت زر دھوپ

کیا تمنے کیا شبعدہ دن رات ہوا ہے
اے رشک قمر چاندنی آتی ہے نظر دھوپ

گرمی کے دنون مین جو نکلتا ہی وہ گھر سے
اُسکے لیے بنجاتی ہی کافور سحر دھوپ

اے مہر ترے عشق کی وہ آگ لگی ہی
کرتی ہی مری آہ کے شعلے سے حذر دھوپ

فرقت کا جو دن ہی تو اندھیرا ہی یہ گھر مین
سائے کی طرح سے ہو سیہ آئے اگر دھوپ

اِس گرمی خورشید مین نکلیگا جو گھر سے
پہونچائیگی تیرے تنِ نازک کو ضرر دھوپ

ہر روز مرے سائے سے بھاگا کرے کوسون
دیکھے جو ذرا تیزی گرمیِ جگر دھوپ

اُس غیرتِ جنت کا جو ہر روز جدائی
نظرون مین ہمارے ہوئی ہی نارِ سقر دھوپ

دن ہجر کا ہی مری نظر مین شبِ تاریک
ہوتا نہین معلوم کہ نکلی ہی کدھر دھوپ

اُس مہر کے گر رنگِ طلائی کا پڑے عکس
ذرون کو دکھائے زرِ خالص کا اثر دھوپ

دیکھے جو کبھی تیرگی روز جدائی
پوشیدہ رہے ابر مین آئے نہ نظر دھوپ

باطن مین ترا جلوہ ہی ظاہر مین ہی سوزش
خورشید نہان ہی مگر آتی ہی نظر دھوپ

تھمتی نہین اُڑجاتی ہی جاڑے کے دنون مین
زائغ شبِ صلت کی لگا لیتی ہی پر دھوپ

دامانِ علی سر پہ تجمل کے رہیگا
خورشید قیامت کی کریگی نہ ضرر دھوپ

ہوے کسلیے مجھسے بیزار آپ
بتا دیجیے اسکے اسرار آپ

بگڑتے ہین ہر دم بھلا کس لیے
دو لکھتے ہین کیون بات ہر بار آپ

ضعیفی مین وہ خوشخرامی کہان
بدل جاتا ہو رنگِ رفتار آپ

سکھاتے ہو اغیار تم کسلیے
جفا کار ہوتے ہین دلدار آپ

ترے پیچ کاکل مین خانہ خراب
مرا دل ہوا ہی گرفتار آپ

مین ممنون نہین کوششِ عقل کا
جنون ہو گیا دل کا غمخوار آپ

تجمل پہ جب ہو گا فضلِ خدا
علی کا بنی گا وہ زوار آپ

ردیف تاے فوقانی

۶۶

گئی کیون دل سے تیرے میری الفت — وہ پچھلی کیا ہوئی مہر و محبت
ارے قاصد مرے گلرو سے کہنا — کبھی تو دیکھ اگر میری حالت
سحر سے صرف شیون ہر چمن مین — کہو بلبل سے کیون آئی ہر شامت
نہین کرتے کسی کے علم کی قدر — بتاؤ تم مین ہر یہ کیا جہالت
سر بزم اُنکو جب اُسنے نکالا — رقیبون نے اُٹھائی کیا خجالت
ارے قاصد مسیحا سے یہ کہنا — بڑھی بیمار کی تیرے نقاہت
کسی کو مہربان پاتا نہین ہون — دکھاؤن کسکو جاکر اپنی حالت

۶۷

تجمل تجھکو اور تیرے صنم کو — رکھے کیا الٰہی تا قیامت

دکھلاے خدا جلد مجھے یار کی صورت — پھرتی ہے مری آنکھون مین دلدار کی صورت

نکلی نہ کبھی ہاتھ سے تا زیست یہ دولت
رخسار چھوئین ہم خطِ رخسار کی صورت

گر دیکھ لے لیلیٰ تو لکھے خط کنیزی
مجنون کی طرح آپ سے دلدار کی صورت

ہی باڑھ پہ دریاے غرور آج کل ایسا
ہر دم وہ کھنچے رہتے ہین تلوار کی صورت

منھ کھولے ہوے موتی پہ موتی ہی اُگلتی
ہی مثلِ صدف چشمِ گہربار کی صورت

تھا ساتھ جو غیرون کے وہ میخانے مین شب باش
دیکھو تو ہی کیسی بنی میخوار کی صورت

آنکھون سے ہمارے جو نہان ہو گیا وہ گل
آیا ہمین ہر پھول نظر خار کی صورت

دانا ے حقیقت ہین جو اُنکو ہی یہ معلوم
تسبیح بھی باطن مین ہی زنار کی صورت

سودا ہی مرے سر مین یہ کس زلفِ سیہ کا
ہی روز بھی آنکھون مین شب تار کی صورت

ابرو تو کمان ہی نگہ یار ہی ناوک
دل چھد گیا دیکھی جو کماندار کی صورت

حق حق تو یہ ہی فرق نہین بال برابر
تن اپنا ہی غائب کر یار کی صورت

تدبیر صفائی کی کوئی سوچ تجمل

پیدا ہوئی ہر یار سے نکرار کی صورت

دلا کیا مانگ اُس بُت کی ہر سیدھی راہ کی صورت
نہین قشقہ جبین کا صاف ہر اللہ کی صورت

کرون نالے فراقِ یار مین گر آہ کی صورت
اُڑین ارض و سما یہ دونون برگِ کاہ کی صورت

خبر اسکی نہین دنیا سے وہ خود نامراد اُٹھا
مرادین مانگتے ہین دیکھکر درگاہ کی صورت

ہوا دل اِسقدر روشن فراقِ مہرِ طلعت مین
کہ جو داغِ جگر تھا بنگیا وہ ماہ کی صورت

مہ نو دیکھکر ہم دیکھتے ہین یار کا چہرہ
جہان مین دیکھتے ہین سب کلام اللہ کی صورت

یہان ہر شان و شوکت عرب صولت بدر نے کے
نہ پہچانیگا وان کوئی گدا و شاہ کی صورت

بحکم مصطفےٰ شیر خدا خیبر مین جب پہونچے
بنے دہشت کے مارے سب لعین روباہ کی صورت

نہ کیونکر روح قرآن کی جبین یار کو سمجھین
کشیدہ ابرو ے پرخم ہین بسم اللہ کی صورت

تجلی یار کی جب سے سمائی ہر نگاہون مین
چلے آتے ہین غش پر غش کلیم اللہ کی صورت

جنازہ تیرے عاشق کا نہ کیونکر دھوم سے اُٹھے
چلا ہر سوے مرقد بنکے وہ نوشاہ کی صورت

سکندر روقت مرن اس سے ہاتھ ملتا تھا
کہ دیکھینگے نہ اب ہم خیمہ و خرگاہ کی صورت

ٹھہرا ہی دل و صال کی تدبیر کرتے ہین
نکل آئیگی آخر کوئی رسم و راہ کی صورت

کبھی کعبہ مین جاتے ہین کبھی کعبہ سے بتخانے
نظر آتی نہین لیکن بت دلخواہ کی صورت

نظر آتا نہین وہ روے روشن مجکو اے گردون
رہا کرتا ہون مین چکر مین مہر و ماہ کی صورت

بڑھے رکھا ہاتھ بخشش کے تو اے گنجینۂ خوبی
نہین ہر دیکھتا کوئی بد کوتاہ کی صورت

فقیری کی لیا ہی جوگ جب سے عشق مین تیرے
صدا نالے کی بھی ہر دم ہی الا اللہ کی صورت

فرشتو دیکھ لو مین عاشق معشوق خالق ہون
نہین اُجھل لگا ہون مین رسول اللہ کی صورت

۶۹ تجمل کی دعا ہی یا خدا جلدی سے پہونچادے
نجف مین جاکے دیکھے روضۂ زیجاہ کی صورت

وہ جو آتے تو کبھی پاس نہ آتی فرقت
دل مرا کیلیے بے آگ جلاتی فرقت

آجتک جو نہ اُٹھاتے تجھے اُٹھائے صدمے
دیکھتا ہی ابھی کیا گل ہی کھلاتی فرقت

ایک مدت سے مین سنتا ہون کہ باہم ضد ہے
وصلت آتی تو مرے پاس سے جاتی فرقت

ایک جا ہونے سے دو دل کے یہ کرتی ہے ملال
کیا مزہ دل کے جلانے سے ہوا پاتی فرقت

پھر تو عشاق کی فی الفور مرادین ملتین
گر زمین مین کسی صورت سے سماتی فرقت

سنگدل دل پہ ترے کچھ بھی اثر ہوتا ہے
یاد مین تیرے تو ہر دم ہے رُلاتی فرقت

دم تحریر وہ وصلت کی دوہائی دیتی
کبھی نزدیک تجمل کے جو آتی فرقت

گھر مین آیا مرے وہ غنچہ دہن آج کی رات
سارا کاشانہ ہوا رشک چمن آج کی رات

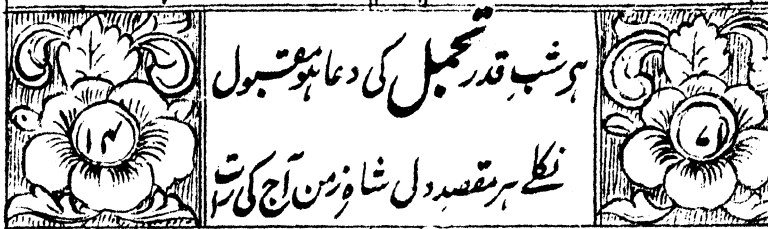
جا کے اُس رشک مسیحائی سے یہ کہدے کوئی
پھر تپ ہجر سے جلتا ہے بدن آج کی رات

سمجھے پروانے جو فانوس کا جلوہ دیکھا
بزم مین شمع نے پہنا ہے کفن آج کی رات

اِسکو قلقل نہ سمجھ ہے تری ساقی تعریف
شیشہ کھولے ہوے ہے بند دہن آج کی رات

اے پری داغ مرے دل کا جو تا ئید کرے
ماہ مین مہر کے پیدا ہو جلن آج کی رات

ہم بغل ہو جو شبِ ماہ مین گلرو مجھسے
گردشین کھاتا ہو کیا چرخ کہن آج کی رات



صورت نہ برق وش نے دکھائی تمام رات
تڑپا کیا مین نیند نہ آئی تمام رات

تکرار اُسنے ایسی بڑھائی تمام رات
حجت رہی ہوئی نہ صفائی تمام رات

ہمپر کھلے رموزِ حقیقت مجاز سے
کی بتکدہ مین سیرِ خدائی تمام رات

فریاد مین بھی تھی یہ تعلی مزاج کی
زنجیرِ عرش ہمنے ہلائی تمام رات

تصویرِ غم کھنچی تھی جو آنکھون مین زیرِ بحر
رو رو کے آنسوون سے مٹائی تمام رات

تھا دورِ جام گردشِ قسمت مرے لیے
ساقی نے مجھکو مر نہ پلائی تمام رات

شرم و حیا سے تمنے نہ اُلٹا نقاب کو
صورت نہ اپنی ہمکو دکھائی تمام رات

سویا جو درد تو بیچ مین خنجر کو رکھ لیا
ایسی ہوئی نہ ہوگی جدائی تمام رات

ہاتھ آیا سرخ روئی کا کیا خوب سلسلہ
پانون کی تیرے منھدی چھڑائی تمام رات

آئینہ دیکھ دیکھ کے حیران رہ گیا
مسی لبون پہ تمنے جمائی تمام رات

نفرت تو زیست مین تھی بتا دیجیے مجھے
مرقد پہ شمع کسنے جلائی تمام رات

دریاے رحمت آگیا اُس بت کا جوش پر
ندّی جو آنسوؤن کی بہائی تمام رات

بدبخت وہ ہون آنے کا اُنکے تو کیا ہی ذکر
گھر مین مرے ہوا بھی نہ آئی تمام رات

(۷۲)

وہ ماہرو ہوا جو تجمل سے ہم بغل
سینے مین دل نے دھوم مچائی تمام رات

(۵)

ردیف تاے ہندی

کیا گردشِ فلک سے زمانہ گیا پلٹ
بیگانہ سان ہر ایک یگانہ گیا پلٹ

کل ہم بغل بھی ہو کے جو لپٹا وہ سیمتن
سونے کا ہمسے کرکے بہانہ گیا پلٹ

عاشق مرے نہین تھے کسی در پر مرے
وہ کرکے نعش پر یہ بہانہ گیا پلٹ

ہو صاعقہ صفت ترا ناوک نگاہ یار | عاشق کے دل کو کر کے نشانہ گیا پلٹ

۱۳ جب سے ہوا ہے یار تجمل سے ہمکنار ۱۵
یوسف کی طرح اسکا فسانہ گیا پلٹ

باندھے ہے تیغ ادا کو جو تمھارا گھونگھٹ | بیخطا قتل ہر اک دل کو کریگا گھونگھٹ

لطف دیدار اٹھاتا ہے تمھارا گھونگھٹ | خوب کرتا ہے شب و روز نظارا گھونگھٹ

بوسہ ملنے کا تو کیا ذکر ہے اے پردہ نشین | دیکھنے تک نہیں دیتا رخ زیبا گھونگھٹ

پردہ ابر سے خورشید نمودار ہوا | یار نے چہرۂ روشن سے جو اٹھا گھونگھٹ

کتنا چاہا نہ ہوا وصل مین دیدار نصیب | یار کے رخ سے کسی طرح نہ سرکا گھونگھٹ

اسکے دھوکے مین پھنسا لیتے ہین ہر بار دل | آنکھین صیاد ہین اور دام ہے تیرا گھونگھٹ

مجھکو پروانۂ دیدار جو دیکھا شب وصل | شمع رو نے رخ روشن سے اٹھایا گھونگھٹ

پردۂ شرم دریدہ نہ کہین ہو جائے | اسلیے چہرۂ جانان سے نہ سرکا گھونگھٹ

تابِ نظارہ نہ لائے کوئی موسیٰ کی طرح
چہرۂ یار سے سرکے جو ذرا سا گھونگھٹ

کیا نزاکت ہے اُٹھانے نہیں دیتا سر کو
تم پہ ہوتا ہے گرانبار یہ پیارا گھونگھٹ

شرم سے چہرے کو دامن سے چھپانے لگے وہ
صرصرِ آہ نے میرے جو اُڑایا گھونگھٹ

اور اک مرتبہ نظارہ مرا دل کرلے
اپنے چہرے سے اُٹھا دو جو دوبارا گھونگھٹ

وصل میں بھی رہی اس درجہ تمھیں شرم و حیا
چپکے لیٹے رہے رخ سے نہ ہٹایا گھونگھٹ

کیوں حفاظت سے لپیٹے نہ رہے یہ رُخ
رخ ہے قرآن غلاف اُسکا ہے تیرا گھونگھٹ

جنگ خیبر میں تجمل جو چلی تیغ علی
خوف سے لشکرِ کفار نے کھایا گھونگھٹ

ردیف ثانی مثلثہ

جاری زبانِ دل پہ ہے سر بار الغیاث
پہونچو مدد کو حیدرِ کرار الغیاث

بہرِ خدا مسیحِ زماں لے مری خبر
کرتا ہوں دم بدم ترا بیمار الغیاث

ساقی نکال دے کہین ناخوش نہو صنم
میخانے مین جو کرتے ہین میخوار الغیاث

قاتل جو تیری تیغ سے گردن بھی ہو جدا
ہرگز کرے نہ تیرا گنہگار الغیاث



ہر رات دن لبون پہ تجمل کے یہ صدا
پایا نہ مین نے شربت دیدار الغیاث



مجھکو اے دلربا بتا باعث
تیری رنجش کا کیا ہوا باعث

تم نے غیرون سے دل لگایا ہے
آج رنجش کا یہ کھلا باعث

گل و بلبل سے آج بگڑی ہے
اسکا ہے عشق دلربا باعث

کیون شب وصل آج گھٹتی ہے
نہین کھلتا کچھ اے خدا باعث

عاشقون کے لیے سن اے پرفن
ہے قضا کا ترے ادا باعث



کربلا جانے کا تجمل کے
کوئی ہو جاے یا خدا باعث



ردیف

ردیف جیسم عربی (۱۴)

آمد جو گلبدن کی ہی شادان چمن ہی آج — نرگس کی چشم وا ہی تو خوش نسترن ہی آج

اب بلبلین بھی نغمہ سرا ہین بصد خوشی — گل کی طرح شگفتہ گلِ یاسمن ہی آج

پھر پھر کے دیکھتا ہی خدا خیر کیجیو — کچھ تاک مین لگا ہوا چرخِ کہن ہی آج

مجھسے تو آجتک نہ ہوئی تھی کوئی خطا — کس واسطے کھنچا ہوا گل پیرہن ہی آج

چلتی نہین کسی کی ہین اب خوش بیانیان — یکتا سخنورون مین مرا کم سخن ہی آج

ٹریان جو موتیون کی ہین ٹیکے مین یار کے — نکلی یہ ماہتاب مین گویا کرن ہی آج

خالق جدا نہ ہویون ہی محشر تلک رہے — معشوق کے دہن پہ جو میرا دہن ہی آج

گل بلبلون سے کہتے ہین کیا خوب بخت ہی — بہرِ شکار تاک مین ناوک فگن ہی آج

اوجِ فلک پہ عقد ثریا ہی شرمسار — بازوے یار پر جو بندھا نورتن ہی آج

ہر گام چومتی ہی زمین یار کے قدم — الدری ناز کی تری کیا بانکپن ہی آج

نا نار تک جو پہونچی ہی خوشبوے زلف یار — نافہ نثار کرنے کو لایا ہرن ہی آج
ساقی نہین شراب پیو جب تلک ہی دم — ہاتھ اپنا میکشو ہی اور اپنا دہن ہی آج
کیا آج دام مین کوئی بلبل نہین پھنسی — صیاد کے جبین پہ کیسی شکن ہی آج

وہ مہروش ہی آج تجمل سے ہم بغل
چرخ کہن کے سینے مین کیسی جلن ہی آج

کیا مہربان ہی اندنون دلدار کا مزاج — پوچھا ہی نامہ بھیج کے مجھ زار کا مزاج
بگڑا خوش آمدون سے مرے یار کا مزاج — ہفتم فلک پہ اتبو ہی سرکار کا مزاج
قاتل نے قتل کرنے سے روکا جو ہاتھ کو — اسواسطے بگڑ گیا تلوار کا مزاج
قاصد زبانی اتنا بھی کہنا مسیح سے — اچھا نہین ابھی ترے بیمار کا مزاج
کیسا سوال آکے نکیرین قبر مین — پوچھینگے مجھسے کیسا ہی سرکار کا مزاج
لیتا ہی بوسے ہر گھڑی رخسار یار کے — کیون اب ملیگا گیسوے خمدار کا مزاج

گر خبس سرد مہری جانان عیان کردن | ہو جاے سرد گرمی بازار کا مزاج

دکھلاؤ رخ ہو زندہ تجمل کہ ایک ہو
آب بقا کا شربت دیدار کا مزاج

ردیف جیم فارسی

پیچ سنبل یہ ہین طرہ ترے دستار کے پیچ | فہم انسان سے ہین باہر تری رفتار کے پیچ

جسطرح ہالہ کی آغوش مین ہو ماہ مقیم | یون ترے زیب بر و دوش ہین زنار کے پیچ

پھول سنبل سے یہ کہتے ہین دم سیر چمن | خوشنما دیکھے ہین کیا کاکل دلدار کے پیچ

نہین معلوم یہ کیا اسکو سنا آتے ہین | کچھ سمجھ مین مرے آتے نہین اغیار کے پیچ

راستہ خلد کا بہکا سوے دوزخ نکلا | کوئی دیکھے تو مقدر کا گنہگار کے پیچ

اہل اسلام بھی کس طرح نہون حلقہ بگوش | کان پر اس بت پرفن کے ہین زنار کے پیچ

واعظو باتین بنانے کو بنا دو لیکن | تمنے دیکھے نہین ہین گیسوے دلدار کے پیچ

لاکھ شانے سے تجمل نے اُسے سلجھایا
پر نہ نکلے ترے گیسوے گرہ دار کے پیچ

ردیف حاے مہملہ

تڑپتی ہی اُس بت کی فرقت مین روح
بدن کی طرح ہی مصیبت مین روح

جدا تن سے ہونا نہین چاہیے
پھنسی ہی یہ دام محبت مین روح

گوارا ہی مجھکو ذرا ہو نہ غم
نکل جاے گر تیری فرقت مین روح

ہوا ہی دہن کا ترے جب سے عشق
پڑی ہی نہایت ہی دقت مین روح

بخیلون سے دنیا نہین چھوٹتی
لگی رہتی ہی مر کے دولت مین روح

گنہگار جتنے ہین اُنکی مدام
رہیگی پڑی کیسی آفت مین روح

تجمل جفاے بتان کی ضرور
شکایت کریگی قیامت مین روح

کسی سے کہئے دل مرا کس طرح
کہ الفت مین اُسکے پھنسا کسطرح

یہ ظاہر ہی یوسف تو کنعان مین تھے
زلیخا ہوئی مبتلا کس طرح

سبب اِسکا خود مجھکو کھلتا نہین
ہوا دل مرا مبتلا کس طرح

مفصل یہ قصہ ہی قرآن مین
کہ یوسف کنوئین مین گرا کسطرح

نہین کوئی تدبیر چلتی مری
ملے وہ صنم اے خدا کس طرح

زبان ایک احسان لاکھون ترے
کرون شکر یارب ادا کس طرح

بتا تو ترے اے نرالے نے
مرے دل کو ظالم ڈسا کس طرح

ترا بام عرفان ہی بیحد بلند
یہ ذہن بشر ہو رسا کس طرح

۸۱

تجمل رکھے پاس تیرے روا
رقیبون کی آمد بھلا کس طرح

۸

دکھلا رہی ہی باغ مین کیسی بہار صبح
دامن سے آفتاب کے ہی ہمکنار صبح

رخصت گلون سے ہوتی ہی شبنم بچشم تر
پھولون پہ بلبلون کی طرح ہی نثار صبح

سمجھائین آفتاب کو فرقت مین دیکھکر
میرے جگر کی طرح سے ہی داغدار صبح

ساقی بنا صنم مئ گلگون کا دور ہی
دکھلاتی ہی بہار لب جوئبار صبح

گھر سے نکلتے ہی جو مجھے یار مل گیا
کیسی ہوئی ہی آج مری غمگسار صبح

وعدہ ہی آج صبح کو ملنے کا یار سے
کیا شام ہی یہ جسکی ہی پروردگار صبح

کوئی سوا مرے نہین بے یار دہر مین
ہی مہ کی شام مہر کی ہی رازدار صبح

۸۶

وہ بت ہوا ہی آج بجمل سے ہم بغل
اِس شام کی کبھی نہوای کردگار صبح

۱۶

دیکھی جو اُسکی زلف شب تار کی طرح
دل کھاکے پیچ رہگیا بیمار کی طرح

ہو جاؤن قتل عید شہادت نصیب ہو
ملیے گلے سے آپ جو تلوار کی طرح

ایذا رسا ہی قاتلون کا انکسار بھی
جھکتے ہین گر تو جھکتے ہین تلوار کی طرح

ساقی یہ دخترِ رزتری کیا خوش نصیب ہی
زاہد بھی طالب اِسکے ہین میخوار کی طرح

کیا بت سے برہمن ترا بننے کا قصد ہی
کیون بدحیان گلے مین ہین زنار کی طرح

کہتا ہی یار مجھسے نہین تجھکو ہی جنون
باتین تو مجھسے کرتا ہی ہشیار کی طرح

دل نے ہمارے سینے کو اپنے سپر کیا
ابرو جو تیری کھنچ گئی تلوار کی طرح

آتے ہین یاد دستِ حنائی جو یار کے
روتا ہی دل بھی دیدۂ خونبار کی طرح

نیند اُڑ گئی ہی شوق مین دیدار یار کے
آنکھین کھلی ہین روزنِ دیوار کی طرح

آتا ہی وہ مسیح جب آتی ہی یہ خبر
پھر سست دل ہی کسلیے بیمار کی طرح

حداد بیڑیان جو بنانا مرے لیے
وہ بھی گران ہون طوقِ گرانبار کی طرح

عاشق کے قتل سے ہی جو تلوار خونچکان
روتی ہی دیکھو دیدۂ خونبار کی طرح

کیا جنس بک رہی ہی ذرا ہم بھی تو سنین
گھر آپ کا ہی آج تو بازار کی طرح

کِسکو ڈسینگے گیسوے خمدار آپ کے
بل بار بار کھاتے ہین کیون مار کی طرح

کیا اب مسیح قم کی صدا مین نہین اثر
دکّان رکھی ہر کسیلیے عطار کی طرح

۸۳
دیر و صنم کو چھوڑ و تجمّل پئے خدا
غزلت گزین ہو کعبے مین دیندار کی طرح

۷

اک جا قیام کیون نہین سیماب کی طرح
ہو بیقرار کیون دلِ بیتاب کی طرح

جب سے تمھارے عشق مین ہم مبتلا ہوے
غفلت ہے تب سے جاگنے مین خواب کی طرح

آئے نہ گر یقین تو مرے دل کو دیکھ لو
غم سے ہزار داغ ہین مہتاب کی طرح

سیبِ ذقن کا یار کے کیا اشتیاق تھا
دل خشک ہو کے رہگیا عناب کی طرح

کہتے ہین جسکو ملکِ بقا صاحبانِ عقل
فانی نہین وہ عالمِ اسباب کی طرح

شب بھر مین اپنی یاد دلاتا ہون اسلیے
تا مجکو بھول جاے نہ وہ خواب کی طرح

ہمت کی طرح قد بھی تجمّل جو ہو بلند
ہر ایک قعر بحر ہو پایاب کی طرح

ردیف خاے معجمہ

۸۴

ہم سے پھرا ہی آج سپہرِ برین کا رخ
ڈر ہی کہ پھر نہ جاے کہین کل زمین کا رخ

نام آورون کو خوف نہین انقلاب سے
اُلٹا کرو تو ہوتا ہی سیدھا نگین کا رخ

کیسی چمک دکھاتا ہی زلفِ سیاہ مین
ہی مثل آفتاب مرے مہ جبین کا رخ

چھیڑا ہزار طرح سے مانع رہی حیا
آغوش مین جھکا رہا اُس مہ جبین کا رخ

تیغِ علی کے خوف سے خیبر کی جنگ مین
تھا زرد قبل ضرب کے روح الامین کا رخ

جب بہر جنگ حیدرِ کرار جاتے تھے
نیچے قدم کے رہتا تھا فتح مبین کا رخ

۸۵

افسوس بس یہی ہی تجمل کو ہر گھڑی
خنداں کیا نہ اُسنے کبھی اس حزین کا رخ

ساقیا تونے سُنی گفتار شیخ
ہی کا ہی اقرار یہ انکار شیخ

ہیچ تو یہ ہی نیشتر سے کم نہین
سالکانِ عشق کو تکرار شیخ

یہ طریقِ عشق کا ٹھگ ہی بڑا — دیکھ لو ہر گام پر رفتار شیخ
ساقیا تو بہ شکستہ اب ہوئی — مے کے پینے پر ہوا اقرار شیخ
کیا غرض رندون کو جائین اُسکے پاس — ہی مریدون کے لیے دربار شیخ
باز آیا اتبو پند و وعظ سے — کیون ہو رندو در پے آزار شیخ
شعبدہ رندون نے کچھ ایسا کیا — سر سے اُچھلی خود بخود دستار شیخ
ساتھ رندون کا تجمل چھوڑ دے — واہین اب آنکھین پُر دیدار شیخ

ردیف دال مہملہ ۶

تجھکو رضوان رہے فردوس کا گلزار سپند — اُس سے بڑھکر ہی مجھے کوچۂ دلدار سپند
کوچۂ عشق مین اتبو نہین گھر بار سپند — یار کا ہمکو ہی بس سایۂ دیوار سپند
خطِ رخ پر ترے در پردہ فدا تھا اِس سے — قیس دلخستہ کو تھا وادی پر خار سپند

واہ کیا خوبیِ قسمت سے تماشا دیکھا
اِن دنون یار کو ہی صحبتِ اغیار پسند

قدر دان آبلون کا کون ہوا اِنسے بڑھکر
اسلیے پانون کے تلوون کو ہوے خار پسند

سروِ قد باغ مین کس ناز و ادا سے نکلا
دیکھکر کبک دری کو ہوئی رفتار پسند

دُر ہی قاضی کا نہ کچھ خوف عسس کا اُسمین
عاشقون کو تو ہی ہر روز شبِ تار پسند

شیخ کیا رشتۂ تسبیح سے یہ بہتر ہی
کسلیے تجھکو ہوا رشتۂ زنار پسند

نہین معشوق ہی وہ جسمین نہو ناز و ادا
عاشقون کو تو ہی معشوقِ طرحدار پسند

جنس دل بکتی ہی لے تو نہین ہوگا افسوس
دیکھتی ہی اِسے کرتے ہین خریدار پسند

قصرِ جنت مین تجمل ہی پائیگا ضرور
جسکو محشر مین کرینگے شہ ابرار پسند

سن لے میرے دلِ مضطر کی خدایا فریاد
دستِ بیدادِ بتان سے نہوا یہ کبھی شاد

پوچھتا کیا ہی مرا حال بتاؤن کیونکر
عشق مین تیرے کیا عمر کو مین نے برباد

کیا قیامت کا وہ گلرو ہی کہ ہرن ہر رات
ناز و انداز مین کرتا ہی ہزارون ایجاد

شوق اُس گل کی غلامی کا ہی اب دل اُسے
لاکھ قمری نے صنوبر کو کیا ہی آزاد

دل مین شیرین کی ہوس پھر تو نہ باقی رہتی
دیکھ لیتا جو پریرو کو ہمارے فرہاد

دیکھ کے مجھکو ستمگار نے یون حکم دیا
بیڑیان کیلیے جلدی نہین لاتا حداد

۸۸ شکر خالق کا تجمل کرے کس منہ سے ادا ۱۵
اتبو آنے سے پریرو کے ہوا گھر آباد

رکھتے ہین عجب حسنِ ضیا یار محمدؐ
عاشق ہی خدا اور ہین دلدار محمدؐ

کر دو مجھے عصیان سے سبکبار محمدؐ
ہون تمسے شفاعت کا طلبگار محمدؐ

لولاک سے ظاہر ہی شرف ہر دو سرا مین
کونین کے ہین باعثِ اظہار محمدؐ

بے اذن فرشتے نہین جا سکتے تھے گھر مین
والدرد عالم کے ہین سردار محمدؐ

جو چاہین جسے دین کہ اُنھین کی ہی خدائی
سرکار الٰہی کے ہین مختار محمدؐ

کونین مین رتبہ یہ بھلا کسکو ملا ہی
دیکھ آئے ہین اللہ کا دربار محمدؐ

بازارِ قیامت مین یہ آئینگی صدائین
ہین جنسِ شفاعت کے خریدار محمدؐ

پہونچا دو مدینے کہ مین دیکھون لحدِ پاک
ہی دل سے دعا میری یہ ہر بار محمدؐ

محشر مین یہی ایک ہی بخشش کا وسیلہ
ہون تیرے نواسون کو غزادار محمدؐ

واللہ وہی آتشِ دوزخ مین جلیگا
جو تیری نبوت سے ہی بیزار محمدؐ

پایا ہی کہان ایسا شرف اور نبی نے
امت کی ہی بخشش کا سزاوار محمدؐ

جو الفتِ شبّیر کی کشتی پہ ملیگا
کر دینگے بس اکدم مین اُسے پار محمدؐ

رُویا ہی مین کر دیجیے زیارت سے مشرف
آنکھین ہین ترستی پئے دیدار محمدؐ

مالک اِنھین دونون کو خدائی کا کیا ہی
حیدرؑ رجو ہین نائب تو ہین مختار محمدؐ

کس مُنہ سے کہی چاہنے والا ہی تجمل
خالق کے ہین معشوقِ طرحدار محمدؐ

۸۹۰ ردیف دال ہندی ۸

دولتِ حسن پہ کیون کرتے ہو ہر بار گھمنڈ
کیا زوال اُسکو نہین کسلیے ہی یار گھمنڈ

ہی ہوس سارے مریضون کو مسیحا تیری
اسلیے کرتا ہی ہر دم ترا بیمار گھمنڈ

ای شبِ ماہ تجلی پہ ہی کیون تجھکو غرور
یار کو دیکھ کے مٹ جائیگا اکبار گھمنڈ

کیون ہوا کبر کی سر مین نہ سمایا اِسکے
رخ پہ کرتی ہی تری کاکلِ خمدار گھمنڈ

سر ہزارون کے اڑائے صفتِ برگِ خزان
کیون نہ تیرش پہ کرے آپکی تلوار گھمنڈ

توڑ ناوک کا ترے دیکھ کے ای صید فگن
ایسے سہمے کہ گئے بھول کمان دار گھمنڈ

جب سے پہونچی ہی تری زلف کی خوشبو واں تک
مشک پہ کرتے نہین تبت و تاتار گھمنڈ

تجھسا معشوق تجمل کو ملا ہی ای شوخ
کس لیے اُسکو نہو ای بتِ عیار گھمنڈ

ردیف

ردیف ذال معجمہ

۹۰

آج بازو پہ بندھا ہی ترے کیسا تعویذ
شاید اغیار نے لکھ پڑھ کے ہی بھیجا تعویذ

راز سربستہ ضرور اسمین ہی مانو لگا نہین
تجھکو ہی میری قسم مجھکو بھی دکھلا تعویذ

ایسے تعویذ کو باندھے نہ کبھی پانون مین وہ
چرخ کے سینے پہ ہی مہر کا جیسا تعویذ

آج کالے نے سر شام سے منہ اُگلا ہی
کب تری زلف مین اے یار ہی لٹکا تعویذ

لے کے نامہ کو مرے اُسنے کہا قاصد سے
خط نہین بغض و عداوت کا ہی آیا تعویذ

سنگ موسیٰ کی گلے مین نہین تختی ہی مسیح
تیرے عاشق کا یہ دل بنکے ہی لٹکا تعویذ

سارے ملاہین نجومی کی طرح سے جھوٹے
دل کو اکدم نہین دیتا ہی دلاسا تعویذ

۹۱

دیکھنا لطف و تلطف اب اُدھر سے ہوگا
اُسکے بازو سے تجمل نے ہی بدلا تعویذ

ہی ترا شیرین سخن مثل شکر کیسا لذیذ
ہی نبات و قند سے بھی بیشتر کیسا لذیذ

نعمتِ دنیا کی پروا کس لیے ہو اے صنم
عشق مین کھانے کو ہی لختِ جگر کیسا لذیذ

دیکھتے ہو لاش کو کھاتی ہی کیسے شوق سے
قبر کو ہی ہر بشر کا جسم و سر کیسا لذیذ

جسکے بوسے مین مزہ ہی نعمتِ فردوس کا
ہی ترا سیبِ ذقن اے سیمبر کیسا لذیذ

ہر گھڑی عشاق کو ہی اسکے کھانے کی ہوس
پھل تری تلوار کا ہی سیمبر کیسا لذیذ

نعمتین حق نے عطا کین کیسی انسان کے لیے
زندگی مین کھانا کھاتا ہی بشر کیسا لذیذ

حُبِّ حیدر سے تجمل کو ملیگا دیکھنا
حور کے ہاتھون سے جنت کا ثمر کیسا لذیذ

ردیف رائے مہملہ

۹۲ ۱۳

ترے درکا دربان ہی قیصر سے بہتر
گدا تیرے درکا سکندر سے بہتر

خدا کے بھی نزدیک جز ذاتِ احمد
نہین کوئی رتبے مین حیدر سے بہتر

نہ تھا جان نثارانِ آقا مین کوئی
زمانے مین سلمان و بوذر سے بہتر

شرف کیسا نامہ بری سے ملا ہی — نہین کوئی طائر کبوتر سے بہتر
عجب پاک ہی خاک کرب و بلا کی — ہر اک ذرہ ہی سیم اور زر سے بہتر
ہزارون نبی اور مرسل ہین گذرے — نہ تھا کوئی اپنے پیمبر سے بہتر
نہین کان مین میرے آوازِ ناقوس — کبھی شورِ اللہ اکبر سے بہتر
عجب وصف شیرین زبانی مین پائے — مزے مین ہی قندِ مکرر سے بہتر
نبی و علی کے غلامون مین کوئی — نہین تھا بلال اور قنبر سے بہتر
ملاقاتِ معشوق و عاشق کا اہی دل — نہین کوئی دن روزِ محشر سے بہتر
پسینہ جو گرمی سے اُس گل کا ٹپکا — ہر اک قطرہ تھا لعل و گوہر سے بہتر
مئے ناب ایسی پلا ساقیا اب — مصفّا ہو جو آبِ کوثر سے بہتر

بغل مین جو وہ ستمگر رات دن ہی
تجمل بھی ہی اب تو نگر سے بہتر

۱۲ ۹۳

غرور کیون ہی تمھین گلعذار جوبن پر
اکڑتے کیلیے ہو بار بار جوبن پر

خدا کے واسطے اب کھیل کود کو چھوڑو
شباب آگیا اب ہی اُبھار جوبن پر

یہ کہہ کے بلبلین ہین نغمہ سنج گلشن مین
گلون کی خوب ہی اب تو بہار جوبن پر

گیا شباب مٹے سارے ولولے دل کے
چڑھاؤ وہ نہین اب ہی اُتار جوبن پر

مقرر تمام حسین اِسکے ہین کہ ہی غالب
ہمارے یار کا جوبن ہزار جوبن پر

بس اب تو ہجر مین جنیا مجھے نہین منظور
جو حکم ہو تو کردن سر نثار جوبن پر

گیا چمن مین وہ گلرد تو پھول گلشن کے
نثار ہونے لگے بار بار جوبن پر

شبِ وصال وہ نازک بگڑ کے کہنے لگا
ہٹاؤ ہاتھون کو پڑتا ہی بار جوبن پر

تمھارے حسن کو جسنے سُنا بنا مجنون
ہوے ہزارون غریب الدیار جوبن پر

اُسے جو دیکھے تو رضوان بھی باغ جنت سے
نثار کرنے کو لائے انار جوبن پر

دورنگیِ چمنِ دہر میکدے مین بھی ہی
کبھی ہی نشہ کبھی ہی خمار جوبن پر

یہی دعا سحر و شام ہو تجمل کی
ہو اُسکے حسن کی ہر دم بہار جوبن پر

۹۴

کھلے جو وہ گیسوے معنبر دماغِ گل ہو گئے معطر
اُڑی صبا جو شمیم لیکر چمن معطر ہوے سراسر
تمام دن آفتابِ انور تمام شب یہ ہہ منور
جہان مین مانندِ چرخ اخضر نثار تجھپر ہین گرد پھر کر
ہین رن مین قاتل کے اور تیور تپان ہو سینہ مین قلب مضطر
مہم ہو کس طرح دیکھیے سر رکا ہو قاتل کھنچا ہو خنجر
نہ کیون ہو ڈیوڑھی پہ اُسکے محشر جو ہو تو دربان سے ڈر کر
کہے یہ کون اُس سے تیرے در پر کھڑا ہو کوئی بحال مضطر
قضا نے دامن پکڑ کے کھینچا جنازہ تا گور آکے پہونچا

کہے یہ کون اُنسے دیکھو مُڑکر یہ خون ناحق ہوا ہی تمپر

تمھین سے ہمنے ہی دل لگایا حسین ایسا نہ کوئی پایا

مفارقت مین تمھارے دلبر اُٹھائے صدمے ہزارون دلپر

جو مارا مرحب کو ایک دم مین غریو تھا لشکرِ ستم مین

کیا جو حیدر نے فتح خیبر ہوا کوئی خوش کوئی مکدر

۱۵

کھڑا ہی در پر ترے تجمل ہی اُس پہ حسرت مین کیون تامل

جو سائل آئے ہین تیرے در پر گدا سے وہ ہین بنے تونگر

درد دل اپنا بھلا تمسے بتاؤن کیونکر — دیدنی جب وہ نہین تمکو دکھاؤن کیونکر

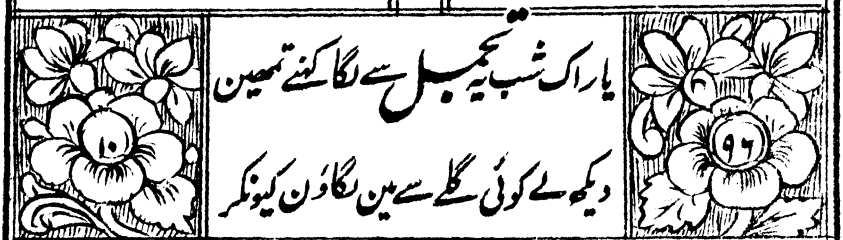
دلِ مضطر کو پئے نذر مین لاؤن کیونکر — ساکن ایسے متحرک کو بناؤن کیونکر

کوئی تدبیر تو بتلا مجھے اے دل اسدم — یار روٹھا ہی مین اب اُسکو مناؤن کیونکر

خوف ہی فتنۂ خفتہ نہ کہین جاگ اُٹھے — عطر فتنے کا مین سوتے مین لگاؤن کیونکر

قافلے والون سے لیلی یہ کہا کرتی تھی
اپنے مجنون کو مین ویرانے مین پاؤن کیونکر

خط پہونچتا ہی نہ ہوتی ہی ملاقات کہین
اپنی بیتابی دل اُسکو سناؤن کیونکر



گذر ہی کس کا الٰہی مزار کے اوپر
کہ انتشار ہی یان انتشار کے اوپر

یقین یہ سب کو ہوا چاند ابر مین آیا
جب آئی زلفِ سیہ روے یار کے اوپر

ہزارون تیر نگہ سے ترے ہوے ہین فگار
کمر کو جب سے کسا ہی شکار کے اوپر

عبث حضور نے قاصد کو اپنے زحمت دی
خبر کا بھیجنا آسان تھا تار کے اوپر

مکانِ غیر پہ جانے سے ہوگی بدنامی
جوانی آپ کی ہی اب اُبھار کے اوپر

خدا کی یاد تو تسبیح کے شمار پہ ہی
تمہاری یاد ہو کیونکر شمار کے اوپر

تمہارے گھر پہ رقیبون کی دیکھکر آمد
اب انتشار بڑھا انتظار کے اوپر

صبا یہ جاکے مسیحا سے میرے کہدینا | تڑپ تڑپ کے ترے ہجر مین جہان سے گیا
ترا مریض ہوا کو ہسار کے اوپر | لکھا ہی حال یہ لوح مزار کے اوپر

(۹۷) علی مدد کو تجمل کے واں بھی پہونچینگے (۲۹)
غرور کیون ہی لحد کو فشار کے اوپر

لاکھون مرے ہوے ہین مرے خوشخصال پر | صدقے ہین مہر و ماہ بھی اُسکے جمال پر
آسن کوارے جوگی ہین مرگون کی کھال پر | دھونی رمائے بیٹھے ہین سب ایک حال پر
سب کو یقین ہی ترے چہرے کے خال پر | خونِ سیاہ کا مرے دھبا ہی گال پر
منت کشِ سحاب رہین باغ کے شجر | سایہ رہے خدا کا مرے نونہال پر
رکھتا ہی نقص جو وہ ہی حیوان اصل مین | ہی انحصارِ عزتِ انسان کمال پر
اِک دم بھی شاق ہی قفسِ جسم مین قرار | اب مرغ روح کھولے ہی اڑنے کو بال پر
روشن زوالِ مہر منور سے یہ ہوا | رہتا نہین ہی کوئی یہان ایک حال پر

بوسہ لبون کا اُسنے دیا جب طلب کیا
سائل سے منھ سخی نے نہ موڑا سوال پر

کہتی ہین بلبلین کہ نکلنے کی دی نہ راہ
نازل خدا کا قہر ہو صیاد جال پر

ہوتی نہین ہے مسند زرتار کی ہوس
سو رہتے ہین فقیر تو چیتے کی کھال پر

تو وہ حسین ہے دیکھ لے یوسف جو رخ ترا
قربان تیلیون کو کرے تیرے خال پر

مجھکو جدا کریگا جو صیاد کی چلی
بلبل یہ کہتی پھرتی ہے ہر گل سے ڈال ڈال پر

ہر دم یہ کہنا فرض ہے انسان کے واسطے
لعنت ہزار بار ہو شیطان کی آل پر

سمجھے یہ لوگ مہر منور شفق مین ہے
سرخی جو آئی غصے مین مہرو کے گال پر

وصلت مین اختصار زمانے کا دیکھیے
دن کا گمان ماہ پہ ہے مہ کا سال پر

سرخ آستین سے ہاتھ جو اُسکے ہوئے بلند
سمجھے یہ ہم پری نے نکالے ہین لال پر

نامے کا جلد یار سے لایا جو وہ جواب
یاقوت کے مین دونگا کبوتر کو لال پر

کہتے ہین سب مشاعرے مین مجھکو دیکھکر
ہم ختم شاعری اسی نازک خیال پر

حصے مین جنکے دی ہی خدا نے بہادری
قائم مزاج رہتے ہین جنگ و جدال پر

شاہون کو وہ پسند فقیرون کو یہ پسند
ترجیح کس طرح نہو کمل کو شال پر

کہتا ہی بد رہو کے سر آسمان ہلال
نخوت نہ چاہیے کبھی اپنے کمال پر

اغیار کے دلون مین نہ کس طرح ہو ملال
ا تو تصرف اپنا ہوا اُسکے مال پر

رندون کو مفت ساغر مے جو نہ دی پلا
لعنت خدا ے پاک کی ایسے کلان پر

ای تاجدار سرخ ہو کیون نا دری چڑھی
بدلا قماش کیون ہو تے تپی خلال پر

عاشق دوا مرض کی سمجھتے ہین ای مسیح
گرتے ہین مرغِ سان تے مُنہ کے اُگال پر

اِس شان سے رسول خدا عرش پر گئے
حیرت فرشتون کو ہوئی جاہ و جلال پر

گر آپ چاہتے ہین تو آتا ہی مفت ہاتھ
ہم نقد دل کو بیچتے ہین اک وصال پر

چہرہ وہان اُداس ہوا یان جگر جلا
ہمکو بھی رنج ہوتا ہی اُنکے ملال پر

یکسان نہین گذرتی تجمل کسی طرح

۹۸ رہتا نہین زمانہ کبھی ایک حال پر

ہم اپنے دل کو بیچتے ہین اک نگاہ پر
سودا یہ لے کے بیٹھے ہین الفت کی راہ پر

تکتا ہی جسکو عشق اُسے چھوڑتا نہین
موقوف ہی گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر

یوسف نہ اسطرح سے جھکاتا کبھی کنوئین
ہوتی نظر جو اُسکو زلیخا کی چاہ پر

جسکو کمال ہی اُسے اکدن زوال ہی
ثابت ہوا یہ پڑے جو نظر روے ماہ پر

جھوٹی خوشآمدون سے ہی بگڑا ترا دماغ
ملتا نہین دماغ غلط واہ واہ پر

ذرے کو حکم دے تو بنے دم مین آفتاب
ہو کوہ کا گمان ابھی سب کو کاہ پر

شاہین ہین تری آنکھین مرا مغز دل شکار
دنبالہ دار سرمہ نہین ہین سیاہ پر

۹۹ جو چیز ہی یہان ہی تجمل اُسے فنا

تکیہ نہ کرنا چاہیے دنیا کی جاہ پر

کہتا ہون تم سے بزم مین مین ہاتھ جوڑ کر
بیٹھو نہ مجھسے بہر خدا مُنھ کو موڑ کر

جوہر شناسِ غم ہین جو بازار دہر مین
خواہان وہ آنسوؤن کے ہین گوہر کو چھوڑ کر

مجنون وہ ہون کہ جسم مین اطفال شہر نے
ہر عضو کو جدا کیا پتھر سے توڑ کر

آیا ہی گر نہانے کو حمام کو وہ شوخ
دُرِّ عدن سے پاٹیگا گیسو نچوڑ کر

سرخی حنا کی یہ نہین سرخی ہی خون کی
آئے ہین آپ پنجۂ مرجان مڑوڑ کر

آلہ مژہ کا مجھکو دکھا کر وہ کہتے ہین
رکھدونگا کشتِ دل کو ترے اِس سے گوڑ کر

۱۰۰

زور آوری پہ اپنے تجمل ہی اُنکو ناز
۵
پھینکا ہی جب سے رشتۂ اُلفت کو توڑ کر

لاغری سے مری نفرت ہی جو کرتی زنجیر
خود بخود پانوؤن سے ہر دم ہی اُترتی زنجیر

ہتکڑی ہاتھ پکڑتی ہی وہ لاغر ہون مین
خستہ حالی پہ مرے نالے ہی کرتی زنجیر

سختیان راہ مین زندان کے ہین ایسی جنسے
بے ہمارے قدم آگے نہین دھرتی زنجیر

مردے جاگ اُٹھتے ہین ہر گام پہ سنکر جھنکار
غل مرے پانوؤن مین اسدرجہ ہی کرتی زنجیر

جب سے صحرا سے تجمل کو ہوئی ہے الفت
کیسی آبادی مین جانے سے ہے ڈرتی زنجیر

ردیف رائے ہندی

۱۰۱

ہوسِ زلفِ سیاہِ یار کی چھوڑ
بس اے دل رشتۂ الفت کو دے توڑ

دعائے توبہ اے پیرِ مغان پڑھ
صراحی اور پیمانہ کاسہ پھوڑ

ضعیفی آئی چل مسجد کی جانب
اب اے پیرِ مغان میخانے کو چھوڑ

مجازی عشق مین کیون مبتلا ہے
سوے عشقِ حقیقی روے دل موڑ

تجمل ہم سے وہ گلرو ہے برہم
خدا سمجھے رقیبون کا چلا جوڑ

ردیف زاے معجمہ

۱۰۲

کیا خطا ہو گئی کیون کرتے ہو دلدار گریز
طالبِ وصل سے لازم نہین زنہار گریز

نہین سوتا ہی تحفظ کے لیے صاحب مال — خواب سے کیون نہ کرے چشم گہربار گریز

تو جو سر جائی ہی اُسکا یہ نتیجہ نکلا — اب تو صحبت سے ترے رکھتے ہین اغیار گریز

سامنا خار کا ہی اتنے چبھے ہین کانٹے — کفِ پا سے مرے کیونکر نہ کرین خار گریز

محتسب کی درِ میخانہ پہ کیا آمد ہی — نشہ کی طرح سے کیون کرتے ہین میخوار گریز

کیون نہ حیران ہون مین دیکھکے وہ گیسو و رخ — مہر سے بھی نہین کرتی یہ شب تار گریز

ناز بیجا نہ کر آئینہ دیکھو تو ذرا — خط نکلنے سے کیا حسن نے اکبار گریز

سخت جانی سے ہماری ہوے ایسے عاری — ہسے کرنے لگی اُس ترک کی تلوار گریز

وحشت و جوشِ جنون سے ہی یہ حالت میری — دیکھکر کرتے ہین اب ادی و کہسار گریز

کیا عجب ہی کہ جہنم مین نہ جانا ہو ترا — تجھسے سب کرتے ہین اے آہ شرر بار گریز

ہون وہ بدبخت جو اُس بت کو مین جا نکلون — صورتِ سایہ کرے یار کی دیوار گریز

دیر کیون تجھکو مسیحا ہی مسیحائی مین — تیرے بیمار سے اب کرتے ہین بیمار گریز

چھوڑ کر زہد کو ہون بندۂ فرمان اُسکا
مجھسے کرتا ہی عبث وہ بتِ عیار گریز

دیکھ لو سبحہ و زنار مین ہی اک رشتہ
جادۂ کفر سے کیون کرتے ہین دیندار گریز

وقتِ مشکل مین کوئی ساتھ نہین دیتا ہی
ہرگز انبار سے کرتے ہین سبکبار گریز

۱۳۰

صاف دل ہوکے پریرو جو تجمل سے ملا
حال یہ دیکھ کے کرنے لگے اغیار گریز

دل سے رکھتا ہی ہر انسان زر و دینار عزیز
اُنسے بڑھکر ہی نہ ہمدم نہ کوئی یار عزیز

قیس و فرہاد کو تھا وادی و کہسار عزیز
خانہ داری مین ہی انسان کو گھر بار عزیز

مفلسی اپنے کو بیگانہ بنا دیتی ہی
پوچھتا کون ہی اُنکو جو ہین نادار عزیز

تختہ تابوت کا ہو تختِ سلیمان سے سوا
کاندھا دینے کو چلین آئین اگر چار عزیز

بولی تقدیر زلیخا سے مبارک ہو تجھے
جب ہوا مصر مین یوسف کا خریدار عزیز

کہہ رہی ہی یہی ہر کبک دری کی رفتار
دل سے ہی اُسکو مرے یار کی رفتار عزیز

ہی یہی مونس و غمخوار جنون ہین اپنی
کیون نہو پانون کی زنجیر گرانبار عزیز

گلشنون کے لیے اب فصل بہار آئی ہی
اسلیے بلبلون کو ہی گل و گلزار عزیز

خلق بندون کو کیا اُسے عبادت کے لیے
پیش معبود نہین عبدِ گنہگار عزیز

بت پرستی کا یہ تمغا ہی اُسی سے ہی تمیز
اسلیے رکھتے ہین زنار کو کفار عزیز

۱۰۴

پھینکدو توڑ کے اب سبحہ گلے مین تسبیح
اے تجمل نہ کرد آج سے زنار عزیز

۱۰

یار کا اپنے ہی ہر روز نرالا انداز
ایسا دیکھا نہ سنا ہمنے کسی کا انداز

کیا غضب ہی کہ شباب آتے ہی گلرونے مرے
غیر سے ملنے کا تازہ ہی نکالا انداز

یہ تو بتلاؤ ہمین گالیان کیون دیتے ہو
اِسطرح کا تو کبھی تھا نہ تمہارا انداز

یہی عشوہ یہی غمزہ ہی یہی ناز و ادا
اے پری حور نے بھی تیرا اُتارا انداز

سادہ لوحی بھی ہی حیرت بھی ہی شرم بھی ہی
آئنہ سیکھ گیا ہی مرا سارا انداز

بل پہ بل پیچ پہ ہی پیچ ترے کاندھے پر
زلفِ خمدار مین افعی کا ہی سارا انداز

بانکی چتون ہی تری اور لگاوٹ کی نگاہ
قتل کرتا ہی مرے دل کو یہ تیرا انداز

غمزے حوروں کے پسند آئین جنان مین کیونکر
پھر رہا ہی مری آنکھون مین تمھارا انداز

بیکلی دل مین ہی اب بلبلون کے چھوٹی ہے
اپنی پوشش کا وہ تمنے ہی نکالا انداز

عاشق اہی جان تجمل ہی تمھارا دل سے
تا دمِ زیست نہ جائیگا یہ اِسکا انداز

ردیف سین مہملہ

اب کوئی باقی نہین ہی مجھکو دنیا کی ہوس
ہی اگر دل مین تو بس دیدار مولا کی ہوس

عشق مین شیرین کے مجنون کیطرح پھرتا رہا
کوہکن کو تھی ہمیشہ کوہ و صحرا کی ہوس

مختصر چشمون ہے اِنکی پیاس بجھ سکتی نہین
عشق کے پیاسون کو کیونکر ہو نہ دریا کی ہوس

ساتھ سب کے مصر کے بازار مین موجود تھی
بہر یوسف کیا جوان تھی ایک بڑھیا کی ہوس

ملک گیری کی ہوس تا زندگی باقی رہی
خاک ہونے سے مٹی جمشید و دارا کی ہوس



یہ تجمل دل مین اپنے قبر تک لیجائیگا
اُس پری رخسار کے حسن دوبالا کی ہوس



یون مجھے جوشِ جنون مین ہی بیابانکی ہوس
جسطرح بلبل کو ہو صحنِ گلستان کی ہوس

جسطرح ہی قامتِ جانان کی مجھکو آرزو
قمریون کو کب ہی یون سروِ خیابان کی ہوس

روز و شب جب تیرے دانتون کا نظارہ ہی نصیب
اب ہمین ناداں کرون گردِ غلطان کی ہوس

ناخنِ رنگین تمہارا جسنے دیکھا اک نظر
اُسکے دل سے مٹ گئی لعلِ بدخشان کی ہوس

گل کو اُس رخسار کے نظارہ کی ہی آرزو
دل مین سنبل کے ہی دیدارِ جانان کی ہوس

رتبۂ حبِ وطن ہی جاہ و دولت سے سوا
مصر مین رکھتے تھے یوسف سیر کنعان کی ہوس

پنجۂ رنگین نکالیگا نہ پردے سے وہ بت
اب خدا ہی ہی جو نکلے قلبِ مرجان کی ہوس





اے تجمل دل مرا کیونکر نہ کھائے پیچ و تاب

ایک دم جاتی نہین ہی زلف پیچان کی ہوس

ردیف شین معجمہ

آمدِ فصلِ بہاری ہی بھرا ہی دل مین جوش — ٹکڑے ٹکڑے ہی گریبان ا بہین باقی ہی ہوش

غافلو ہشیار ہو کر باندھو اب رختِ سفر — قافلے کا کوچ ہی دل ہی جرس کا پر خروش

طمع دنیا سے اگر محمودؔ بت کو توڑتا — بت شکن کی جا پہ وہ مشہور ہوتا بت فروش

دوستیِ حسن سے دل رات اُنکو کام ہی — دل سے عاشق ہین کسی کے جسقدر ہین قہ پوش

مہربان ساقی اگر ہو تو یہ مستون سے کہے — نشہ گر کم ہو گیا ہو جام مے پھر کر لو نوش

کیا شرف بخشا بتون کے توڑنے کے واسطے — زیرِ پا دستِ خدا کے مصطفےٰ نے دیکے دوش

یا علی یا ایلیا بہر مدد اب آیئے
بن تجمل کی زبان پر ہی یہی دم خروش

کرتا ہی دل مرا مژۂ یار کی تلاش — وہ آبلہ ہی یہ جسے ہی خار کی تلاش

جویاے زلفِ یار رہا داغدار دل
طاؤس سے کبھی نہ گئی مار کی تلاش

کافی ہی مجھکو جنبشِ ابرو حضور کی
کیون بہرِ قتل اتنی ہی تلوار کی تلاش

منصور کی طرح نہ بچیگی ہماری جان
سولی ہوئی ہی قامتِ دلدار کی تلاش

زلفِ سیاہِ یار مین گم ہو گیا ہی یہ
ظلمات مین ہی خضر دلِ زار کی تلاش

خورشیدِ داغ دل کی بڑی تیز دھوپ ہی
مجھکو ہی تیرے سایۂ دیوار کی تلاش

سائے کی طرح ساتھ مرا چھوڑتی نہین
پیچھے پڑی ہی کاکلِ دلدار کی تلاش

گھر بیٹھے مل گیا مجھے وہ اتفاق سے
تھی مدتون سے جن بتِ عیار کی تلاش

دون اک نگہ پہ دل جو کوئی مہربان ملے
اِس جنس کے لیے ہی خریدار کی تلاش

۱۰۹

اکسیر سے جو یہ ہی تجمل کہین سوا
ہر شخص کو ہی خاکِ دریار کی تلاش

۷

جنت مین بھی اک لحظہ نہو یار فراموش
یاد آئین وہ گیسو جو ہون رخسار فراموش

اے قاصدِ ہمراز مسیحا سے یہ کہنا — کیونکر ہو دل کو ترے بیمار فراموش
خوبی سے بدی بخت کی سو حصہ ہو بڑھکر — اک بار ہون یاد اُسکو تو سو بار فراموش
سودائے جگر جسکی جدائی مین اُٹھائے — کیونکر ہو مرے دل کو وہ دلدار فراموش
مر جاؤنگا لیکن نہ کسی طرح سے ہونگے — یہ آپ کے خال و خط و رخسار فراموش
اِس عشق کے کوچے سے خدا سب کو بچائے — جو اِسمین پھنسا ہو گیا گھر بار فراموش

کیون سوچ مین رہتے ہو بجمل سحر و شام
معشوق تو سب ہوتے ہین بسیار فراموش

ردیف صاد مہملہ

بس صنم دیکھ لیا ہمنے تمھارا اخلاص — کیا ہوا دل سے تمھارے وہ ہمارا اخلاص
رات دن چین نہین اپنے دلِ مضطر کو — جب سے اِسمین ہے مکین آپکا پیارا اخلاص
دیکھتا ہون مین ذرا تجھکو محبت نرہی — کر گیا دل سے ترے انبوہ کنارا اخلاص

اُس جوان کو مری جانب سے سنا دے کوئی
عین پیری مین ہی جینے کا سہارا اخلاص

اے صنم پیار سے تیرے نہین سیری ہوتی
اپنے عاشق سے تو پھر کرلے دوبارا اخلاص

صاف تبلا دو لگاوٹ نہین اچھی ہوتی
ناگوارا ہی کہ ہر تم کو گوارا اخلاص

غم عداوت کا مرے دل سے فراموش ہوا
کر لیا یار نے پھر مجھسے دوبارا اخلاص

ہجر کے صدمے تجمل نے اُٹھائے ہین بہت
پیارے لگ جاؤ گلے کر لو دوبارا اخلاص

دل وحشی کو تو ہی الفتِ جانان مخصوص
مرے رہنے کو نہ کیونکر ہو بیابان مخصوص

بلبلین نغمہ سرا ہو کے یہ کرتی ہین کلام
ہی گلون کے لیے گلزار و گلستان مخصوص

منتخب گل ہین عنادل کے لیے گلشن مین
قمریون کے لیے ہی سروِ خیابان مخصوص

خاص خورشید جہانتاب ہی حرباکے لیے
کبک کے واسطے ہی بس مہ تابان مخصوص

انس کے قبل ہی قرآن مین جن بھی موجود
کب ہے طاعتِ معبود ہی انسان مخصوص

جامہ ٹکڑے ہی جو تن مین نہین پروا مجھکو
عاشقون کے لیے ہی چاک گریبان مخصوص

دیکھکر پاے حنائی شہ خوبان کا مرے
شرم سے جاتی رہی سرخیِ مرجان مخصوص

اشکِ خونین جو مری آنکھون سے ٹپکے شب ہجر
قطرہ ہر ایک بنا لعلِ بدخشان مخصوص

زندہ ہوجاے مسیحا ترا مردہ دم مین
دیکھ لے آکے جو تو گورِ غریبان مخصوص

خاص ہی یون شبِ گیسو کو ترا چاند سا رخ
جیسے دن کے لیے ہی مہرِ درخشان مخصوص

گلشن سینہ کا اسطرح نگہبان دل ہی
باغِ جنت کے لیے جیسے ہی رضوان مخصوص

اپنے اعمال سے کیون خوف بجمل کو ہو
اُسکا حیدر سا ہی محشر مین نگہبان مخصوص

ردیف ضاد معجمہ

۱۱۲

عشق کے بیمار کا جاتا نہین ہرگز مرض
ان دواؤن سے شفا پاتا نہین ہرگز مرض

اے طبیبو دست اندازی تمھاری ہی عبث
عشق کے بیمار کا جاتا نہین ہرگز مرض

میزبان کا خاصہ مہمان نے پیدا کیا
آکے میرے جسم مین جاتا نہین ہرگز مرض

عشق کے بیمار کا اگر جگر تک کھا گیا
غلط کہتے ہین کہ کچھ کھاتا نہین ہرگز مرض

لختِ دل کھاتا ہی اور پیتا ہی وہ خونِ جگر
ہی غلط پیتا نہین کھاتا نہین ہرگز مرض

جانتا ہی یہ مٹا سکتی نہین کوئی دوا
اِس سے تن مین میرے گھبراتا نہین ہرگز مرض

گھر طبیبون کا نہین چھٹتا بجمل آپ سے
اب نہ کہیے گا کہ دوڑاتا نہین ہرگز مرض

۱۳ ۹

بخت کا دیکھتے ہین گبر و مسلمان عارض
آئنہ سے ہی مصفا ترا جانان عارض

کوچۂ یار کا رہبر تو ہی بن جا اے خضر
راہ ملتی نہین ہین کوہ و بیابان عارض

برہمن کرتے ہین نظارہ اگر گیسو کا
دیکھتے ہین ترا ہر روز مسلمان عارض

کہکشان مانگ تو افشان کیے ہین در انجم
شام ہی زلف تری اور مہ تابان عارض

فکر چلتی نہین کوئی پئے دیدار صنم
اِسطرح سے ہی نقاب رخ جانان عارض

دیکھکر رخ کو ترے کیون نہ عجب ہو سب کو
خط شب تیرہ ہی اور مہر درخشان عارض

چاک کر پہلے گریبان سے اسے دست جنون
ہر قدم چلنے مین ہوجاتا ہی دامان عارض

تیرے چہرے سے سرک جائے ذرا سی جو نقاب
درد فرقت کے لیے ہو ابھی درمان عارض

ای تجمل غم شبیر جسے ہی اُس کا
حشر کو ہوگا مثال مہ تابان عارض

ردیف طا مہملہ

۱۶

دکھادے مجھے جلد دلدار کا خط
چھپائے ہی کیون نامہ سرکار کا خط

زہے کاتب صنع باری کہ اُسنے
لکھا خوب ہی تیرے رخسار کا خط

عجب زخم تیغ نگہ کے ہین کاری
ہی کیا سامنے اُنکے تلوار کا خط

غش آیا مسیحا اُسے ہر قدم پر
چلالے کے جو تیرے بیمار کا خط

مقدر سے اپنے جو قاصد بھی آیا
نہ نکلا لفافے مین دلدار کا خط

بہت خط مرے نامہ بر لے گئے ہین
نہ لایا کوئی یار عیار کا خط

خبر کوئی لیلی کو یہ جاکے کر دے
کہ آیا ہی مجنون بیمار کا خط

لگایا اُسے اپنی آنکھون سے مین نے
جو پایا کبھی اپنی سرکار کا خط

زبانی بھی کہدینا قاصد تو اتنا
یہ ہی تیرے مشتاقِ دیدار کا خط

خدا کی قسم تجھکو قاصد صنم سے
لکھا لانا آنے کے اقرار کا خط

نہ آنے کا اُنکے یقین ہو گیا ہی
پڑھا جب سے ہی مین نے انکار کا خط

کہون کیا نزاکت کو اُس گلبدن کی
جبین پر ہی موجود دستار کا خط

عجب یار نازک بدن ہی ہمارا
پڑا اُسکی گردن مین زنار کا خط

دمِ غسل جب نورتن اُسنے کھولے
مہ نو بنا بازوے یار کا خط

نظر آئی جب مانگ زلفِ سیہ مین
مین سمجھا یہی ہی شبِ تار کا خط

تجمل کا سینے مین دل ہی دھڑکتا

لکھا جب سے ہر اُسنے اِنکار کا خط (۹) (۱۱۵)

ہو سکے کس طرح نالے سے ستمگر احتیاط
ضبط کی طاقت نہین باقی ہو کیونکر احتیاط

کیون رقیبون کی طرف تجھکو ہو رغبت اسقدر
مجھسے تبلا کیلیے ہو ماہ پیکر احتیاط

کیا نجاست سے کرین پرہیز مسکیں واعظا
کس طرح سے ہوئے گلرنگ پیکر احتیاط

رات دن غیرون کی آمد سے ہو رسوائی تری
چاہیے تجھکو ہمیشہ اپنے گھر پر احتیاط

ہم سے تو تبلاؤ تم محتاط کب سے بنگئے
ہے مئے گلفام سے کیون مہر پیکر احتیاط

تیرے افشان کی ترے رخ کی چمک انمین نہین
کیون نہ دعوی سے کرین ماہ و اختر احتیاط

چوٹ کا سنگِ حوادث کے جو تھا معلوم حال
کیسی آئینہ کی رکھتا تھا سکندر احتیاط

رائگان ہو دولتِ عقبی کچھ اسکا غم نہین
دولتِ دنیا کی کرتا ہے تو انگر احتیاط

اہ تجمل جائینگے دوزخ مین وہ سب خشک لب (۶) (۱۱۶)

دشمنِ شبیر سے رکھتا ہے کوثر احتیاط

نہین سہل رونے سے یار احتیاط
کہانتک کرون اختیار احتیاط

رقیبون کی آمد یہ اچھی نہین
تجھے چاہیے گلعذار احتیاط

نہ رازِ محبت کبھی چھپ سکا
چھپانے مین کی بیشمار احتیاط

رقیبون نے چھنوالیا خطِ یار
کی قاصد نے میرے ہزار احتیاط

پیامِ زبانی بھی کہیو مرا
مگر شرط ہی رازدار احتیاط

چھپانے مین اِس عشق کے کب تلک
تجمل کرے اختیار احتیاط

ردیف ظا معجمہ

(۱۱۷) (۱۰)

دل مرا رہ نہ سکا زلفِ دوتا سے محفوظ
ہر بشر کو رکھے اللہ بلا سے محفوظ

اے مسیحا جو ہین بیمار لبِ شیرین کے
زندگی بھر ہین وہ تلخیِ دوا سے محفوظ

یاد اُس عارضِ روشن کی ہی کافی ہے نور
دل کا آئینہ ہی تجدید جلا سے محفوظ

پڑھ کے لاحول جو شیطان کو بھگائے ہر دم
کیون وہ انسان رہے جرم و خطا سے محفوظ

اشکِ خون سے کفِ پا کو ترے رنگین کر دون
تا رہین پانون ترے بارِ حنا سے محفوظ

بلبلون کی ہی دعا فصلِ بہاری مین یہی
پھول گلشن مین رہین تند ہوا سے محفوظ

منع کرتا ہی فریبون سے ہمین کیا ناصح
خود ترے پند نہین مکر و ریا سے محفوظ

طالبِ دولتِ عقبیٰ ہین جو اس عالم مین
رہتے ہین وہ ہوسِ سیم و طلا سے محفوظ

دیر سے اٹھ کے کبھی جانبِ کعبہ نہ گئے
آجتک تو رہے ہم فضلِ خدا سے محفوظ

۱۱۸

اے بسمل تمھین کب وصلِ صنم ہوگا نصیب
تم تو اک دم نہین فرقت کی بلا سے محفوظ

۱۱

نہین جسکا ہی نا خدا حافظ
ایسے بیڑے کا ہی خدا حافظ

سبزہ رخسار کا نمو پر ہی
حسنِ بت کا ہی اب خدا حافظ

عشق مین تیرے کس طرح سے جنون
کوہ و صحرا مین تھا مرا حافظ

دل کو تحریرِ خطِ رخ ہوئی یاد — یہ بھی قرآن کا ہوا حافظ

قبر مین مومنون کے وقت فشار — ہو گی بس خاکِ کربلا حافظ

دولتِ حسنِ رخ پہ گیسوے یار — ہو گیا بن کے اژدہا حافظ

آمد و شد نفس کی ہی ہر دم — باغِ تن کی ہی یہ ہوا حافظ

جسکو بھولے ہون معنیِ قرآن — فخر کیا گروہ ہو گیا حافظ

زر بکف باغ مین ہین پھول تمام — اُنکی تو رہیو اے صبا حافظ

بے طرح لے رہے ہین انگڑائی — اُنکی محرم کا ہی خدا حافظ

خوف محشر نہ کچھ تحمل کر — عشق حیدر کا ہی ترا حافظ

۱۹ ردیف عین مہملہ ۸

انسان کے دل سے جاتی نہین کوئی دم طمع — رہتی ہی مثلِ خون رگِ دل مین ہم طمع

سب حرف اِسکے نقطے سے خالی دکھائی دین — قرطاس پر کرو جو قلم سے رقم طمع
بدنامیِ طمع سے سکندر نہین بچا — ہمراہ اپنے لے گئے دارا و جم طمع
طماع کو دکھاتی ہی پہلے بہارِ عیش — انجام کو دکھاتی ہی رنج و الم طمع
معشوق باخبر ہین جو وہ جانتے ہین خوب — دیتی ہی عاشقون کو نئے رنج و غم طمع
پھنستے ہین مرغ دام مین دانے کے واسطے — پھندے مین کھینچ لاتی ہی کیا دمبدم طمع
قارون ہی اپنے سر پہ خزانہ لیے ہوے — گو مر گیا مگر نہ گئی ایک دم طمع

۱۲۰ طماع کیا کسی کو تجمل کہے کہین ۵
رکھتے ہین دل مین یار کے ملنے کی ہم طمع

جلتی تمام رات ہی پروانے پر یہ شمع — روتی ہی پھوٹ پھوٹ کے جل جانے پر یہ شمع
گھلتی ہی غم سے بزم مین پروانے پر یہ شمع — اپنا جگر جلاتی ہی بیگانے پر یہ شمع
پروانون سے کہو کہ نہ بیجا کرین غرور — بے نور مہر کے ہی نکل آنے پر یہ شمع

کیسا فروغِ شمع پہ پروانے کو تھا ناز
بے نور ہو گئی ترے آجانے پر شمع

افسوس کا مقام تجمل ہر کسقدر
کٹواتی سر ہر مہر سے پروانے پر شمع

ردیف غین معجمہ

(۱۲۱)

اس طرح سے عیان ہین ہمارے جگر کے داغ
سینے مین جس طرح سے ہین دیکھو قمر کے داغ

تشبیہ دون مین کیا ترے رخسار صاف سے
خورشید زرد رو ہے ہین دل مین قمر کے داغ

اپنی خزانِ غم ہے انھین اک بہارِ عیش
لالے کے داغ ہین کہ ہمارے جگر کے داغ

دندان کو اور لب کو ترے یار دیکھکر
پڑ پڑ گئے ہین سینے مین لعل و گہر کے داغ

فرقت مین مر گیا ترا عاشق تو دیکھنا
جائینگے حشر تک نہ دلِ نوحہ گر کے داغ

کیا ہمسری کرے رخِ رنگین یار سے
طاؤس دیکھتا نہین کیا اپنے پر کے داغ

لیجائیگا جہان سے تجمل بصد خوشی

مرقد مین اپنے ساتھ علی کے پسر کے داغ ۱۲۲

دیکھے زمانہ شب کو جو میرے جگر کے داغ
قندیل آسمان بنے اور قمر چراغ

حیرت ہو کیون نہ دیکھ کے وہ رخ قریب زلف
کالے کے سامنے کبھی جلتا نہین چراغ

کہتی تھی کیسی یاس سے لیلی یہ نجد مین
افسوس میرے قیس کا ملتا نہین سراغ

میرے دلِ حزین کی بھی خاطر ضرور ہی
ساقی تو اپنے ہاتھ سے مے بھر کے دے ایاغ

میرے پری جمال کی رفتار دیکھکر
بھولا یہ چال چلنے لگا کبک مثلِ زاغ

آیا ہی جب سے وہ گلِ عارض نظر مجھے
فرطِ شگفتگی سے مرا دل ہی باغ باغ

ایسا پھنسا ہی دل تری زلفون کے پیچ مین
اب راہِ راست کا اُسے ملتا نہین سراغ

ناصح نصیحت اپنی سُناتا ہی کس لیے
ہمکو تو اِسکے سُننے کا ہرگز نہین دماغ

کیا اُسکے آگے اور حسینون کو ہو فروغ
گل پیش آفتاب ستارون کے ہین چراغ

یہ دمبدم ہی دل کی بجسل سے گفتگو

آیا ہی جو جہان مین نہین اُسکو ہی فراغ

ردیف فا

(۲۳) (۹)

آیا وہ گلعذار جو گلزار کی طرف
پھیرا گلون نے شرم سے مُنہ خار کی طرف

اے نامہ بر مسیح سے میرے یہ پوچھنا
آئیگا یا نہ آئیگا بیمار کی طرف

مانے مین بوے مشک نے مُنہ کو چھپا لیا
اُس زلف کی جو بو گئی تاتار کی طرف

ایمان ہی خوش کہ کفر کو دینگے شکست آج
لیجاتے ہین وہ ہاتھ جو زنار کی طرف

سودائے عشق مجکو بھی مجنون کی طرح ہے
اب لیچلا ہی کھینچ کے کہسار کی طرف

پوچھو نہ چشم و حلقۂ گیسو کا حال کچھ
ہر دم نگاہ شوق ہی ہر رخسار کی طرف

سر اپنا آپ کاٹ کے قاتل کرونگا نذر
ہر دم نظر ہی کیلیے تلوار کی طرف

گاہک ہزارون آتے ہین بے لے کے نقد دل
یوسف مرا جب آتا ہی بازار کی طرف

خالق سے ہر گھڑی یہ تجمل کی ہی دعا

۹ کراک نگاہ رحم گنہگار کی طرف ۲۴

آکے میخانے مین رندون سے ملا ہی عارف
ہم سے پوچھے جو کوئی آج ہوا ہی عارف

شیخ کچھ راہ حقیقت سے نہین ہی آگاہ
رکھ کے دستار بڑی سر پہ بنا ہی عارف

چھوڑ دے وعظ و نصیحت کو سن اے بندون کی
میکدے مین ترا آنے سے بھلا ہی عارف

خبر آمد قاضی کو سنا ہی جب سے
میکدے مین پس خم جا کے چھپا ہی عارف

رند و کیون پیر مغان چھوڑ کے میخانے کو
بیٹھکر اب در کعبہ پہ بنا ہی عارف

راہ ایمان کی بتاتا ہی تبون کو نادان
کھیلتی سر پہ ترے تیری قضا ہی عارف

ذبح کرتا ہی کوئی شیخ کو کیا مثل ذبیح
خانہ کعبہ مین کیون شور مچا ہی عارف

ہاتھ مین سبحہ ہی سر پر ہی عمامہ بھاری
شیخ زر کے لیے دنیا مین بنا ہی عارف

معرفت کا نہین پیاسا ہی تجمل زنہار
بادہ حب علی اسنے پیا ہی عارف

ردیف قاف

(۱۲) (۱۲۹)

خط نکلنے سے ہی حسنِ رخِ جانان کو قلق
آمد ابر سے ہی ماہِ درخشان کو قلق

لے کے ہمراہ غمِ ہجر کو یہ آیا ہی
نہیں تنہائی کا ہرگز دلِ نالان کو قلق

راحتِ شاہی مصر انکو نہ کیون غم ہوتی
ہجر یعقوب کا تھا یوسفِ کنعان کو قلق

دل مرا کعبہ بھی تھا اور صنم خانہ بھی
اُسکی بربادی کا ہی گبر و مسلمان کو قلق

غمِ اولاد مین ہر ایک کو یکسان پایا
دلِ انسان کی طرح ہی دلِ حیوان کو قلق

غم مین لیلی کے جو مجنون کا ہوا حال تباہ
غم سے سوکھے یہ ہوا خارِ بیابان کو قلق

حق تو یہ ہی ترے آنیکا سن اے فصلِ خزان
چھوڑکر سرو کو ہوتا ہی گلستان کو قلق

میرے سمجھانے پہ اِس طرح نہ چین بہ جبین
جسطرح ہوتا ہی طفلانِ دبستان کو قلق

ہوکے پیدا وہ تری زلفِ معنبر نہ بنا
خوب قسمت نے دیا سنبلِ پیچان کو قلق

حق نے وہ درگہِ حیدر کو شرف بخشا ہی
رہ گیا جسکی گدائی کا سلیمان کو قلق

جب سے سرخی ترے لب کی نظر آئی ہمیں — اپنی بدرنگی سے ہر لعل بدخشاں کو قلق

۱۲۶

کربلا ہند سے اب تک نہ تجمل پہونچا
کیون نہ دنیا ہو اسکے دل حیراں کو قلق

پھرتا ہی کو بکو یے دلدار کا فراق — باعث مرے جنون کا ہوا یار کا فراق
ناوک کا ہجر دل کو مرے ناگوار ہی — گردن کو میری شاق ہی تلوار کا فراق
چھٹنے کا کوے یار کے عاشق سے نیے حال — بلبل کے دل سے پوچھیے گلزار کا فراق
یاد اس تمرہ کی دل سے مرے جا کس طرح — مرغوب آبلے کو نہین خار کا فراق
عاشق وہ ہین پہونچ کے جنان مین کہینگے ہم — دیتا ہی صدمہ کوچہ دلدار کا فراق
آئینگے تیرے بزم مین ہرگز کبھی نہ ہم — منظور گر تجھے نہین اغیار کا فراق
آنکھون مین کیون نہ تیرہ و تاریک ہو جہان — ہی شاق مجھکو گیسوے دلدار کا فراق

کس طرح سے نہ چشم تجمل ہو اشکبار — دیتا ہی غم پہ غم اسے دلدار کا فراق

ردیف کاف عربی

(۱۲۷)

مداح ترے حسن کے ہین جن و بشر تک
کھائے ہوے ہو داغ حسد دل مین قمر تک

فرقت نے تری شام سے تا جو سحر تک
باقی نہ رہا نقدِ دل و جان و جگر تک

ہم وصل کی شب ایسے ہوے محوِ نظارہ
جھپکی نہ ذرا شام سے آنکھ اپنی سحر تک

لوٹا ہی ہمین گردشِ افلاک نے ایسا
نالے مین دعا مین نہین باقی ہی اثر تک

گھبرا کے کہا مین نے کہ لو نصف شب آئی
اُس ماہ کے گیسو جو لٹک آئے کمر تک

حاصل نہ کبھی چرخ پہ ہوتا اُسے یہ نور
گر روشنی رخ تری جاتی نہ قمر تک

ابرو سے رہا دور ہی خالِ رخِ جانان
تلوار کا پہونچا نہ کبھی ہاتھ سپر تک

نازل ہوئین اقلیمِ عدم پر بھی بلائین
لٹکی جو تری زلفِ گرہ گیر کمر تک

ہی فرقتِ دلدار کی شب ایسی دراتی
آواز نہین اپنی سُناتا ہی گجر تک

تم کون ہو کیون آئے ہو اتنا بھی نہ پوچھا
ہم شام سے بیٹھے جو ترے در پہ سحر تک

دربانون نے جانے نہ دیا یار کے گھر مین
دینے کو بہت ہمنے کہا خلعت وزر تک

اُس بت کا یہی ظلم رہا گر تو یقین ہی
ہم جلد پہونچ جائینگے اللہ کے گھر تک

(۲۸)

ہر شعر کی الفت مین تجمل کا یہی قول
اِس نورِ نظر پر ہی فدا نورِ نظر تک

کرشمے دکھاتا ہی کیا کیا فلک
نیا گل کھلاتا ہی کیسا فلک

ملا کیا ہی یارب کہ ہی یہ خوشی
نہین پیرہن مین سماتا فلک

ہمیشہ اِسی غم مین روتا رہا
کسی دن مجھے بھی ہنساتا فلک

بتاتا مین اِس پیر فرتوت کو
کسی دن اگر ہاتھ آتا فلک

وہی ظلم ہی اور وہی جور ہی
نہین باز عادت سے آتا فلک

سمجھ مین کسی کے یہ آتا نہین
اِدھر سے اُدھر کیون ہی جاتا فلک

تجمل رہی عمر بھر آرزو

۱۲۹ کبھی تو رولا کر ہنسا نا فلک

نشانِ پاے محمد ہی بوسہ گاہِ ملک
قدم قدم پہ گڑی رہتی ہی نگاہ ملک

گئے تھے احمدِ مختار جب شبِ معراج
بچھی تھی زیرِ قدم عرش پر نگاہِ ملک

یہ غل تھا قدسیون مین پیشوا کی آمد ہی
کھڑے ہوے تھے جمائے صفین سپاہِ ملک

کہین جو راہ مین ہوتا نشانِ پاے براق
فلک پہ جاکے وہ بنتا ابھی کلاہِ ملک

خدا کے حکم سے ہین ختمِ مرسلین احمد
گواہ مہرِ نبوت کی ہی سپاہِ ملک

بری خطا سے کرے فیض آپکا جو اسے
گناہگار پہ سب کو ہو اشتباہِ ملک

۱۳۰ تجمل امتِ ناجیِ مصطفےٰ سے ہی

زیادہ اُس سے نہین ہی وقار و جاہِ ملک

رہیگی باغ جہان مین بتا خزان کب تک
الم اُٹھائیگی بلبل یہ باغبان کب تک

نہین ہی کوئی بھی فریادرس زمانے مین
کریگا اسے دلِ رنجور تو فغان کب تک

الٰہی جان مری تن مین کب تک آئیگی
مرنیکے یار کے در کے یہ پاسبان کب تک

شبِ وصال وہ جھنجھلا کے مجھسے کہتے ہین
بیان کریگا جدائی کی داستان کب تک

تڑپ تڑپ کے رہیگا تری جدائی مین
مسیح تیرا یہ بیمارِ نیمجان کب تک

ملا نہ دانا پھرے لاکھ آسیا کی طرح
دکھائیگا ہمین گردش یہ آسمان کب تک

یہ میرے مجمر سینہ سے اب نکلتا ہی
رکھون مین دودِ جگر کو بھلا نہان کب تک

تلاش مین تری ناقوس دیر مین پھونکا
بتا تو خانۂ کعبہ مین دون اذان کب تک

یہ دشتِ نجد مین مجنون سے کہتی ہی لیلیٰ
ملیگا قبر کا تیرے مجھے نشان کب تک

دکھے نہ ہاتھ ترا کام جلد کر قاتل
کمنچی رکھیگا تو شمشیرِ خونچکان کب تک

پئے رسول بجمل کو اپنے روضے پر
طلب کرو گے شہنشاہِ انس وجان کب تک

ردیف کاف فارسی

(۱۳۱) (۱۰)

تجھے سب سے بہتر جو پاتے ہین لوگ — فدا ہونے کو تجھپہ آتے ہین لوگ

مجھے جب سے اُس بت کا سودا ہوا — خدا جانے کیا کیا سناتے ہین لوگ

یہ کثرت تماشائیون کی ہی اب — نہین تیرے گھر مین سماتے ہین لوگ

عدم کے سفر کا بہانہ ہی سب — ترے گھر کی جانب یہ جاتے ہین لوگ

نہین رعب سے عرض مطلب کی تاب — اشارون سے اُسکو بلاتے ہین لوگ

اُلجھتا ہی ہر بات پر مجھسے یار — خدا جانے کیا کیا لگاتے ہین لوگ

یہ دنیا یقیناً ہی مہمان سرا — کہ شام آتے ہین صبح جاتے ہین لوگ

بدی سیری کرتے ہین اُس شوخ سے — خدا جانے کیا اِسمین پاتے ہین لوگ

وہ جب بیٹھتے ہین مجھے لکھنے خط — عداوت کی باتین لکھاتے ہین لوگ

نہ جانا اُدھر یار غصّے مین ہی

تجمل یہ کہکر ڈراتے ہین لوگ

(۱۳۲)

ملا جو چہرے پہ اُس مہ کے زعفران کا رنگ
شفق سے پھولے ہوا اور آسمان کا رنگ

بغور ابلقِ لیل و نہار کو دیکھو
بدلتا رہتا ہی ہر روز اس جہان کا رنگ

ہمارے رشکِ مسیحا نے جب مکان کو سجا
زمین کے سامنے بگڑا سب آسمان کا رنگ

شبِ فراقِ صنم کی جو تیرگی پھیلے
ابھی ہو تیرہ و تاریک اس جہان کا رنگ

ہزارون قتل ہوے بیخطا جو ناوک سے
ہوا الم سے سیہ ابروے کمان کا رنگ

جو ساقیا مئے گلرنگ تو پلا دے مجھے
ابھی ہین پیری مین دکھلاؤن نوجوان کا رنگ

الٰہی بادِ موافق سے اب تو بدلا ہی
ہماری کشتی ہجران کے بادبان کا رنگ

دعائین بلبلین کرتی ہین موسم گل مین
الٰہی ہمکو دکھانا نہ تو خزان کا رنگ

ہزارون دیکھ کے اُس بت کو لوٹ جاتے ہین
عجب طرح کا خدا نے دیا ہی بانکا رنگ

رقیب یار کی صحبت مین آتے جاتے ہین
بُرا ہمین نظر آتا ہی اب دہان کا رنگ

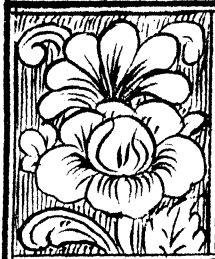
ذراسی بات مین ہر اک کو گالی دیتے ہین | بگڑتا جاتا ہی اب یار کے بیان کا رنگ
غریب خانے مین گلگون قبا کے آنے سے | تمام لال ہوا ہی مرے مکان کا رنگ
کبھی زمانہ نہین ایک حال پر رہتا | بدلتا رہتا ہی دن رات اس جہان کا رنگ

صبا پیام تجمل یہ اُس سے کہدینا
توجا کے دیکھ لے بیمار نیم جان کا رنگ

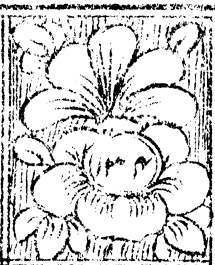
ردیف لام

۳۳ ۶

جان میری تری فرقت مین اگر جائے کل | ہون وہ بیمار مین سمجھون کہ گیا آج سنبھل
نام حیدر کا زبان پر ہوا جسدم جاری | مشکل آسان ہوئی اور بلائین گئین ٹل
حشر کے روز کا دھڑکا تو قیامت کا ہی | سرخرو ہونگے وہی جنکا ہی یہان نیک عمل
آتے دیکھا مجھے کوچے مین تو بولا ظالم | کسلیے آتا ہی یہان کیون تری آئی ہی اجل
سرخیِ دستِ صنم دیکھی تو حیران ہوکر | گل نے منھدی سے کہا دست تاسف کو مل



اے تحمل دلِ مضطر کو سنبھالو اپنے
کسیلیے اتنا پریشان ہی کہو جائے سنبھل



یہ مانا کہ اب تو اچھلتا نہین دل
سنبھالے سے لیکن سنبھلتا نہین دل

ترے کوچہ زلف مین اہی پڑی رہ
پھنسا بے طرح ہی نکلتا نہین دل

ہی اس بت کا کوچہ رقیبون سے خالی
اُدھر کس لیے اب تو چلتا نہین دل

چمن مین یہی بلبلون کی صدا ہی
خزان آگئی ہی بہلتا نہین دل

ہدف ہو گیا تیر مژگان کا شاید
جو پہلو مین اپنے اُچھلتا نہین دل

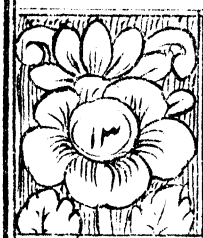
سمائی ہی کیا بات دل مین تمہارے
کہ صحبت سے میرے بہلتا نہین دل

ارے سنگدل یہ تو سب جانتے ہین
کہ سنگین دلون کا پگھلتا نہین دل

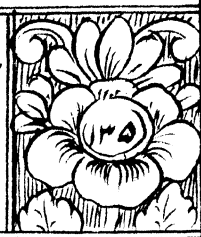
ارے نامہ بر خط جاناں تو دکھلا
زبانی سخن سے بہلتا نہین دل

جلے آتش رنج مین لاکھ کوئی
تبون کا کسی طرح جلتا نہین دل

ہٹاے وہ مت اسکو ممکن نہین ہی
کہ رستم کے ٹالے بھی ٹلتا نہین دل



جدائی کے صدمے اٹھاے ہین ایسے
تجمل کا اک دم بہلتا نہین دل



نہین زخم سینہ دکھانے کے قابل
رہا اب نہ مرہم لگانے کے قابل

سبکدوش کر کاٹ کے سر کو قاتل
نہین دوش یہ بوجھ اٹھانے کے قابل

طلب کر کے بوسہ ہوئی یہ ندامت
نہین ہین رہا سر اٹھانے کے قابل

ہوا گل کے مٹی یہ مردہ تمھارا
مسیحا نہین اب جلانے کے قابل

ترے در سے اب مر کے جاتا ہی عاشق
رہا حشر ہین منھ دکھانے کے قابل

دوپٹے سے ڈھانپو خدا کے لیے تم
یہ سینہ ہوا ہی چھپانے کے قابل

جو ہو تم کو اب شوق صید افگنی کا
مرا مرغ دل ہی نشانے کے قابل

لیا رخ کا بوسہ تو وہ جاگ اٹھے
رہا اب نہ ہین منھ دکھانے کے قابل

مزے لوٹین اغیار سیبِ ذقن کے
یہ پھل تو نہین ہی لٹانے کے قابل

یہ مجمعہ ہین شیخ و برہمن کے شورے
کرین دفن یا ہی جلانے کے قابل

تصدق سرِ غم پہ اشکون کو کرتا
یہ گوہر جو ہوتے لٹانے کے قابل

نکیرین پوچھو نہ قصہ ہمارا
یہ پیش خدا ہی سنانے کے قابل

تجمل گناہون سے نادم ہی اپنے
خدایا نہین منہ دکھانے کے قابل

رونق نسیم

۳۶ — ۹

سزاوار رحمت ہون کردے کرم
خدایا نکل جائین سب دل سے غم

کہا نامہ بر نے رہیگا نہ یاد
پیام زبانی بھی کر دو رقم

خبر لی نہ میری کبھی یار نے
کہون کیا ہوے جو ستم پر ستم

نہ پایا کبھی یار کا کچھ پتا
نہ دیر اُسکا گھر ہی نہ بیتِ حرم

سُنا نام جھوٹون جو صیاد کا
اُڑین بلبلین باغ سے بک بسلم

ہوا ہر گلستان مین جلوہ نما
مرے یار کا دیکھو جاہ و حشم

ترے در پہ حاضر ہی بندہ ترا
دکھا دے ذرا مُنھ خدارا صنم

رخ و زلف جانان ہین یون متصل
شب و روز ہون جس طرح سے بہم

۱۳۷

تجمل سے وہ مہ جو ہی ہم بغل
خوشی رات دن ہی نہین کوئی غم

۶

تمھارے عشق مین دیکھو ہوے ہین کیسے سر اہم
اگر یہ جانتے پہلے کبھی ہوتے نہ شیدا ہم

تمھارے ہجر مین بس رات دن کلفت مین کٹتی ہی
اسی خاطر ہوے تجھے کیا جہان مین یار پیدا ہم

بہاے بوسۂ گیسو کہان تک ہُرجھائینگے
گرہ مین نقد دل گر ہی تو لے لینگے یہ سودا ہم

برہنہ جسطرح آئے اُسی صورت چلے عریان
اگر ہی بے کفن لاشہ نہین رکھتے ہین پروا ہم

ہماری گردشِ تقدیر کا گردون بھی قائل ہی
مثالِ مہر و مہ دم بھر نہین رہتے ہین یکجا ہم

تجمل نحن اقرب سے خدا کا یہ اشارہ ہی
کہ جو جویا ہمارا ہی ملینگے اُسکو ہر جا ہم

۹ ۱۳۰

صنم وہ دن خدا لائے کہ تمکو خوب دیکھین ہم
ہر اک عضو بدن جو دل کو ہی مرغوب دیکھین ہم

فلک اُن رات مجھکو دیکھکر گردش مین کہتا ہی
نہین منظور اکجا طالب و مطلوب دیکھین ہم

نظر اک بت کے رخ پر کرکے کیا کیا جھیلین پشیمان
الٰہی اب کوئی اور خوش اسلوب دیکھین ہم

نکلتا ہی وہ بحر حسن وقت شام کوٹھے پر
ارے خورشید چرخ افروز جلدی ڈوب دیکھین ہم

مقابل اپنے صابر آج تک ہمنے نہین پایا
تمھارے صبر بھی اے حضرت ایوب دیکھین ہم

خوشی سے میکدے مین شاد یا نے خوب بجوائین
جو زاہد دختر رز سے تجھے منسوب دیکھین ہم

نتیجہ اس لڑائی کا جو یون نکلے تو خوش ہم ہون
تمھارا حسن اپنے عشق سے مغلوب دیکھین ہم

ابھی دست سبو پر دل سے بیعت ساقیا کرلین
جو اپنے دل کے دختر رز کو کچھ مرغوب دیکھین ہم

تجمل خوابگاہ ناز مین اُنکے اگر پہونچین

بچشم غور پھر سارا سراپا خوب دیکھیں ہم

ردیف نون

خدا کا لطف ہی جن پر محمد ہین محمد ہین
حبیب حضرت داور محمد ہین محمد ہین

برادر جنکے ہین حیدر لقب ہی ساقی کوثر
وہ چرخ دین کے نیک اختر محمد ہین محمد ہین

ہوا سائل جو اُس در پر گیا وہ لیکے سیم و زر
سخی کونین سے بڑھکر محمد ہین محمد ہین

تبون سے پاک کعبہ کو کیا ہی کس طرح دیکھو
جو دین حق کے ہین یاور محمد ہین محمد ہین

براق آسمان آیا شرف معراج کا پایا
شفیع عرصہ محشر محمد ہین محمد ہین

اذان مین نام ہی اُنکا دیا ہی حق نے کیا رتبا
جو ہین عالم کے پیغمبر محمد ہین محمد ہین

ملی کس شان و شوکت کی سند مہر نبوت کی
ازل سے دین کے افسر محمد ہین محمد ہین

ملائک در کے تھے دربان ہمیشہ تابع فرمان
فدا جبریل ہین جنپر محمد ہین محمد ہین

وہی ہین خاصہ داور وہی ہین شافع محشر
حسین یوسف سے بھی بڑھکر محمد ہین محمد ہین

۱۴۰

تجمل کیون ہراسان ہو وہی بخشا ئینگے تکو
ازل سے شافع محشر محمد ہین محمد ہین

دام گیسو سے تو اب دل کا نکلنا نہین ممکن
تھا یہ تقدیر مین قسمت کا بدلنا نہین ممکن

اے مسیحا تجھے کیا میری عیادت مین حیا ہے
اِک قدم بھی ترے بیمار کو چلنا نہین ممکن

اِسمین بگڑے کہ بنے وہ صفتِ نقشِ کفِ پا
کوچۂ یار سے عاشق کا تو ٹلنا نہین ممکن

سر کو گر کاٹ لے قاتل تو بڑا مجھپہ ہو احسان
اِسکا اب گردنِ عاشق سے سنبھلنا نہین ممکن

مجکو ڈر ہے مرا معشوق نہ ہٹ پر کہین آئے
طفل مکتب کی طرح پھر تو بہلنا نہین ممکن

یار چوگان سے کلائی نہ لچک جائے یہ ڈر ہے
دستِ نازک سے ترے گیند اُچھلنا نہین ممکن

۱۴۱

اے تجمل تمھین کیا فکر ہے کیون رہتے ہو پر غم
بے طلب روضۂ شبیر پہ چلنا نہین ممکن

بلبلین زمزمہ پیرا ہوئین گلزارون مین
مثلِ گل دامن گلچین جو پھنسا خارون مین

ایک سے گردنِ عاشق نہ کٹی او ظالم
سخت جانی سے رہی باڑھ نہ تلوارون مین

کی خطا تیرنے اُسکے کوئی دیکھے تو ستم
لکھ لیا نام مرا اُسنے خطاوارون مین

شکلِ آئینہ مرے خون کی قسمت چمکی
ہوکے جوہر جو رہا یار کی تلوارون مین

مین نے بوسہ جو لیا اُسنے کہا او ظالم
پُڑ گیا نیل مرے پھول سے رخسارون مین

لوگ کہتے ہین کہ مجنون کی طرح سے فرہاد
فکرِ شیرین مین پھرا کرتا تھا کہساروں مین

اِنکا پر تو بھی نہ حورانِ خبان مین ہوگا
واہ کیا خوب چمک ہی ترے رخسارون مین

ہاے یوسف نہ زلیخا نہ خریدار رہین آہ
اُوس بالکل ہی پڑی مصر کے بازارون مین

بیدِ مجنون ہی نہ ہی نجد کا وادی نہ غزال
کوئی باقی نہین مجنون کے عزادارون مین

اے صبا تیری رسائی ہو اگر اُس گل تک
کہیو عاشق ہی گھرا سیکڑون آزارون مین

سینک لیتے کسی ترکیب سے آنکھین ہم بھی
روزن اے یار جو ہوتے تری دیوارون مین

منھ سے کیون ہوے کباب آئے نہ ہر دم میرے
دل بھنے آتشِ ہجران کے جب انگارون مین

۱۴۲

اے تجمل ترے اُس غیرتِ گلشن کے لیے
بلبلین پھول لیے آتی ہین منقار دن مین

۱۲

جو خونِ چشم سے رکھتا ہون داغدار کفن
دکھا رہا ہی عجب لالہ کی بہار کفن

پنہاے ہاتھ سے جسدم وہ گلعذار کفن
چھپے رقیب کے کیونکر نہ مثلِ خار کفن

مجھے سمجھ کے کسی جامہ زیب کا عریان
کفن کھسوٹ نے چاہا کہ لون اُتار کفن

یہ کس کی زلفِ دلآویز سے ہوا ہی مس
مشامِ مشک مہکتا ہی بار بار کفن

اشارہ دستِ جنون کا بس فنا ہی یہی
رہے نہ قبر کے پردے مین برقرار کفن

یہ کسکے زلف کا کشتہ ہوا سقدر لاغر
کہ ایک تار ہوا بہرِ جسم زارِ کفن

برہنہ لاش کو ظالم نے جب کیا مدفون
لپٹ کے سایہ ہوا بہرِ جسمِ زار کفن

تمھارے ہجر سے بعدِ فنا یہ حالت تھی
تپان جو لاش تھی ہلتا تھا بار بار کفن

کنارِ قبر مین یکسان ہین بادشاہ و گدا
کہ زیرِ خاک ہین دونون کے بیوقار کفن

بتاؤ مردۂ عاشق سے کیا عداوت تھی
دیا جو غیر نے وہ بھی لیا اتار کفن

برہنہ نکلیگا اک روز یہ تنِ خاکی
اگر ہون قاقم و سنجاب کے ہزار کفن

۱۴۳

جو پاس مردہ کے خاکِ شفا تجمل ہو
تو تا بہ حشر نہ میلا ہو زنہار کفن

۱۰

کب تلک قائم رہینگی اے ستمگر ہڈیان
خاک مین ملجائینگی اک روز یکسر ہڈیان

مجھکو خود ملتی نہین دیکھون مین کیونکر ہڈیان
ہو گئی ہین جسم کی اسدرجہ لاغر ہڈیان

کلکِ دل جسدم ہوا عازم کہ لکھے خطِ شوق
بنگیا قرطاس سینہ خطِ مسطر ہڈیان

مفت دیتا ہون کیا دے تو بنا کر بیچے
از برائے بازی طفلان کمانگر ہڈیان

آتشِ ہجران سے میرے جسم لاغر کی بھلا
خاک کرتا ہے جلا کر کیون ستمگر ہڈیان

اے ہما شلِ سگِ کوئے صنم تو کس لیے
عاشقون کی شوق سے کھاتا ہے خیکر ہڈیان

اے مسیحا گور پہ آیا ہے تو کس واسطے
یان تو پیوند زمین ہین خاک ہو کر ہڈیان

دیکھکر مجنون کو یون آپس مین کہتے تھے غزال
رہ گئی ہین لاغری سے بید ہوکر ہڈیان

اے مسیحا مرے مردے کی خبر لے آکے جلد
پوست برگ خشک ہین نیزم سے بڑھکر ہڈیان

اے تجمل شمع فانوسی کی صورت رات دن
سوز فرقت سے جلاکرتی ہین اکثر ہڈیان

ہو ترے گیسوے شبرنگ کا سودا دل مین
سانپ کی طرح شب و روز ہی پھرتا دل مین

دل کسی کا جو کسی ماہ لقا سے لگجاے
دین و دنیا کی نہ ہرگز رہے پروا دل مین

حسن اے رشک قمر جسنے ترا دیکھ لیا
ہو گیا عشق اُسی وقت سے پیدا دل مین

ایک کیا وعدے ہوے آپکے جھوٹے لاکھون
کیا کرین آپ کی باتون کا بھروسا دل مین

کسی صورت ترا بیمار جو اچھا نہ ہوا
ہو گئے کیسے پشیمان مسیحا دل مین

یار کے گیسو سے رکھے خدا ہی محفوظ
مین نے کیون سانپ کے جوڑے کو ہی پالا دل مین

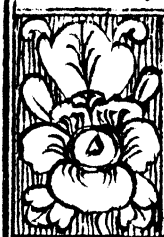
آتش ہجر مین دن رات جلا کرتا ہون
نہین معلوم تصور ہی یہ کسکا دل مین

مجھسے کس واسطے رہتا ہی پریدہ رہم
رنج کس نے مری جانب سے ہڑالا دل مین

نہ کبوتر کی نہ قاصد کی رسائی ممکن
وصل کا اُسکے کرین خاک بھروسا دل مین

میری جانب سے تجھے ہی جو خیالِ فاسد
مجھکو تبلادے یہ کیونکر ہوا پیدا دل مین

جان نثاری کا تو کیا خوب عوض ہمکو ملا
ہمسے نفرت ہوئی غیرون سے مدارا دل مین



اے تجمل ہوسِ دولتِ دنیا چھوڑو
حسرتِ تاج شہی لے گیا دارا دل مین



ملا ہی خون عاشق کا جو اپنے دستِ رنگین مین
ذرا کیے قصاص اسکا نہین کیا آپکے دین مین

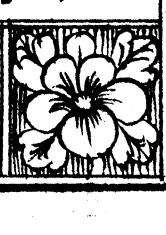
مرا سینہ بنا داغون سے مثلِ تختۂ گلشن
خیال آیا جب اُس گل پیرہن کا طبعِ رنگین مین

نہ کچھ تسبیح سے مطلب نہ کچھ زنار کی پروا
ہو جب سجدہ اُس در پر ہمارے دین و آئین مین

زمانہ تیرہ و تاریک آنکھون مین ہوا اپنی
پھنسا جب سے دلِ مضطر تمھاری زلفِ شکین مین



بدن ہو جائیگا مٹی تجمل بعد مرنے کے



۱۴۶ بسر کرتے ہین ناحق نازنین سب عمر تم مین ۱۲

ماہرو بھولا ہی اپنا ابھی ہشیار نہین
نیک و بد سے وہ زمانے کے خبردار نہین

خوبروئی کے سوا شوخ بھی بیباک بھی ہو
دلربائی نہین جسمین ہو وہ دلدار نہین

عشق کرنے سے شرافت تو نہین جاتی ہی
گالیان دیتے ہو ہم اسکے سزاوار نہین

غم ہجران کی شکایت پہ وہ ہنسکر بولے
کون عاشق ہی جہان مین جو دل افگار نہین

واعظا آتشِ دوزخ سے نہ دھمکا مجھکو
کوئی میخانے مین جانے سے خطاوار نہین

کس طرح گیسوے دلدار کو موذی مین کہون
وصف کالے کے ہین سب اسمین مگر مار نہین

جان سے مال سے ہر طرح سے حاضر ہون مین
ایسا دنیا مین ترا کوئی خریدار نہین

تیغِ ابرو سے ابھی سر یہ قلم ہوتا ہی
آزمالیجیے ہمکو کوئی انکار نہین

کھل گیا حال ترا مجھکو ابا میدہی کیا
ایک بوسے کا بھی منھ میرا سزاوار نہین

خوابِ غفلت نہین ہرگز اسے حیف مین ملا
تم کبھی سمجھو نہ فتنہ کو کہ بیدار نہین

ہر بشر کے لیے یہ فکر ہی مخلوق ہوئی
کون دنیا مین ہی جو اِسکا گرفتار نہین

۴۷
کیون تجھے فکر ہی دن رات تجمل درپیش
ہندسے دور درِ حیدر کرّار نہین
۹

پلا کلال مئی خوشگوار ہولی مین
ہین طفل و پیر و جوان پُرخمار ہولی مین

بنا ہی صحن مکان لالہ زار ہولی مین
عجیب رنگ سے آئی بہار ہولی مین

تمام پیر و جوان بنگئے ہین دیوانے
اُڑاتے پھرتے ہین گرد و غبار ہولی مین

ہوا اپنے کام سے پیرِ مغان ذرا ہشیار
رُکے نہ دور مئی خوشگوار ہولی مین

خلاف گوئی کو مستون کی تم معاف رکھو
سُنو جو کہتے ہین اہی گلعذار ہولی مین

حسین اپنے مکان سے تمھارے ملنے کو
برابر آتے ہین باندھے قطار ہولی مین

سُبو بہ جسم بہ صراحی بہ ساقیا تجھپر
ہر ایک مست کا ہی سر نثار ہولی مین

ہر ایک کوچے مین کب رنگِ سرخ اچھلتا ہی
برس رہا ہی یہ ابرِ بہار ہولی مین



تلاشِ دخترِ زرین کہان کہان نہ پھرے
تجمل آج ہوے ہمکنار ہولی مین



رازِ دل اپنا سُناتے کیون نہین
کیون چھپاتے ہو بتاتے کیون نہین

اے مسیحا پاس آتے کیون نہین
اپنے مُردے کو جلاتے کیون نہین

مضمحل بیٹھے ہین کیون ہر شاخ پر
گل عنادل کو بلاتے کیون نہین

مفت خورون نے ڈہی دی کیلیے
آج میخانے سے جاتے کیون نہین

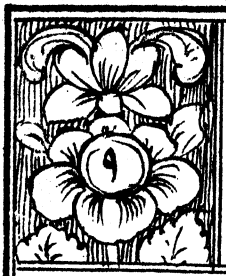
پھینکتے ہین تیر کو وہ سامنے
خضرتِ دل لینے آتے کیون نہین

چھیڑ کر اُنکو خفا کیون کر دیا
حضرتِ دل اب مناتے کیون نہین

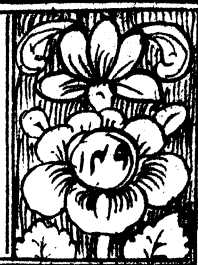
قتل کرنے مین تھی عجلت اِسقدر
لاش عاشق کی اُٹھاتے کیون نہین

پاس رکھتے ہین عنادل تیرِ آہ
زد پہ اب صیاد آتے کیون نہین

پردہ کیون محمل کا چھوڑا آپ نے
چہرہ عاشق کو دکھاتے کیون نہین



اے تجمل آج کیون ہو باغ باغ
جامہ تن مین سماتے کیون نہین



تلاش بلبلون کو اب چمن کی کچھ بھی نہین
خزان کے آتے ہی الفت وطن کی کچھ بھی نہین

ہوا جو مشک مقابل تمھارے گیسو سے
خطا ختن کی ہر اسمین ہرن کی کچھ بھی نہین

نہ ایک بات بھی کی ہمسے گذری وصل کی رات
تری زبان کی خطا ہر دہن کی کچھ بھی نہین

کر اپنی تیغ نگہ سے تو میرے سر کو قلم
گلوے سخت کو پھانسی رسن کی کچھ بھی نہین

غبار دشت بلا ہوگا پردہ پوش ضرور
برہنہ کو ترے حاجت کفن کی کچھ بھی نہین

شب وصال مین کیا تذکرہ ہے دوری کا
گلے کی بات حکایت محن کی کچھ بھی نہین

یہ مہر و ماہ تو گردش مین ہین بحکم خدا
خطائین اسمین تو چرخ کہن کی کچھ بھی نہین

یہ برگ دست تاسف کو مل کے کہتے ہین
خزان کے آنے سے رونق چمن کی کچھ بھی نہین



تجمل اپنی ہی تقدیر کا یہ سب ہے بگاڑ



خطا بس اِسمین مرے گلبدن کی کچھ بھی نہین ۱۵ ۱۲

عاشق کا خون ملا ہی جو اے یار پانوُن مین
گرمی سے چھالے ہون نمودار پانوُن مین

بگڑے حواس برہمن اُس بت کے عشق سے
گردن کے بدلے پہنے ہی زنار پانوُن مین

لیتا ہمارے غیرت شمشاد کے قدم
رکھتا جو سروِ طاقتِ رفتار پانوُن مین

دشتِ جنون مین پانوُن کو رکھ پھوک پھوک کے
کانٹا نہ چبھنے پائے خبردار پانوُن مین

لعلِ سرشک قدمون پہ تیرے کرون نثار
ملنے دے مجھکو دیدۂ خونبار پانوُن مین

روتی ہی دیکھ دیکھ کے خارون کی لاغری
ہر آبلے کی چشم گہربار پانوُن مین

عشق مژہ مین سختی رہ کو جو طے کرو
ہو جائین صورتِ رگِ گل خار پانوُن مین

اک تو مرے جنون مین تھی بس مونس و انیس
زنجیر کیون الجھتی ہی ہر بار پانوُن مین

چلنا تو اک قدم مجھے دشوار ہی جنون
ہین بیڑیان یہ کیسی گرانبار پانوُن مین

جوشِ جنون سے گرم ہی زنجیر اسقدر
گویا کہ ہر کڑی ہی شرر بار پانوُن مین

مرحب یہ بیحواس تھا خیبر کی جنگ مین
نیزہ بند حاتھا پشت پہ تلوار پانون مین

۱۵۱ بولیسگی قبہ تجھپہ تجمل ہو کیون نثار
ہی دشتِ کربلا کا ترے خار پانون مین ۱۴

بھری جو پیر مغان نے شراب شیشے مین
کسی کا خون ہی یا ہی شہاب شیشے مین

پلاؤ بادہ کشو شیخ کو بھی دھوکے سے
کہو شراب کو ہی یہ گلاب شیشے مین

جو ساقیا ہو ترا حکم جام مین اُترے
شراب سرخ ہی یا در رکاب شیشے مین

ہوا جو مصحفِ رخ کے مقابل آئینہ
خدا کے حکم سے اُتری کتاب شیشے مین

جہان مین دخترِ رز ہی غضب کی آوارہ
چھپی ہی کیلیے خانہ خراب شیشے مین

نہین ہی قدر اگر شیشہ مے سے خالی ہو
یہ دختِ رز کی ہی سب آب و تاب شیشے مین

بھرا ہی مستون سے میخانہ دخت رز ابھی
چھپی ہی کیلیے ادبے حجاب شیشے مین

یہ جھوم جھوم کے کہتا ہی مستون سے ساقی
ہی آج دخترِ رز لاجواب شیشے مین

اِن ابرو و مژہ مین سہے قتل کرنے کو
کیا ہی تمنے کسے انتخاب شیشے مین

غرور تھا جو تمھین دیکھتے نہ آئینہ
مقابلے سے ملا کیا جواب شیشے مین

لگی یہ مستون کے منھ ہی ہٹا دے اے ساقی
یہ دختِ رز نہ کہین ہو خراب شیشے مین

کہو یہ شیخ سے پی لے کہ جسمین بخشش ہو
نہین شراب ہی کوثر کا آب شیشے مین

ہی رہنمائی سے توقیر مرغ بیجان کی
ملا ہی قبلہ نما کا خطاب شیشے مین

۱۵۲

پلائینگے لبِ کوثر علی بجمل کو
عوض شراب کے کوثر کا آب شیشے مین

۹

قاصد خفا وہ کیون ہوے تقصیر کچھ نہین
باتین زبانی کہتا ہی تحریر کچھ نہین

قاصد تجھے قسم ہی اُسے جا کے پھیر دے
وہ خود اگر نہین ہی تو تصویر کچھ نہین

اُس مہ لقا کا وصل ہو کس طرح سے نصیب
تدبیر کچھ نہین مری تقدیر کچھ نہین

بوسے کے وعدے کا مین اُسے کیا ثبوت دون
اقرار تھا زبانی ہی تحریر کچھ نہین

ہو گا نہین سوال پہ عاشق کے کتنے بار — بس اب زبان کو روکیے تقریر کچھ نہین
مانو نہ میری بات سنو یا نہ کچھ سنو — عاشق تمہارا دل سے ہون تزویر کچھ نہین
بیقدر سب کے آگے ہین ٹکڑے ہین ابر کے — گر ماہ و آفتاب مین تنویر کچھ نہین
کیا مرتبہ غبار رہ کربلا کا ہی — رتبے مین اُسکے سامنے اکسیر کچھ نہین

۱۵۳ — اب تک مراد دل نہ تجمل تجھے ملی — ۱۲ — کیا ہو گیا دعاؤن مین تاثیر کچھ نہین

دو دا تجھکو اہی رشکِ قمر ہم دیکھ لیتے ہین — ٹھہر جاتا ہی دل جب اک نظر ہم دیکھ لیتے ہین
قیامت کا تڑپتا ہی دلِ بیتاب سینے مین — ترے پہلو مین غیرون کو اگر ہم دیکھ لیتے ہین
ہوا کی طرح کس جا پر نہین ہوتا گذر اپنا — تلاش یار مین ہر رہ گذر ہم دیکھ لیتے ہین
اشارہ جھک کے غرنے سے جو تم کرتے ہو غیرون کو — تمہاری صاف بل کھائی کمر ہم دیکھ لیتے ہین
تجمل پر تجسس ہی پتا تیرا نہین ملتا — در و دیر و حرم شام و سحر ہم دیکھ لیتے ہین

ارسی بادِ صبا تو گلبدن سے میرے کہدینا
ترے عاشق کو پھرتے دربدر ہم دیکھ لیتے ہین

ہی حال صفحۂ دنیاے دون پیشِ نظر اپنے
ہوا کرتا ہی جو زیر و زبر ہم دیکھ لیتے ہین

تجسس ہین ترے سیب ذقن کے اے گلِ خوبی
درختون مین گلستان کے ثمر ہم دیکھ لیتے ہین

نہین گھونگھٹ کا چشمِ شوق سے کچھ زور چلتا ہی
ترے چہرے کو سُن اے بے خبر ہم دیکھ لیتے ہین

کہینگے منہ پہ رضوان کے بفضلِ حیدرِ صفدر
ابھی جنت کو بیخوف و خطر ہم دیکھ لیتے ہین

یہ ارشادِ خدا ہی نامۂ اعمال معولاً
مہمانِ علی کے اک نظر ہم دیکھ لیتے ہین

۱۵۴

تجمل جب پھرا قاصد جوابِ نامہ یہ لایا
تمہارے خط کبھی با چشمِ تر ہم دیکھ لیتے ہین

نہو کسطرح سے بنت العنب رنجور شیشے مین
لگاتا منہ نہین اپنا وہ رشکِ حور شیشے مین

ترشروئی نے مجھ میکش کی یہ تاثیر دکھلائی
ہوئی سرکہ شرابِ ناب بے دستور شیشے مین

نہین دیکھا ہی جن لوگون نے وہ سنکر ہین دیوانے
خدا جانے پری ہی یا ہی کوئی حور شیشے مین

وہ میرے دل مین رہتے ہین مگر کوئی نہین واقف
اُترتا ہی پری کا کسقدر مشہور شیشے مین

مرقع مین حسینانِ جہان جتنے ہین اے گلرو
تری تصویر سے کرتے ہین دل مسرور شیشے مین

سنو اے زاہد و آوازِ قلقل میرے مینا کی
یہ کرتی ہی خدا کے نام کا ندکور شیشے مین

۱۵۵

تجمل سے تری تصویر بھی اے بُت کشیدہ ہی
ہی رعنائی یہ اپنے کسقدر مغرور شیشے مین

لپٹی نہین ہی زلفِ گرہ گیر کمر مین
باندھی مہ انور نے ہی زنجیر کمر مین

کیون دیکھ کے جھک جاتا ہی تو مجھکو لب بام
آئے نہ لچک ادبِ بے پیر کمر مین

دیوانہ وہ تھا کھینچ چکا جب مری تصویر
مانی نے معاً ڈال دی زنجیر کمر مین

لے ہاتھ مین اے ترک پئے قتلِ زمانہ
تلوار کی ہوتی نہین توقیر کمر مین

پہونچا دے خدا جلد اُسے میرے صنم تک
قاصد جو لیے جاتا ہی تحریر کمر مین

اب گردن و سر کی ہی کوئی دم مین جدائی
باندھی ہی ستم پیشہ نے شمشیر کمر مین

کھلتا نہین کچھ آج چڑھائی ہی یہ کس پر
باندھی ہی سنگرنے جو شمشیر کمر مین

کیون قصد زیارت کا تجمل نہین کرتا
اٹھ بخشینگے طاقت تجھے شبیر کمر مین

۱۵۹

جراح زخم سینہ دکھاؤن کہان کہان
ناسور پڑ گئے ہین بتاؤن کہان کہان

رستے مین گھر مین بزم مین خلوت مین یار کو
یہ داستان ہجر سناؤن کہان کہان

صحرا مین تو نکل کے مین بستی سے آ رہا
اب اے جنون بتا مجھے جاؤن کہان کہان

دست دراز کا دم وحشت یہ قول ہی
ٹکڑے مین پیرہن کے اڑاؤن کہان کہان

پوچھون صلاح شیخ و برہمن سے دل مین ہی
ہر جائی ہی وہ ڈھونڈھنے جاؤن کہان کہان

کہتا ہی وہ مسیح ہی عالم مرا ہوا
مین ایک جا کے مرے جلاؤن کہان کہان

ڈر ہی کہ سیل اشک سے طوفان آ نہ جاے
اے چشم زار تجھکو رلاؤن کہان کہان

دیر و حرم مین ڈھونڈھ چکا تو نہین ملا
اب جستجو مین تیری مین جاؤن کہان کہان

عنقا ہی رزق بیٹھوں تجمل جو تم کہو
بہر تلاش ٹھوکریں کھاؤں کہاں کہاں

مصاریع بر مصرع مشہورہ

۵۶ ۱۹

غیر محرم سے ہمیں منظور رسوائی نہیں — اسلیے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

کاغذی تصویر میں ہرگز وہ رعنائی نہیں — اسلیے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

ہو جدا عکس اتنی بھی ہمکو شکیبائی نہیں — اسلیے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

حسن کی غیروں نے ابتک تو خبر پائی نہیں — اسلیے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

لوح قدرت ہاتھ اپنے آجتک آئی نہیں — اسلیے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

جب مرقع میں مسیحا کے مسیحائی نہیں — اسلیے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

عیب میں منھ پر یہ کہدیتے کہ گویائی نہیں — اسلیے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

تابع فرمان ہیں ہم میں عیب خودرائی نہیں — اسلیے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

اُسنے تو صحنِ مکان تک کی ہوا کھائی نہین — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین
جیتے جی مردہ بنائین ایسے سودائی نہین — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین
قدرت اپنے ہاتھ مین بہزاد نے پائی نہین — اِسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین
صورتِ بیجان مین جب کچھ کارفرمائی نہین — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین
از پے دیدار آنکھون مین سراپا ہو کھنچا — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین
دیکھکر اپنا مقابل ہو نہ جائے بدمزاج — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین
دیکھنے سے حسنِ نادیدہ کی شہرت ہے سوا — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین
حسنِ یوسف کو زلیخا بھول جاتی دیکھکر — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین
سیکڑون دیندار اُسکو پوجتے ہوتا گناہ — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین
مصحفِ رخسار کو اے شیخ چھوتے برہمن — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

سیکڑون کی جان جاتی اہ تجمل دیکھکر

۱۵۸ اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین ۳

بوقتِ قتل کھلا وہ مرا عدو تو نہین
کہ پوچھتا ہی بتا کوئی آرزو تو نہین

فغان سے عرشِ معلا ہلا دیا کس نے
یہ نعرہ کسکا ہی اے دل بتا دے تو تو نہین

چمن مین کرتے ہو سنبل کی کس لیے تعریف
تمھارے گیسوے مشکین کی اسمین بو تو نہین

وہ مل کے خون کسی بیگنہ کا کہتا ہی
حنا کا رنگ ہی ہاتھون مین یہ لہو تو نہین

گردن مین کھنچنے کا اے ترک کیلیے افسوس
نیام تیغ کا میرے رگِ گلو تو نہین

قدم مین دیر مین کھتا ہون چھوڑ کر اسلام
بتا دے مجھکو صنم حاجتِ وضو تو نہین

وہ میرے دل مین ہین گو ظاہری نہین وصال
ہزار شکر کہ اب فکرِ جستجو تو نہین

دوئی سے ہی یہ تنفر نقاب اُلٹتے وقت
وہ مجھسے کہتے ہین آئینہ روبرو تو نہین

گلے پہ تیغ کو تو رکھ کے دیکھتا کیا ہی
بتا دے صاف رگِ جان کی جستجو تو نہین

ہزار شکر کہ داؤد سننے آتے ہین
ہم ایسے نالہ وشیون مین خوش گلو تو نہین

عبث ہی آپ کو انکار بوسہ دینے مین
دہن مین میرے دلِ سوختہ کی بو تو نہین

عبث ہی سنبل پیچان کو ہمسری کا خیال
صنم کے گیسوے مشکین کی اِسمین بو تو نہین

۱۵۹

شراب پینے کی تہمت لگا نہ اے واعظ
تو آکے سونگھ تجمل کے مُنہ مین بو تو نہین

۸

پڑا ہوا دلِ مضطر ہی بیقراری مین
گذر رہے ہین شب و روز آہ وزاری مین

ملا کے آنکھ یہ کہتے ہین مہر سے ذرّے
مزہ ہی کوچۂ جانان کی خاکساری مین

بتایئے دلِ مضطر کو چین کیونکر ہو
نہین ہی کوئی بھی مصروف غمگساری مین

اُٹھی ہوئی ہی زمانے سے آبرو ایسی
ذرا سی بوند بھی باقی نہین کٹاری مین

گلون نے رنگ اُڑایا ہی اُسکے چہرے کا
نہین ہی فرق ذرا اِسکی ہوشیاری مین

جو خشکِ داغِ جگر تھے ہوے تر و تازہ
جنون کا زور ہی اب موسمِ بہاری مین

گلے کے ساتھ ہوا قطع دستِ غرّائیل
غضب کی باڑھ ہی جلاد کی کٹاری مین

۹ الٰہی کردے تجمل پہ اِک نگاہِ کرم ۱۶۰
کٹی ہی عمر سب اُسکی گناہگاری مین

دکھائے جلوہ اگر آفتاب پردے مین
چھپاکے شیخ بھی پی لین شراب پردے مین

تمھاری آتشِ ہجران سے یہ دلِ رنجور
بُھنا ہوا ہی مثالِ کباب پردے مین

چھپی تھی پردۂ محمل مین قیس سے لیلیٰ
چھپا ہی مجھسے بھی وہ بیحجاب پردے مین

تمھاری تیرِ نگہ سے یہ مرغِ دل میرا
شکار بن گیا خانہ خراب پردے مین

جو چاہو چھپکے یہان کرلو میری بدگوئی
بروزِ حشر نہوگا حساب پردے مین

صدائے نالۂ دشمن ہماری دل کی طرح
چھپائے رکھتے ہین چنگ و رباب پردے مین

جھلک دکھاتی ہی شیشے مین کیا مئی گلرنگ
پری چھپی ہی کہ ہی آفتاب پردے مین

اب آپ چہرے سے الٹین نقاب پھیلے نور
ہی وقتِ شام گیا آفتاب پردے مین

بس اب تو یار نہین صبر ہی تجمل کو

گلے لگا اِسے اے بے نقاب پردے مین

(۱۲) (۱۶)

شمیم گیسوے مشکین جو آئی مقتل مین
صبا ہی کوچۂ دلبر سے لائی مقتل مین

کمان جو ہاتھ مین تو نے اُٹھائی مقتل مین
قضا نے آتے ہی گردن جھکائی مقتل مین

جو تیغ ہاتھ سے تو نے لگائی مقتل مین
عجیب روح نے لذت اُٹھائی مقتل مین

گلے پہ تیغ جو اُسنے پھرائی مقتل مین
تو ہو گئی تن وجان سے جدائی مقتل مین

جب اُسنے پانوں سے ٹھوکر لگائی مقتل مین
مرادِ عاشقِ کشتہ بر آئی مقتل مین

ہزار شکر کہ گلشن کے عندلیبون نے
لحد پہ چادرِ گل ہی چڑھائی مقتل مین

کیا ہی ظلم نے قاتل کے اِسقدر اندھیر
کسی کو کچھ نہین دیتا دکھائی مقتل مین

چمک کے کان کی بجلی نے دیکھ او قاتل
ہی آگ کیسی غضب کی لگائی مقتل مین

یہ شوقِ قتل تھا جب آئے تیغ کھینچ کے وہ
تو جمع ہو گئی ساری خدائی مقتل مین

خبر ہی تجھکو یہ ہی خونِ عاشقان کا مقام
نسیم صبح تو رکھنا صفائی مقتل مین

ہمارے نالۂ دل نے بپا کیا محشر — تمھاری یاد جو مرنے پہ آئی مقتل مین

۱۶۲ — وہی حسین تجمل مدد کو پہونچینگے — ۱۲
کہ جنکی لاش تھی خون سے نہائی مقتل مین

حیران ہین سب کہ بول رہا ہی بدن مین کون — کھلتا نہین کسی پہ کہ اس پیرہن مین کون

بیدار مغز جانتے ہین رتبۂ علی — سویا تھا چھپکے چادر شاہِ زمن مین کون

مجنون کا شہرہ عشق سے لیلی کے ہو گیا — واقف تھا ورنہ شہر مین کون اور بن مین کون

سائے تلک کا دشتِ جنون مین نہین پتا — دیتا ہی ساتھ سختیِ رنج و محن مین کون

طفل و جوان و پیر ہین سب ایک حال مین — غمگین نہین زمانۂ چرخِ کہن مین کون

محشر مین چھانٹے جائینگے اسطرح مومنین — لپٹا ہی کربلا کے بتا دے کفن مین کون

عیسیٰ بھی اپنے مردے پہ ہین اور یار بھی — دیکھین کہ جان ڈالتا ہی اب بدن مین کون

غنچون کا گل کا پتون کا کچھ رنگ ہی اور ہی — حیرت مین عندلیب ہی آیا چمن مین کون

ارشاد کیجیے دلِ عاشق کی طرح سے
ڈوبا ہوا ہی آپ کے چاہِ ذقن مین کون

افشان ہین کسکے عارضِ پرنور کی یہ نجم
رونق فزا ہی پردۂ چرخِ کہن مین کون

تم باغ مین جو جاتے تو ہم گل سے پوچھتے
پھولا نہین سماتا ہی اب پیرہن مین کون

غربت سے خاک جائین تجمل ہی یہ خیال
پرسان ہمارے حال کا ہوگا وطن مین کون

۱۶۳

ہم اپنے نقدِ جان و دل کو دیکر مول لیتے ہین
خوشی سے عشق گیسوے معنبر مول لیتے ہین

نہ سمجھے کوئی ہمکو بوریے پر بیٹھنے والا
گدا ہین ہم مگر تختِ سکندر مول لیتے ہین

ترے افشان کے ذرون کو فرشتے روز اول سے
بنانے کے لیے گردون پہ اختر مول لیتے ہین

ذرا او نونہالِ حسن بوسہ ترے رخ کا
جو تو راضی ہو نقدِ دل کو دیکر مول لیتے ہین

ارے ساقی ہمین تو ہی مئے گلرنگ کی خواہش
نہ خواہان ہین صراحی کے نہ ساغر مول لیتے ہین

ہمارے قتل کو کافی ہی جنبش تیغِ ابرو کی
بھلا کس واسطے یہ آپ خنجر مول لیتے ہین

یہی ہو رنگ تو دو دن مین ہو جائیگا ہر جائی
تری تصویر اب تو لوگ گھر گھر مول لیتے ہین

گرفتاروں کے ساماں سے ہو آزادون کو کیا پروا
بھلا کب طوقِ قمری کو صنوبر مول لیتے ہین

زیادہ مرتبے مین جانکرا کسیر سے اُسکو
غبارِ کوے جانان کیمیا گر مول لیتے ہین

(۱۶۴)

خدا بو لیگا محشر مین ہوا آزاد یہ بندہ
تجمل کو غلامی مین جو حیدر مول لیتے ہین

خضر ہو جو اثر آبِ بقا مین
وہی تاثیر ہو خاکِ شفا مین

جواب اپنا نہ اُنکا ہو کہین مثل
وفا مین ہم ہین یکتا وہ جفا مین

کیا تقدیر نے بابِ اثر بند
اُٹھائے ہاتھ جب ہمنے دعا مین

کھلی ہو چشم نرگس مثلِ یعقوب
ہو کسکے پیرہن کی بو ہوا مین

ہم آہِ دل کو یا دردِ جگر لو
بتاؤ خود تمھین کس کس کو تھا مین

مریگا آپ کا عاشق تو لاشہ
لپٹوا دیجیے گا اک ردا مین

جو اصلی رنگ ہو ہاتھون کا اُسکے
نہین وہ رنگ پاتا مین حنا مین

چھپی آوازِ صورِ روزِ محشر
ہمارے نالۂ دل کی صدا مین

امیانِ زلف وہ چہرہ جو چمکا
نظر آیا قمر کالی گھٹا مین

تجمل زائرِ شاہِ نجف ہو
یہی ہو عرض درگاہِ خدا مین

۱۶۵

سوے قلب درد جگر ڈھونڈھتے ہین
کدھر ہو وہ اور ہم کدھر ڈھونڈھتے ہین

چھپے ہین جو شرما کے مہر سے میرے
فلک اپنے شمس و قمر ڈھونڈھتے ہین

بنائینگے موباف اُس زلف کا ہم
تجھے اِس سے تارِ نظر ڈھونڈھتے ہین

جدائی مین تیرے رخ و زلف کو ہم
بپے دید شام و سحر ڈھونڈھتے ہین

مرے لختِ دل لیجیے اور آنسو
عبث آپ لعل و گہر ڈھونڈھتے ہین

ہوے شوقِ غربت مین بیخود ہم ایسے
کہ بیٹھے ہوے گھر مین گھر ڈھونڈھتے ہین

یہ ہے عرصۂ حشریان بھی چھپا ہے
تجھے کب سے اے فتنہ گر ڈھونڈتے ہین

۱۶۶

تجمل سے محشر مین رضوان کہیگا
تجھے توشہ بحر و بر ڈھونڈتے ہین

یہ کیون آپ تیغ و سپر باندھتے ہین
یہ کس بیگنہ پر کمر باندھتے ہین

یہ ہے ناتوانی کہ بندھتی نہین ہے
نمازون کی نیت اگر باندھتے ہین

کہون یار کے قد کو مین سرو کیونکر
بُرا عیب ہے جو شجر باندھتے ہین

بچائے خدا آپ کو چشم بد سے
ہم اس سے عدو کی نظر باندھتے ہین

رخ و زلف کی ہین ہزارون مثالین
مگر ہے تو شام و سحر باندھتے ہین

صفت کیا کرین اُنکے دندان و لب کی
فقط ہے تو لعل و گہر باندھتے ہین

چمن مین کوئی جاکے غنچون سے پوچھے
گرہ مین وہ کیون کسکے زر باندھتے ہین

عجب کیا جو بلبل کو کہتے ہین نالان
کہ عاشق کو سب نوحہ گر باندھتے ہین

چلا ہون فقط واسطے امتحان کے
سنا ہی کہ وہ دردِ سر باندھتے ہین

کوئی مشتری کوئی کہتا ہی زہرہ
ہم اُس ماہرو کو قمر باندھتے ہین

۱۶۷

ہر دم نظر کربلا کی زیارت
تجمل تو رختِ سفر باندھتے ہین

۸

باغ مین ہی شور یہ کس وقد کی باد مین
گفتگو کچھ بڑھ گئی ہی قمری و شمشاد مین

کیا تعجب بار گردن سے سبکدوشی ملے
تیغ بران دیکھتا ہون قبضۂ جلاد مین

سو طرح کی اہی فلک ما تھے گئی آفت مگر
ویسی ہی شیرین کی الفت ہی دلِ فرہاد مین

مانی و بہزاد نے تصویر کھینچی بارکی
فرق باقی رہ گیا شاگرد اور اُستاد مین

خود خدا فرما چکا ہی اہی رسول دوسرا
داخل ہی تمکو بلاشک خلق کی ایجاد مین

آمدِ صیاد کی ہی کیا گلستان مین خبر
بلبلین مصروف جو ہین نالہ و فریاد مین

ہین جو دیوانے وہ پابندِ سلاسل ہونگے کیا
شیریان جو بن رہی ہین خانۂ حداد مین

۱۶۸

فکرین لاکھون پیش رہتی ہین تجمل کو مدام
چین مل سکتا نہین ہر اس خراب آباد مین

جو بہر سیر مین آیا چمن مین
گلِ مقصود کو پایا چمن مین

صبا کو کیون نہ مین غماز سمجھون
گل و بلبل کو لڑوایا چمن مین

نگہ اسکی عجب جادو اثر ہی
گلِ نرگس بھی شرمایا چمن مین

بتا اے باغبان گلشن کا احوال
خزان آئی تو کیا پایا چمن مین

ہزارون گل ہوے صدقے صنم پر
درختِ گل جو بلوایا چمن مین

رقیبون کی جو آمد پاسبان ہی
بتا دے کسنے بلوایا چمن مین

نہ مانی بات کوئی بیوفا نے
بڑی منت سے سمجھایا چمن مین

۱۶۹

تجمل کا دلِ وحشی نہ بہلا
اُسے ہر چند بہلایا چمن مین

ہین ہون مبتلا سخت دردِ کمر مین
غضب کی صعوبت اُٹھائی سفر مین

ترے رخپہ دیکھے جو ابرو تو سمجھا
کہ لپٹے ہین دو عقرب آکر قمر مین

خدا نے تجھے حُسن جیسا دیا ہی
وہ جلوہ کہان روے شمس و قمر مین

اُبھارا پنے سینے کا دکھلاؤ ہمکو
کہ دو پھل نظر آئین قد کے شجر مین

برہمن نے بھی دیر مین سنکھ پھونکا
اذان دی جو زاہد نے کعبے کے گھر مین

بہت ٹوٹکے اور جادو کیے، مین
کسی کو بھی کامل نہ پایا اثر مین

عجب عشق نے کی ہی دہری غنایت
جگر مین ہی داغ اور سودا ہی سر مین

کبھی اُسکے رخ سے نہین زلف ہٹتی
جدائی نہین ہوتی شام و سحر مین

خزان نے یہ تازہ ستم آکے ڈھایا
کہ اک برگ باقی نہ رکھا شجر مین

تجمل کو کیا ڈر ہی روزِ جزا کا
وہ ہوگا پناہِ شہِ بحر و بر مین



اِدھر ہمتو دل دے کے بیدل ہوے ہین
اُدھر دلبری مین وہ کامل ہوے ہین

نہین چین اک دم تڑپتے ہین جب سے
تری تیغ ابرو کے بسمل ہوے ہین

جو تھی الفتِ بوترابی ازل سے
اِسی وجہ سے قیدی گل ہوے ہین

لگاکر لہو اے بتِ ظلم پیشہ
شہیدون مین اب ہم بھی شامل ہوے ہین

بچیگا نہ چوری سے سینے مین یہ دل
کہ اِس فن مین اب آپ کامل ہوے ہین

جواب ایک خط کا بھی کوئی نہ لایا
ہزارون مرے خط کے حامل ہوے ہین

نہ تم سا حسین کوئی عالم مین پایا
ہزارون پریرو مقابل ہوے ہین

حکومت جو تسخیر کی دیکھتا ہون
سمجھتا ہون اب آپ عامل ہوے ہین

رخ و ابرو و زلف و مژگان کو دیکھو
یہ چارون مرے دل کے قاتل ہوے ہین

سبکدوش ہونے کو گردن جھکی ہے
ابھی ہمتو سفاک گھائل ہوے ہین

تجمل ہے دنیا عدو عاشقون کی

فرشتے بھی اِس غم مین شامل ہوے ہین (۱۶۱) (۱۳)

مچا غل ہی یہ کیون زاغ و زغن مین
یہ کیا صیاد آیا ہی چمن مین

خطا کی دی جو اُس گیسو سے نسبت
نہین خوشبو ہی یہ مشکِ ختن مین

قرار آئیگا مر کر بھی نہ مجھکو
تڑپتا جائیگا لاشہ کفن مین

عزیزون نے شہادت نامے کی جا
تمھارے خط کو رکھا ہی کفن مین

چھوے گیسو تو اُسنے دی یہ تعزیر
مرے ہاتھون کو بندھوایا رسن مین

سمجھتا کچھ نہین کہہ ڈالتا ہی
جو کچھ آتا ہی گلرو کے دہن مین

مضامین ہون نئے بندش بھی ہو خوب
یہ باتین ہون تو ہی خوبی سخن مین

تمھارے چہرے پر جب زلف آئی
ہوا غل چاند آیا ہی گہن مین

مرا محبوب جب سے ہم بغل ہی
سماتا اب نہین ہون پیرہن مین

اثر دیکھو ذرا سوزِ درون کا
ہزارون آبلے ہین اپنے تن مین

کہا اُسنے جو دیکھا نخلِ تابوت
نئی یہ شاخ نکلی ہی کفن مین
عدم ہی وہ عدم ہی وہ عدم ہی
عبث ہی گفتگو باب دہن مین

۱۷۲
تجمل کو نہین ہی خوفِ دوزخ
ملیگا خلد حبِ پنجتن مین

ایسی آراستگی ہی ترے ایوانون مین
کوئی سامان نہین باقی ہی سامانون مین
چپکے چپکے سے جنون دل سے یہ کرتا ہی صلاح
چھوڑ بستی کو پھرین خوب بیابانون مین
سبزۂ خط ہی نمو آئے ہین ایامِ شباب
طفل کی طرح نہ تم کھیلو دبستانون مین
نامہ بر خط کو مرے اُسکے حوالے کرنا
گر ملے کوئی تجھے یار کے دربانون مین
دیکھکر دشت مین مجھکو یہ کہا مجنون نے
آؤ استاد ہو شامل مرے مہمانون مین
جس جگہ تخت نشین ہوتے تھے دارا جمشید
آشیان زاغ وزغن کے ہین اُن ایوانون مین
برق کی طرح جلاتی ہین مرا خرمن دل
بجلیان ایسی چمکتی ہین ترے کانون مین

۱۷۳

رات بھر ڈھونڈھا کیے پر نہ ملا وہ میکش
ہو گئی صبح تجمل تمھین میخانون مین

۶

جو کھینچی یار کی بہزاد نے تصویر شیشے مین
بقصدِ ہمسری چاہا کرے تقریر شیشے مین

نہ ساقی ہی نہ پیمانہ نہ میخوارون کا جھمٹ ہی
اکیلی دخترِ رز بیٹھی ہی چپ دلگیر شیشے مین

ارے ساقی یہ مینائے بلورین کیون ہی لنڈھکا تا
نہ ٹوٹے دیکھ میخوارون کی ہی تقدیر شیشے مین

بطرزِ مہ کانہ کوئی حال پوچھے ہجر ساقی سے
ہی مثلِ طائرِ قبلہ نما نچیر شیشے مین

نہو نبت العنب مغرور اپنی خوبروئی پر
نہین باہر ہی جیسے حسن کی تنویر شیشے مین

۱۷۴

تجمل دُرد زیرِ مے تمھین جسدم نظر آئے
اُسے سمجھو نہ بے حسرت وہ ہی اکسیر شیشے مین

۱۲

آج قاتل کے نظر آتا ہی خنجر ہاتھ مین
طائرِ جان گردنا نی دیدے چل کر ہاتھ مین

دیکھنا پرزے کرینگے تابعِ فرمان ترے
ای جنون آیا اگر دامانِ محشر ہاتھ مین

آمد آمد محتسب کی سُنکے بھاگا بے حواس
خم تھا ساقی کی بغل مین اور پیمانہ ہاتھ مین

دیکھنا روزِ جزا اعمال نامہ کے عوض
پیشِ حق ظلمِ بتان کا ہوگا دفتر ہاتھ مین

قتل عالم کے لیے کافی تھا اک تیر نگاہ
کیلیے ہی آج یہ تیغِ دو پیکر ہاتھ مین

کچھ گلہ تم سے نہین ہی اپنی قسمت کا قصور
تم بھی آتے گھر پہ ہم رکھتے اگر زر ہاتھ مین

دیکھیے اب طول کھینچا ہی جنون نے کسقدر
دوڑتے پیچھے ہین لڑکے لیکے پتھر ہاتھ مین

حفظ شبگون نے نکلکر نور سارا کھو دیا
دیکھیے تو مُنھ ذرا آئینہ لیکر ہاتھ مین

حسن یکتا کی تمھارے اسقدر شہرت ہوئی
دیکھتا ہون اب تو مین تصویر گھر گھر ہاتھ مین

نعشِ عاشق پر نہ ہوگا بارِ احسان دیکھنا
خود قضا لیجائیگی یہ جسم لاغر ہاتھ مین

کون آیا ہی الٰہی جو نچھاور کے لیے
مردمِ چشم اشک کے رکھتے ہین گوہر ہاتھ مین

بہر تسکینِ تجمل ایک بوسہ دیجیے
نقدِ دل حاضر ہی لیجیے بندہ پرور ہاتھ مین

۲۲ ۱۷۵

اگر ہم نالۂ دل کو زبان تک اپنے لاتے ہین
ابھی تو کنگرے عرشِ معلی کے گراتے ہین

یون ہین وعدے کیا کرتے ہین آتے ہین نہین جاتے
نہ میرے گھر وہ آتے ہین نہ اپنے گھر بلاتے ہین

مسی گلگون لبون پر آپ جو ہر دم لگاتے ہین
قیامت کرتے ہین یا قوت کو نیلم بناتے ہین

شگفتہ یہ زیادہ ہو کہ باغِ خلد تبلا دے
ہم اپنا سینۂ پر داغ رضوان کو دکھاتے ہین

غضب کی بیقراری ہو کہ اسپر بھی نہین تھمتا
دلِ بیتاب کو ہم دونون ہاتھون سے دباتے ہین

اگر یہ کوہ پر پرتے تو ٹکڑے اُسکے ہوجاتے
تمھارے ہجر مین ہم اسقدر صدمے اُٹھاتے ہین

قیامت ہو وہ اِک اِک بات کہدیتے ہین غیرون سے
جو تنہائی مین اپنا رازِ دل اُنکو سناتے ہین

کیا بیجرم ہمکو قتل عالم ہوگیا واقف
بس اب کیون آپ بے آستینون کے چھپاتے ہین

دماغِ عاشقان کو کیون نہ بو اُسکی پسند آئے
کہ آہو مشک نافے زلفِ جانان مین بساتے ہین

گلون کو توڑنے آیا ہو گلچین باغ مین شاید
عنادل آج گلشن مین جو اتنا غل مچاتے ہین

دہانِ زخم کے کھلنے کا باعث سب پہ ظاہر ہی
ہم اپنا رازِ دل شمشیرِ قاتل کو سناتے ہین

ٹھہر جا اب گھبرا اے دلِ بیتاب سینے مین — وہ بگڑے ہین تو ہم چلکر مناتے ہین منانے ہین

صدا ہر وقت اپنی ہے یہ محبوبون کے کوچے مین — جسے لینا ہو آئے ہم یہ نقدِ دل لٹاتے ہین

گلِ نرگس بھی کرتا ہے نظارہ چشمِ حسرت سے — وہ جب آئینہ لیکر آنکھ مین سرمہ لگاتے ہین

لکھا ہے خطِ شوق اُسکو مگر یہ ہمکو حیرت ہے — کسے بھیجین نہین ہمدم کسی کو اپنا پاتے ہین

کریگا کوئی کیون اُنسے جاکر میری بدگوئی — خدا سمجھے رقیبون سے یہی جاکر لگاتے ہین

کفِ افسوس کیا کیا غیر ملتے ہین خبر سنکر — جو ہم اُس گلبدن کے پانؤن مین مہندی لگاتے ہین

سوالِ وصل پر اب ہے غرض اُنکو اشارہ بھی — نہ منہ سے بولتے ہین اور نہ گردن کو ہلاتے ہین

تو تمنے ستایا خوب ہمکو جتنا جی چاہا — خدا کے سامنے اب لیکے ہم فریاد جاتے ہین

بہ رنگِ نقشِ پا ہے ضعف سے مشکل مرا اُٹھنا — وہ کیون مجھکو بٹھاکر بزم سے اپنے اُٹھاتے ہین

کہانتک گالیان اُسکو سنے کی کوئی حد بھی ہے — بس اب خاموش رہیے ورنہ کچھ ہم بھی سناتے ہین

بہ پیروئ خود ہوا ہے ہم بغل فرطِ مسرت سے

تجمل اب نہین پیراہنِ تن مین سماتے ہین ۱۰۶ ۴۲

اُس تیغ سے چھپے کوئی کیا قتلگاہ مین
رکھتے ہین سب کو دیدۂ جوہر نگاہ مین

کیونکر نہ خاکِ دل ہو خطِ خ کی چاہ مین
تاثیر کشتہ کرنے کی ہر اِس گیاہ مین

کیونکر مسافرانِ عدم کا پتا ملے
نقشِ قدم تلک نہین ملتا ہر راہ مین

دیکھا پھرا کے آنکھ جسے اُسکا دل پسا
گردش ہر آسیا کی تمھاری نگاہ مین

کم بین ہین کتنے اہلِ نظر اِس زمانے کے
جو بحر ہو وہ قطرہ ہر اُنکی نگاہ مین

مجمع غم و الم کا پریشان نہ کیون رہے
سردار کا نشان نہین اِس سپاہ مین

چلکر ٹلاؤ دولتِ حسن و جمال کو
بیٹھے ہین بادشاہ گدا بن کے راہ مین

آنکھون پہ کسکی زلف نے ہر سحر کر دیا
مارِ سیہ جو پھرتے ہین میری نگاہ مین

زینہ ہر بامِ یار کا گردون سے یہ بلند
تھک کر نگاہ رہ گئی اثنائے راہ مین

مرقد مین کیون جگاتے ہین شانہ ہلا کے دوست
ہم سو رہے ہین چین سے اِس خوابگاہ مین

پڑتا اگر نہ عکسِ رخِ یار رات دن
ہوتی نہ روشنی کبھی خورشید و ماہ مین

سینے گلون کے باغ مین ہو جائینگے ہدف
بلبل کا پر لگاؤ نہ تیرِ نگاہ مین

آہستگی سے پانون کو رکھ رکھ کے چل نسیم
اُس گل کی آنکھ لگ گئی ہر خوابگاہ مین

جب اُٹھ سکا نہ کوہ سے بارِ گرانِ ہجر
کیا کیا سبک ہوا ہی ہماری نگاہ مین

طفلِ شرشک پھیلین نہ آنکھون مین کسطرح
ہر دم ہی تپلیون کا تماشا نگاہ مین

وعدے پہ وصل کے کبھی ہان ہی کبھی نہین
کہدیجیے صاف رکھیے نہ اب اشتباہ مین

قاتل نے کس صفائی سے کشتہ کیا مجھے
دھبا لگا نہ خون کا تیغ نگاہ مین

شب کو جو بہر سیر وہ خورشید رو چلے
گردون دکھائے مشعلِ مہتاب راہ مین

جمتے چمن مین آتشِ گل کے نہ پھر قدم
ہوتا اثر جو برف کا بلبل کی آہ مین

پاتا نہین ہر آمد و شد کی جگہ نفس
یہ بھیڑ رنج و غم نے لگائی ہر راہ مین

روز و شب جہان کے مین دھوکے مین آؤن کیا
یہ دھوپ چھاؤن بیچ ہی میری نگاہ مین

اُس گل کے ہجر مین نہ جگر سے نکل سکے
اُلجھے جو خارِ غم مرے دامان آہ مین

یہ کس سخی نے دولتِ قارون لٹائی ہے
ریزے ہین زر کے ذرّے نہین خاکِ راہ مین

دُرِ چشمِ زخم کا نہین پہنو حسین بند
سونپا ہے مین نے تمکو علی کی پناہ مین

تو ریسمانِ زلف سے دل کو مرے نکال
یہ گر پڑا ہے تیرے زنخدان کی چاہ مین

قاضی کو روز توبہ یہ پہونچاتی ہے خبر
مُغ بچہ کے شیخ بیٹھا ہے اب خانقاہ مین

زیب کمر ہے اُسکی جو شمشیرِ ماہِ نو
رکھتا نہین زمین پہ قدم قتلگاہ مین

اے لاغری بتا کہ کہان گم کیا اُسے
سایہ مرا مجھے نہین ملتا ہے راہ مین

محشر مین دیکھتا نہین ہے ایک ایک کو
کیا تیرگی بلا کی ہے میرے گناہ مین

آئے مژہ کے پاس تو شوخی نہ کرنے پائے
اے چشمِ طفلِ اشک کو رکھنا نگاہ مین

گل ہوتے ہی چراغ کے گم پگڑیان ہوئین
اندھیر کسقدر ہے تری بارگاہ مین

ساون کی فصل عشق ہے اُس سبزہ رنگ کا
جس شے کو دیکھتا ہون ہری ہے نگاہ مین

فرقت کی شب جو آہ کے شعلے نکلتے ہین — ڈر ہی نہ لوگے کہین قندیلِ ماہ مین
راہی حواس و ہوش ہوے نکلی روح جب — افسر بغیر پڑ گئی بھاگڑ سپاہ مین
ہی خضر رہنما جو محمد کی دوستی — کھٹکا نہین ہی کیل کا ایمان کی راہ مین
پیری ہی صبح شام جوانی نہ کر غرور — مخفی سفید رنگ ہی موے سیاہ مین
کرتے ہین زندہ دیکھ کے مضمونِ مردہ کو — عیسیٰ کا معجزہ ہی ہماری نگاہ مین
اپنے پرون کے جھلتے ہین پروانے بیکھیان — وہ شمع رو جو بیٹھتا ہی جلوہ گاہ مین
کیونکر نظر پڑے تنِ خاکی مین شکلِ روح — صورت سوار کی ہی نہان گردِ راہ مین
کرتے ہو خطِ سبز کا کیون ذکر بار بار — واقف ہین ہم کہ خار ہین الفت کی راہ مین
آنکھون سے دیکھو آئینہ مین خطِ سبز کو — چھوڑو کبھی تو آہون کو اس گیاہ مین



کس منہ سے آگے حق کے تجمل مین جاؤنگا
آلودہ سر سے پانون تلک ہون گناہ مین



ثابت ہوا کہ آہ مین مطلق اثر نہین — رو رو کے جان دیتے ہین اُنکو خبر نہین

اللہ رے انقلاب زمانہ کہ آج کل — عزت مین بڑھکے بے ہنری سے ہنر نہین

اللہ ہو گئی ہی جوانی کی شام صبح — لیکن شب فراق کی پیدا سحر نہین

کرتا ہی بیگناہ جو بندون کو روز ذبح — قاتل کو کچھ خدا کا بھی خوف و خطر نہین

کیونکر رسائی ہو مری کہتا ہی نامہ بر — اُس گل کے پاس تک تو صبا کا گذر نہین

دن رات کی طرح سے ہماری نگاہ مین — اندھیر ہی جو پاس وہ رشک قمر نہین

انکار مین بھی اُنکے ہی اقرار کا مزہ — سمجھون مین ہان زبان سے کہین وہ اگر نہین

کافی ہی ہمکو سایۂ دیوار یار کا — کچھ غم نہین ہی چتر جو بالاے سر نہین

کیون بدگمان ہو مجھسے کر امتحان ابھی — منگواؤ تیغ کچھ مجھے مرنے کا ڈر نہین

کہتے ہین جوہری گہر اشک دیکھکر — ایسا تو پاس ایک صدف کے گہر نہین

یوسف کے مثل اور نکل آئینگے حسین — لیکن کوئی جہان مین تمسا بشر نہین

کھونٹے ہین جو کھڑے نہین آنکا یہ قول ہی
انسان کی قدر کچھ نہین گر پاس زر نہین

قاتل خدا کے واسطے سر تن سے کر جدا
جب تن پہ سر نہین ہی تو یہ درد سر نہین

بلبل کی طرح ساتھ نہ اُس گل کا چھوڑتا
ناچار مرغِ دل ہی کہ اُڑنے کو پر نہین

ماتم مین میرے ابر نے دریا بہا دیے
اے برق اشک سے تری مژگان بھی تر نہین

نالان جو ہونین آپ ہین آزردہ کیلیے
عاشق جہان مین کون ہی جو نوحہ گر نہین

تلوار کھینچکر طرفِ مقتل آیئے
باندھینگے آپ تیغ کہان پر کمر نہین

۱۳ برپا غمِ حسین تجمل رکھو مدام ۱۴۸
اِس غم مین کون دل ہی کہ جو نوحہ گر نہین

جب آیا یاد ساقی ترا میخانہ تربت مین
لہو نے بھر دیا بس چشم کا پیمانہ تربت مین

فرشتون کو ملیگا لاغری سے حشر مین وہ کیا
کفن مین تار سا لپٹا ہی جو دیوانہ تربت مین

قفس مین جسم کے تڑپا کیا بس مرغِ دل اپنا
اُسے یاد آگیا جب زلف کا کاشانہ تربت مین

ترے محبوب کی الفت مین کاٹے زندگی کے دن
پہن کر آے اب ہین خلعتِ شاہانہ تربت مین

ہمین جب دل کے باعث سے نہ نیند آئی کسی پہلو
معاً یاد آگیا اُس زلف کا افسانہ تربت مین

فقط اعمال نیک و بد ہین اپنے ادراک ہم ہین
نہ کوئی ساتھ اپنا ہی نہ ہی بیگانہ تربت مین

خوشی مرنے کی ہمکو اسلیے ہی زندگانی مین
کہ دیکھینگے پہونچکر جلوۂ جانانہ تربت مین

فرشتو جلوہ گر ہین اک مرے دل مین ہزاروں بت
لیے آیا ہون اپنے ساتھ مین بتخانہ تربت مین

کہان مسکن گزین تھا گیسوے جانان مین مرغِ دل
کہان لایا ہی شوقِ جلوۂ جانانہ تربت مین

ہوا ے خلد کے جھوکے چلے نیند آگئی اُنکو
سُنا جب سے فرشتون نے مرا افسانہ تربت مین

مواہون بھر کے دم مین آ چکا یا ساقیٔ کوثر
پلا دیجے مے طاہر کا ایک پیمانہ تربت مین

فرشتون نے کہا چھیڑو نہ اِسکو یہ تو بیخود ہی
ہماری گفتگو جبدم سنی رندانہ تربت مین

تجمل کو فرشتو دے رہے ہین یہ صدا جیدر
ہم آپہونچے مدد کو تو بہت گھبرانہ تربت مین

۱۰ ۱۷۹

میرا کہنا مرے دلدار جو مانو تو کہون
تمسے مین رازِ دلِ زار جو مانو تو کہون

یون مین کہنے کا نہین حالِ دلِ اپنا تم سے
گفتگو محض ہی بیکار جو مانو تو کہون

رحم مجھ زار پہ لازم ہی تمھین حد ادو
بیڑیان ہین یہ گرانبار جو مانو تو کہون

ہاے یہ چاند سا چہرہ ہو نہان زیرِ نقاب
نکلے کیا حسرتِ دیدار جو مانو تو کہون

نقدِ دل لایا ہون سب کی ہوس مین تم تک
یون تو لاکھون ہین خریدار جو مانو تو کہون

رہی جاتی ہی ہمسے ہاتھ ملوگے تم بھی
رخ پہ خط اب ہی نمودار جو مانو تو کہون

دل تڑپتا ہی کسی بات کی خاطر اے جان
کچھ نہین ہی مجھے اصرار جو مانو تو کہون

بگڑے تمسے جسپہ کہ تم پھر ہی اسی کی خواہش
چھوڑ دو عادتِ انکار جو مانو تو کہون

نقدِ دل گوہرِ جان پاس ہین دونون موجود
قیمتِ بوسہ تم اے یار جو مانو تو کہون

رائگان مثلِ تجمل نہین کرنا منظور
تم مری بات کو اے یار جو مانو تو کہون

ردیف واو

برباد دل ہی جسمین کہ عشقِ حسین نہو — ویران وہ گھر ہمیشہ ہی جسمین مکین نہو

چبھتی ہی پانون مین رگِ گل خار کی طرح — معشوق کوئی آپ سا بھی نازنین نہو

اُس ترک پر غضب کا یہ مقتل مین قول ہی — انسان وہ نہین ہی جو چین برجبین نہو

یکتائے پُر غرور رہی کیون تمسا دوسرا — قدرت خدا کی ایسی نہین جو کہین نہو

دیوانے اُس پری کے ہین ہم جسکا اہی پری — مانندِ سنگِ قلب مزاج آتشین نہو

دنیا مین خاکساری کا ہر جا ظہور ہی — وہ کونسی جگہ ہی کہ جس جا زمین نہو

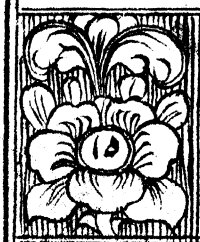
کیون آتشین مزاج دکھاتے ہو ہر گھڑی — دل یون ہی بھن رہا ہی لبِ خشمگین نہو

پانی نہو فراق مین پینے کو خون ہی — لختِ جگر ہی کھانے کو نانِ جوین نہو

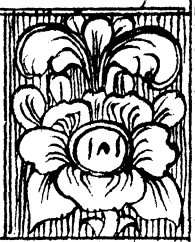
ساقی بھی ہو شراب بھی ہو اور ہوا بھی ہو — لیکن نہین ہی لطف جو شب چودھوین نہو

لازم ہی ہاتھ پانون ہلانا برائے رزق — رکھتا ہی گر عیال تو عزلت گزین نہو

اہل نظر کی آنکھ مین فی الفور ہو سبک | عکس آئینہ مین پڑکے اگر تہ نشین نہو



جو داغ ہجر دل پہ تجمل نے ہین سہے
جب چاہو دیکھ لو انھین گر کچھ یقین نہو



اگر پیری مین دل میرا جوان ہو | مذاقِ عاشقی کا کچھہ بیان ہو
بہار آئی دل اپنا شادمان ہو | الٰہی دُور گلشن سے خزان ہو
نکلجائے نہ وہ کس طرح گھر سے | کشیدہ تیر سے جس دم کمان ہو
ارے دل کھول کیون بیٹھا کمر کو | چل اب معشوق کو ڈھونڈین جہان ہو
درِ جانان سے ٹل کر ہمنوا ای دل | نہ جائین پاس گر باغِ جنان ہو
نہ ٹھہرے ایک دم کعبہ مین زاہد | اگر کچھ دل مین عشقِ بتان ہو
سُبک ہمکو نہ غیرون مین کرو تم | ہمارا عشق گر تم کو گران ہو
یہ کہکر وصل کی شب سوگیا یار | جگا دینا سحر کی جب اذان ہو

یہی ہر وقت بلبل کی دعا ہی — کبھی گلشن نہ پامالِ خزان ہو
غضب کا لطف اُٹھے گر میکدے مین — فقط ہم وہ ہون اور پیرِ مغان ہو
کہا کرتا تھا مجنون قبر لیلی — ملے کیونکر نہ جسکا کچھ نشان ہو
وہ گلرو کپڑے پہنے ساتھ سویا — مزہ کیا ہو جو پردہ درمیان ہو
کمالِ عشق دل کر جلد حاصل — جو کچھ پوشیدہ ہی وہ سب عیان ہو
چلو اُس در پہ دل کہتا ہی مجھسے — کدھر بھولے ہوے ہو اور کہان ہو

۱۸۲ — تجمل سے وہ بت کہتا ہی ہر دم
نہ تم میری طرف سے بدگمان ہو — ۱۴

ہو برقِ خندۂ گل جلوہ گر ہر سو جلانے کو — چمن مین کس طرف لیجا بلبل آشیانے کو
تمھاری پیچ کی باتین پریرو مین سمجھتا ہون — جو دل چاہے کسی کا سیکھ لے تمسے بہانے کو
خدنگِ ناز سے معشوق نے چٹکی بجانے مین — اُڑایا تاک کے کیسا مرے دل کے نشانے کو

کسی کے گیسوون کو گر درخ دیکھا تو دل بولا
یہ دو کالے غضب کے ہین کہ گھیرے ہین خزانے کو

پسینا اُسکے چہرے پر جو دیکھا دل مرا سمجھا
یہ چھینٹا دینے کو پانی یہ آتش ہی جلانے کو

گل عارض کا اُسکے تھا مین عاشق روح جب نکلی
چمن سے بلبلین آئین جنازے کے اُٹھانے کو

تہ تم خود یان تک آئے اور نہ مجھکو تمنے بلوایا
یہ بھیجی تمنے ہی تصویر کیا میرے جلانے کو

لگا لو باغبانو باغ سے صیاد کو جلدی
پھر آیا ہی چمن مین عندلیبون کے ستانے کو

کسی رہبر کی حاجت دشت غربت مین نہین ہرگز
جنون خود ساتھ ہی اب لے سیدھا ہر جا بتانے کو

تمھارے در پہ ہم پہونچے تو دربانون نے کیون روکا
بھلا کس واسطے قاصد کو بھیجا تھا بلانے کو

خزان مین تو کبھی بلبل نہین گلشن مین آتی ہی
بچھائے دام کیون صیاد ہی اُسکے پھنسانے کو

تمھارا ہاتھ خون عاشقان سے یون ہی رنگین ہی
عبث منھدی کو پسوایا ہی اب تمنے لگانے کو

ہر اک شام و سحر رہتا ہی جھمٹ واں حسینون کا
چلو حمام کی جانب صنم تم بھی نہانے کو

تجمل منتظر رہتا ہی لیکن تم نہین آتے

۱۸۳ زبانی تمنے قاصد سے کہا تھا اپنے آنے کو ۶

تمھاری دولتِ وصلت اگر میسر ہو — تمام عمر کو پھر دل مرا تونگر ہو
چمن مین ہنسکے یہ کہتے ہین پھول پتون سے — خدا کرے کہ نہ دنیا مین کوئی بے زر ہو
خیال اُنکو ہوا دیکھکر یہ سوختہ تن — چھپا ہوا کہین اِس راکھ مین نہ اخگر ہو
کہین چھپی نہین مجنون کی خانہ بربادی — بس اسطرح سے خدایا نہ کوئی بے گھر ہو
غرور تمکو بس اتنے پہ ہی خدا رکھے — تبو تمام خدائی مین تم جو افسر ہو

۱۸۴ تجمل آج کہین گے ضرور ہم اُنسے جفا شعار دغا پیشہ ہو ستمگر ہو ۱۰

گھبراؤ نہ یار و دلِ بیتاب سنبھالو — شکوے کا کبھی حرف زبان سے نہ نکالو
غمِ فرقتِ دلدار کا جب سامنے آئے — اِس کوہ کو تم کاہ کے مانند اُٹھالو
ہمنے تو فقط تذکرہ وصل کیا تھا — بس اتنے پہ بگڑے ہو زبان اپنی سنبھالو

ڈوبا ہی یہ دل چاہِ زنخدان مین تمھارے
اِس چاہ سے اے یوسفِ ثانی تو نکالو

ہم بھی تو ذرا چہرۂ پر نور کو دیکھین
رخسارون سے گیسوے معنبر تو ہٹا لو

پھر ساری تمنائے دلی میری بر آئے
اکدم کے لیے پاس جو تم مجھکو بُلا لو

قم کہہ کے زبان سے ابھی اے عیسیٔ دوراں
گر چاہو تو اِس مردۂ بیجان کو جِلا لو

مدّت کا ہوا سال تو اب خیر سے پورا
یہ طوق گلے مین جو تمھارے ہی بڑھا لو

حداد کو دیکھا جو ستمگر نے مرے پاس
رحم آگیا بولا بس اب طوق نہ ڈالو

گور روضۂ اقدس سے تجمل ہی بہت دور
لیکن اِسے اے سید ابرار بلا لو

(۸۵)

مرا محبوب آتا ہی ذرا اُسکی پھبن دیکھو
مژہ شمشیر زن دیکھو نگہ ناوک فگن دیکھو

ادائے دلبری دیکھو نزاکت کا بدن دیکھو
وہ لب دیکھو دہن دیکھو ذرا چاہِ ذقن دیکھو

حسینان جہان کے جمگھٹے ہین آج گلشن مین
نرالا سب حسینون مین ہی اپنا گلبدن دیکھو

خدا کے نیک بندون کو فرشتے مژدہ دیتے ہین — تمھارے واسطے جنت مین ہی نہر لبن دیکھو
سلف سے آجتک شاعر بہت ہین نامور گذرے — مری ان چند بیتون کو ذرا اہلِ سخن دیکھو
ستارے شرم کھاتے ہین نگینون کے مقابل مین — جو اُس مہرو کے بازو پر بندھے ہین نو رتن دیکھو

۱۸۶ **تجمل** ۱۳۰

ہند کو چھوڑ رہان رہنا نہین اچھا
اب اِن آنکھون سے چل کر تم مزارِ پنجتن دیکھو

جی مین آتا ہی کہ اب مستی دکھائین شیخ کو — میکدے مین جام مے بھر کر پلائین شیخ کو
گر کسی ترکیب سے چڑھ جاے ہتے اجکل — دشمنِ جانی ہی رندون کا دلائین شیخ کو
دامِ دخترِ رز مین پھنس جاے اگر ترکیب سے — باتین مستانی پھر اک دم مین سکھائین شیخ کو
نشہ کی حالت مین ملجائے اگر روتا ہوا — ساتھ میخوارون کے ہم کیا کیا ہنسائین شیخ کو
ہین بڑی مشکل سے آئے شیخ جی کنٹھا لیے — خوبرویو آج دکھلا دا دائین شیخ کو
ایک دن سن لین شکستِ توبہ کی بھی ہم صدا — ساقیا گر دے اجازت مے پلائین شیخ کو

پی کے مے جسوقت متوالا بنے لگجائے دھن
دختِ رز کے شوق مین ٹھہری گنوائین شیخ کو

آکے میخانے مین جبوہ بادہ نوشی کرچکے
خوبرو یو پھر تو چٹکی پر نچائین شیخ کو

شیخ جی کے واسطے جلدی گزک تیار ہو
پھر مزہ بھولے نہین ایسی چکھائین شیخ کو

چھوڑ دے وعظ و نصیحت پھر نہ لے تقوے کا نام
ایسی میخانے مین پھر پٹی پڑھائین شیخ کو

ایک ساقی کی ہی اب پیرِ مغان کو جستجو
ہاتھ چڑھ جائے اگر ساقی بنائین شیخ کو

چھوڑ کر کعبہ چھپے وہ دیر مین مانگے پناہ
آج ملکر آؤ میخوارو ستائین شیخ کو

جامِ مینا و خمِ مے سب خدا کے سامنے
اے تجمل کیا عجب ہی بخشوائین شیخ کو

جنون گر ہاتھ کی میرے گریبان تک رسائی ہو
تو پھر پیراہنِ تن پر دراز و آزمائی ہو

صنم گر ہاتھ کی تیرے گریبان تک رسائی ہو
تو پھر بستہ محرم کی ترے عقدہ کشائی ہو

چمن مین دام سے صیاد کے بلبل بچی رہنا
کہین ایسا نہو دشوار پھر بھیسکر رہائی ہو

مقابل ناز سے اُنکے اگر ہو یہ نیاز اپنا
اِدھر تو یہ اکیلا ہو اُدھر ساری خدائی ہو

ترے عاشق کے دل مین ہر گھڑی یہ تمنا ہی
کہ میرے خون سے قاتل ترا پنجہ حنائی ہو

پریشان نجد مین لیلیٰ تھی مجنون کو وہ صحرا مین
نہ ایسے عاشق و معشوق مین یارب جدائی ہو

اب آ ناہی وہ گلرو ساقیا ہیچ جلد میخانہ
صراحی ہو بلورین اور ساغر بھی طلائی ہو

تجمل پھر تری سب مشکلین آسان ہو جائین
جو تیرے شامل احوال فضل کبریائی ہو

اُڑا دون گر ہوا مین پھاڑ کر مین اپنے داماں کو
تو جامہ بہر تن پوشی ملے اِس چاک گریباں کو

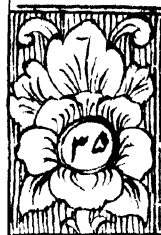
جباب آسا بھرونگا دم اگر دیکھونگا بستان کو
نہ بھولونگا کبھی مین یار کے سیبِ زنخدان کو

تم اپنے مصحفِ رخ کی قسم کھا کر کرو وعدہ
مری صورت سے تم بھی اصل سمجھو نقل قرآن کو

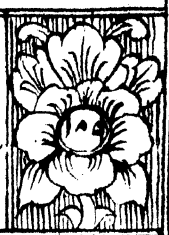
مری قسمت کی کوتاہی مگر دستِ جنون مین ہی
نہین پاتا کسی صورت سے وہ میرے گریبان کو

نگہ قاتل کی جب جب دمبدم کو مجروح کرتی ہی
بھلا کیا سامنے اُسکے ہی رتبہ تیغ بران کو

نہین کوئی کسی کا بھی زوال حسن پر خواہان
گل چیدہ کی بعد شب نہین ہر قدر انسان کو



نہین ثابت تجمل کو ہی تیرا یار کیا مذہب
کہے کس طرح سے وہ گبر اک مرد مسلمان کو



کس روز ہم ہنسے تھے جو رولے جاتے ہو
کیون سینہ غم کے تیر سہلے جاتے ہو

گیسو کو تم جو ناز سے ٹکاے جاتے ہو
اس کالے سانپ سے ہمین ڈسوے جاتے ہو

سو بار تمکو منع کیا ہمنے اس سے بھی
غیرون سے گالیان ہمین کھلوے جاتے ہو

وہ شعر ولیکا لگی ہی جو دل سے لو
پروانو اتنا کسلیے گھبراے جاتے ہو

دنیا مین کیا نہین ہی کوئی تمسا اور بھی
ناز و ادا پہ کسلیے اتراے جاتے ہو

سینے مین لون ہین داغ جدائی کے تھے پڑے
کیون گل بدن پہ چھلے کے کھلواے جاتے ہو

کھلتا نہین تمھارے تنفر کا کچھ سبب
صحبت سے میرے کسلیے گھبراے جاتے ہو

صبح شب وصال چلے تو ہوا پنے گھر
کچھ تم ہمارے دل کو بھی سمجھاے جاتے ہو

اکدم مین قتل کرتے اگر تھے قصور وار
پھانسی مین یار کیون ہمین لٹکائے جاتے ہو

چنگاریان نکلتی ہین کیا میرے جسم سے
پہلو سے پہلو اپنا جو سرکائے جاتے ہو

کن منتون سے آج یہ دولت ہوئی نصیب
وصلت کی شب ہی کیلیے شرمائے جاتے ہو

ڈر ہی کہ بہ نہ جاے کہین سیل اشک سے
آنکھون مین تم جو گھر مرے بنوائے جاتے ہو

قاصد ہمارا صرف تسلی کے واسطے
کہتا ہی پاس یار کے بلوائے جاتے ہو

تیر نگاہ ناز سے ابرو کمان مری
دل بخیطا ہی کیون اسے برمائے جاتے ہو

تم بھی ذرا کڑے رہو اے جناب دل
کیون سختیون سے یار کی گھبرائے جاتے ہو

کیا ہو گیا تمھین جو نہین دیتے ہو جواب
میرے سوال وصل پہ سر ہلائے جاتے ہو

دل تو چھدا ہوا ہی خدنگ نگاہ سے
چلا کے اور کیون مجھے سہمائے جاتے ہو

تیر نگاہ سے کہو ہو جلد دل کے پار
تیغ مزہ سے کیون مجھے دھمکائے جاتے ہو

کاندھا نہ دو اگر تو ذرا ہاتھ ہی لگاو
عاشق کی لاش کیون نہین اٹھوائے جاتے ہو

گل ہنس رہے ہین نازکی رفتار دیکھکر
دامن چمن کے خار سے اُلجھے جاتے ہو

ہر بار کیون دکھاتے ہو اپنی نشیلی آنکھ
کیون جام جام پر مجھے پلوائے جاتے ہو

پھانسی مجھے اگر نہین دیتے ہو تو صنم
گردن پر سن سے کسیلے کسواے جاتے ہو

کرنی پڑیگی خود تمھین تریاق کی تلاش
کیا غم جو مار زلف سے ڈسواے جاتے ہو

آہستہ بات پر مرے کہتا ہی خوبرو
بک بک کے کیون دماغ مرا کھاے جاتے ہو

اندھیر کرتے ہو سر بازار دن کو تم
زلفون کو اپنے چہرے پہ بکھراے جاتے ہو

غربت مین خوب حق رفاقت ادا کیا
کیون رنج و غم جگر کو مرے کھاے جاتے ہو

ظلمت کدہ ملک مرے آکر بساؤ تو
اے مہر و ماہ کسیلے کتراے جاتے ہو

پیغام وصل لایا ہی قاصد جناب دل
دم بھر تو ٹھہرو کسیلے گھبراے جاتے ہو

تمنے تو مجھکو طفل دبستان بنالیا
نادان کی طرح سے مجھے بہلاے جاتے ہو

کیا تمکو نیک و بد کی بھی ہوتی نہین تمیز
فقرون مین یار غیرون کے کیون آے جاتے ہو

بہکر یہ لاش دیکھیے کس گھاٹ جائیگی
مجھکو جو آب تیغ سے نہلائے جاتے ہو

مجنون نے مجھکو دیکھ کے نالہ کنان کہا
ہر صبر خوب کسلیے چلائے جاتے ہو

راحت ملیگی قاتل و مقتول کو بڑی
ہر دم جو سنگ تیغ کو چھٹوائے جاتے ہو

مرتی نہین ہو بھوک کچھ اے غار ہائے قبر
لاشون سے اپنا پیٹ کو بھروائے جاتے ہو

۱۹۰

آنکھون سے اپنے اشک تجمل یہ ہر گھڑی
کیون موتیون کی طرح سے برسائے جاتے ہو

۹

دل مخزن عاشق کسلیے برباد کرتے ہو
ہمیشہ نازمین انداز مین ایجاد کرتے ہو

مری گردن پہ جلاد در گرتے ہو جو تم خنجر
کسی کے حکم سے یا خود تمھین بیداد کرتے ہو

خدا کے واسطے دو حکم لاشہ دفن کرنے کا
یہ پشت استخوان عاشق کی کیون باد کرتے ہو

جنون کہتا ہو تمنے خود مجھے مجنون بنایا ہو
ذرا خاموش ہو کیون مبدم فریاد کرتے ہو

یہ نیرنگ زمانہ ہو زمانہ ہو گیا اکثا
ہمارا گھر تو ویران غیر کا آباد کرتے ہو

بہت بیدرد ہی صیادِ ظالم کچھ نہین سنتا
اسیرانِ قفس بیفائدہ فریاد کرتے ہو

کسی کے ہجر مین یا حضرتِ دل کیون ہی بیتابی
تمھین بھی پوچھتا ہی کوئی تم کیون یاد کرتے ہو

جھکائے سر ہین ہم طوقِ گران دنیا مین خو ڈالو
عبث تم انتظارِ آمدِ جلاد کرتے ہو

تغافل اسقدر فرد اکی بھی ہی کچھ خبر تمکو
جو تعمیرِ ارم یا حضرتِ شداد کرتے ہو

۱۹۱

تجمل کیون ہراسان ہو رہو بس یاد مین اسکی
ملیگا ایک دن تم کو جسے تم یاد کرتے ہو

۹

وہ قدح خوار اگر زینتِ میخانہ ہو
شورِ قلقل سے خجل نعرۂ مستانہ ہو

وصل کی شب یہ ہوس ہی ترے گیسو کی قسم
آئینہ دل بنے اور ہاتھ مرا شانہ ہو

نامِ معشوق کو عاشق سے ہمیشہ ہی فروغ
شمع بیقدر ہی گر گرد نہ پروانہ ہو

خرمنِ حسن سے عاشق کے لیے آٹھ پہر
خوشہ چینی کا مزہ ہی جو نہ دیوانہ ہو

کوہ و صحرا کی اُسے سیر مبارک ہو جنون
عشق مین غیرتِ شیرین کے جو دیوانہ ہو

چھپ کے عاشق سے کہان جاؤگے دلبر اپنے
ڈھونڈھ لیگا تمھین کعبہ ہو کہ بت خانہ ہو

لائی اس عید پہ بلقیس کی مجھتک جو خبر
دلِ صد چاک مین ہدہد ترا کاشانہ ہو

گرم آنسو کوئی ٹپکے جو سمندر مین مرا
آبلہ بطن صدف مین دُرِ یکدانہ ہو

۱۹۲ تجمل ۹

بیکسی مین ہو تجمل نہین کوئی بھی شریک
شکوہ کیا کیجیے یگانہ ہو کہ بیگانہ ہو

ابھی تو باغ مین ہو بیکلی ہر اک گل کو
جو کان دھر کے سنے نالہاے بلبل کو

تمھارے رخ سے چمن مین حجاب ہی گل کو
تمھاری زلف سے ہی پیچ و تاب سنبل کو

شرابخواری کا کیا ذکر ہجر ساقی مین
نگاہ بھر کے بھی دیکھا نہ ساغرِ مُل کو

یہ چار خلط جو ہین خاک و باد و آتش و آب
کیا ہی خلق انھین چار جزو سے کُل کو

بلند شیشۂ مے سے صدا ہو حق حق کی
سُنے بغور جو زاہد صداے قلقل کو

وہ چشم کرتی ہی مژگان سے مرغِ دل کا شکار
کہان یہ مرتبہ شاہین کے ہی چنگل کو

نہین ہی پاس تجھے کچھ مری رفاقت کا
مزے اڑاتی ہی ہر گل سے دیکھ بلبل کو

نہ ارتباط ہو کسطرح غیر سے تجھے یار
نہین ہی دل مین خلش کچھ بھی جا سے کاکل کو

۱۹۳ نہین ہی خوف تجمل کریگا دم مین طی
مدد سے شاہ زمن کے صراط کے پل کو ۱۱

تو میرے رنج جدائی کو دیکھو
خدا سے ڈرو اور خدائی کو دیکھو

لڑاتے ہو ہر وقت غیر وں سے آنکھین
تم اپنی ذرا پارسائی کو دیکھو

نیا رنگ ہی یار پہلو مین گل کے
ذرا بلبلون کی لڑائی کو دیکھو

یہ سنکر غزل میر سودا سے بولا
ہر اک بیت کی تم صفائی کو دیکھو

نہ پھر منھ لگاؤ کبھی آئنہ کو
جو عاشق کے دل کی صفائی کو دیکھو

بسر کی جو شب اُنکے در پر تو بولے
گدا کی ذرا بینوائی کو دیکھو

لحد مین نکیرین کیا پوچھتے ہو
علی آسے مشکل کشائی کو دیکھو

محبت ہی غیرون سے نفرت ہی مجھسے
ذرا یار کی بے وفائی کو دیکھو

جو لیٹا دہ مہر و تو کروٹ بدل کر
مقدر کی اس نارسائی کو دیکھو

جنون مین کیا رخت تن ٹکڑے ٹکڑے
ہماری بھی زور آزمائی کو دیکھو

۱۹۴

کھلا عقدہ دل تجمل تمہارا
ید اللہ کی مشکلکشائی کو دیکھو

شمع سان غیر کے گھر شام سے جاتے کیون ہو
اپنے عاشق کے جلے دل کو جلاتے کیون ہو

مسی ہر دم لب دندان پہ جماتے کیون ہو
گوہر و لعل کو تم داغ لگاتے کیون ہو

صاف کہدو کہ نہین تمسے محبت مجھکو
تیوریان نازکی پردے مین چڑھاتے کیون ہو

ہوگے رسوا یہ کہے دیتے ہین تقصیر معاف
راہ چلتے ہوے غیرون کو ستاتے کیون ہو

دشت مین آہوون سے ہر دم وحشت یہ کلام
ڈھیلے آنکھون کے مجھے تم بھی لگاتے کیون ہو

دود دل سے مرے سرمہ نہ لیگا بہتر
لیکے بازار سے آنکھون مین لگاتے کیون ہو

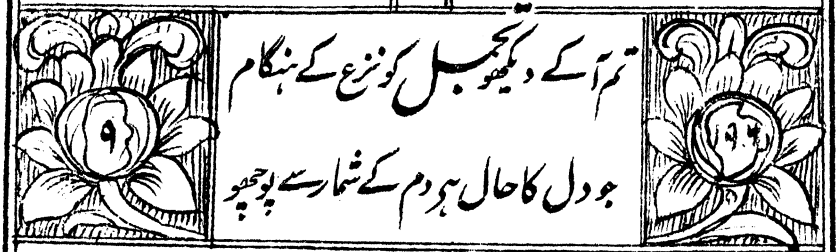
اپنے ہمشکل سے یہ جنگ و جدل خوب نہین — عکس سے آئنہ مین آنکھین لڑاتے کیون ہو

۱۵۵

دل تجمل کا نکل کر جو گیا یار کے پاس
یون نا کہتا ہو اب مجھکو بلاتے کیون ہو

جفا کو میرے دلِ داغدار سے پوچھو — وفا کا حال جو پوچھو تو یار سے پوچھو
وفور گریہ کا باعث مجھے نہین معلوم — ہو جستجو تو مری چشم زار سے پوچھو
طریقہ دشت نوردی کا سیکھو مجنون سے — جنون مین خاک اڑانا غبار سے پوچھو
مزے اٹھائے ہین جو وصال کے شب وصل — کسی کی حسرت بوس و کنار سے پوچھو
ہزار دل مین ہین سوراخ کیا کہے بلبل — خلش کا رنگ گلو نوک خار سے پوچھو
تو بکرتے ہین بدنام تمکو با عاشق — اس ایک امر کو دو تین چار سے پوچھو
زمین سے تا فلک کس نے کی ہو صناعی — گل و نجوم کے نقش و نگار سے پوچھو
نہ مجھسے پوچھو جو صدمے اٹھائے فرقت کے — ہمارا حال دلِ بیقرار سے پوچھو

تمھارے ہجر مین کسطرح اب گذرتی ہی | نہ اسکا حال دلِ بیقرار سے پوچھو



تم آکے دیکھو بجبل کو نزع کے ہنگام
جو دل کا حال ہر دم کے شمار سے پوچھو

تبو نہ ناز سے یون قتلگہ مین آکے چلو | یہ جاے سیر نہین ہی قدم اُٹھا کے چلو

شہیدِ ناز کے لاشون پہ اُنسے بولی ادا | یہ سو رہے ہین جو غافل اُنھین جگا کے چلو

چلو نہ حشر کی یون چال تم یہ مقتل ہی | نہ مُردے چونک اُٹھین پانون کو بچا کے چلو

شہیدِ ناز کی تا خاک ہو نہ دامنگیر | یہ قتلگہ ہی ذرا پائنچے اُٹھا کے چلو

کھنچی جو مجمعِ عاشق مین تیغ قاتل کی | ادا یہ بولی کہ ہان سامنے قضا کے چلو

نہین ہی حُسن حسینون مین ہو جو پیدا عیب | بغیر وجہ نہ یون تیوریان چڑھا کے چلو

نگاہ پڑتے ہی رستے مین سب کی جوبن پر | غضب اُبھار ہی سینہ ذرا چھپا کے چلو

کسی کا دل نہو پامالِ شکلِ کبک دری | قدم قدم پہ نہ اسطرح لڑکھڑا کے چلو



ہر اک قدم پہ تجمل سے ضعف کہتا ہی
یہ عہد موسمِ پیری ہی سر جھکا کے چلو



نہین معلوم کیون مجھسے خفا ہو
بتا دو گر کوئی میری خطا ہو

کر دتم مجھسے دلداری کی باتین
کسی کا ہاتھ مین گر دل لیا ہو

خطا دار دن مین پہلے نام لکھ لو
قدم سے گر ہمارا سر ہٹا ہو

گدا کے واسطے ہی فرش قالین
بچھانے کے لیے گر بوریا ہو

غضب جنجال یہ عشقِ بتان ہی
نہ خالق اِسمین کوئی مبتلا ہو

جنون کہتا ہی کر دے پارہ پارہ
اگر سالم کوئی تارِ قبا ہو

لکھا ہی اُس گلِ خوبی کو نامہ
روانہ جلد ای پیک صبا ہو

رقیبون سے بہت صحبت ہی تم کو
یہی ہی وجہ جو مجھسے خفا ہو

کئی دن سے نہین آئے مرے گھر
خدا سمجھے بڑے تم بیوفا ہو

تمھارے ہجر مین ہم زہر سمجھے | قسم لو نام اگر مے کا لیا ہو

۱۹۸ | بتا دو ورنہ صورت خود کہیگی | ۲۰ | تجمل گر کسی کو دل دیا ہو

اِس عشق کی بلا مین کوئی مبتلا نہو | آگاہ اِس مزے سے کوئی یا خدا نہو

اے مرغ دل کہین تری آئی قضا نہو | اُس زلف مین نہ جا کہین دام بلا نہو

محفل مین وہ اُٹھے ہین تو یارب کہین بجائین | فتنہ بپا ہوا ہی تو محشر بپا نہو

بولے مسیح دیکھ کے بیمار ہجر کو | یارب کسی کو یہ مرضِ لا دوا نہو

بوسہ جو لب کا آتے ہی محفل مین لے لیا | صاحب خطا یہ دل کی ہی مجھسے خفا نہو

منظور قتل کا ہی جو اخفا تو کر خیال | دامن مین تیرے خون مرا بھر گیا نہو

آری بنی وہ تیغ یہ دندانے پڑ گئے | ایسا کسی کا سخت الٰہی گلا نہو

کہتا ہی دل یہ کوچۂ زلف سیاہ مین | وہ کون قافلہ ہی یہان جو لُٹا نہو

مُنھ سے سوال وصل جو نکلا خفا ہوے
بس بخشدو خدا کے لیے اب خفا نہو

سامان کی احتیاج نہین اہل فقر کو
جب ہو زمین نہین ہو اگر بوریا نہو

دنیا سے مین چلا ہون گرانبار دیکھنا
دو چار سے کہین یہ جنازہ اُٹھا نہو

یہ کہکے رد وہ کرتے ہین میرے سوال کو
کیا دون مین بوسہ تمکو کوئی دیکھتا نہو

کچھ سیم کو نہین ہو رخِ صاف سے مثال
مینا جواب تیرے خطِ سبز کا نہو

ایسے دہانِ زخم مین پروردگار خاک
جس سے کہ شکر خنجرِ قاتل ادا نہو

بوسے کے مانگنے پہ یہ ہوے بگڑکے وہ
بیہودگی پہ مستعد اے ناسزا نہو

خورشید کے نکلنے پہ تاریک ہو جہان
اُس رخ پہ دیکھو تو کہین زلفِ دوتا نہو

کیون مستعد ہین مانی و بہزاد سے کہو
شوخی سے یار کا کہین نقشہ کھنچا نہو

ہوگا یہان نہ وعظ کا اے واعظو اثر
دم جاکے اُسکو دو جو تمھین جانتا نہو

پھر کیا تمیز شیخ و برہمن مین ہو اگر
گھنٹا جبین پہ ماتھے پہ قشقہ کھنچا نہو

۱۹۹

مہر و جو ہم بغل ہی تجمل کی ہی دعا
وصلت کی شب ہی اسکی سحر یا خدا نہو ۸

عشق مین جسکے ہوتن خاک مرا جان بھی نہو
ہی عجب دیکھ کے یہ حال وہ گریان بھی نہو

رنگ بدلے نہ دم جامہ دری دست جنون
جیب کی طرح سے تو سالم کہین دامان بھی نہو

آئیگا دیکھنے میت مری وہ پردہ نشین
چاہتا ہون کوئی لاشے پہ نگہبان بھی نہو

در دلدار پہ جانے کی کرون کیا جرات
سگ کے مانند روادار جو دربان بھی نہو

تجھ مین اے حضرت یوسف مین بڑا فرق ہی یار
وہ جو نکلین تو کوئی دید کا خواہان بھی نہو

اے صنم ایسی کوئی شکل نکالے اللہ
کام بھی نکلے مرا اور ترا احسان بھی نہو

کہہ رہا ہی یہ جنون دل مرا سہلے کیونکر
سیر کرنے کو جہان دشت و بیابان بھی نہو

۲۰۰

سرو کو کیا قد جانان سے تجمل نسبت
کبھی بھولے سے جو گلشن مین خرامان بھی نہو ۱۳

ہاتھ اُنکے پاؤن تک مشتاق واں جانے بھی دو
بے تکلف تم رہو اور اُنکو شرمانے بھی دو

داستان ہجر سنتے سنتے مہرو بول اُٹھا
رات تھوڑی رہگئی بس اب مجھے جانے بھی دو

دیکھکر کہتا ہی مجنون ہمسے دشت نجد مین
اب نہو ہمدم ہمارے دل کو گھبرانے بھی دو

صاحبان فقر کرتے ہین بسر مکڑون پہ عمر
ہمکو اہی رنج و محن لخت جگر کھانے بھی دو

ہر سزا اسکی یہی ہو جائے بھن بھن کر کباب
مرغ دل کو آتش ہجران مین جل جانے بھی دو

صید بننے کے لیے اُس ناوک افگن کے پاس
کہہ رہا ہی مرغ دل بہر خدا جانے بھی دو

بولتی ہی دشت مین زنجیر پا ہو کر کڑی
تھک گئی ہون ایکدم اب مجھکو سستانے بھی دو

ہو گیا ہی مہربان اب یار مجھپر دوستو
زندگی بھر دشمنون کو میرے پچھتانے بھی دو

ہی یہی شانون سے ایما اس دل صد چاک کا
گیسوے جانان کوئی دم ہمکو سلجھانے بھی دو

قید سے کر دو رہا صیاد واز بہر خدا
اب بہار آئی ہی بلبل کو ہوا کھانے بھی دو

منع کرتے ہو طبیبو کیون مریض ہجر کو
خون دل پینے بھی دو لخت جگر کھانے بھی دو

بوسہ لینے کی خطا پر گالیان بھی دیچکے
جو ہوا بس وہ ہوا اب چپ ہو جانے بھی دو

۲۰۱

اب عبادت مین تجمل اسطرح مصروف ہو
سجدۂ خالق مین پیشانی کو گھس جانے بھی دو

۸

ایکدم کے لیے دردِ دل شیدا سن لو
تمکو اخفا جو ہو منظور تو تنہا سن لو

آے کس واسطے کیون جاتے ہو بالا بالا
اپنے بیمار کا کچھ حال مسیحا سن لو

ہر گلی کوچے مین رسوا تو ہوے حضرتِ دل
اب برا کوئی کہے تمکو کہ اچھا سن لو

جان دینا مرا تم پر نہین پوشیدہ رہا
جا کے ہر کوچہ و بازار مین چرچا سن لو

قصہ غیرون کا تو پہر دن ہی سنا ہی تمنے
دم کے مم بزم مین کچھ حال ہمارا سن لو

وامق و کوہکن و قیس کی فریاد ہی کیا
نالۂ دل ہی مرا سب سے نرالا سن لو

تمسے کہتا ہون ذرا غور سے اے اہلِ سخن
اس غزل کا بھی مرے طور نرالا سن لو

آج تک کیون یہ تجمل نہ سخن مین پہونچا

اِسکی فریاد کو اے سید والا سُن لو

ردیف ہای ہوز

شریعت سے سیدھی نہین کوئی راہ — بہک کر چلا جو ہوا وہ تباہ
تو بیوفا کوئی تم سا نہین — عجب سنگدل ہو خدا کی پناہ
غنیمت سمجھیے کہ ہون دم بخود — جلے ساری دنیا جو کھینچون مین آہ
فلک سے کوئی پوچھے نیرنگِ عشق — ہزارون ہی گھر کر دیے ہین تباہ
زلیخا نے ہمجولیون سے کہا — کنوئین اب جھکاتی ہی یوسف کی چاہ
تمھین خوبروئی کی اپنے قسم — عنایت کی مجھپر کرو اب نگاہ
فلک پر ہی چرچا ترے حُسن کا — فرشتے بھی بیخود ہین اے رشکِ ماہ
کرون کس زبان سے مین شکرِ خدا — دیا آپنے بوسہ ہوا رو براہ
نہان گیسوون نے کیا ہی وہ رخ — رقیبون کو خالق کرے روسیاہ

تجمل نبی و علی کے سوا
وسیلہ نہین کوئی رب ہی گواہ

۱۹

غربت مین مجھکو ہی وہ محبت وطن کے ساتھ
بلبل کو ہی قفس مین جو الفت چمن کے ساتھ

قربان مشتری تو ثریا ہوے نثار
جوشن جو بازو دن پہ بندھے نورتن کے ساتھ

ہر اک پری جمال کو سکتہ سا ہو گیا
تقریر کر سکا نہ مرے کم سخن کے ساتھ

اُسکی دم حجاب بھی ترچھی نظر رہی
کہتے اِسے ہین ناز و ادا بانکپن کے ساتھ

دیتے نہین جواب جو بیمار ہجر کو
معدوم جان لو اُسے اپنے ذہن کے ساتھ

سرکا ذرخ سے زلف یہ اندھیر کب تلک
سورج کو رابطہ ہی تو چندے گہن کے ساتھ

مٹی مین کب لطیف ملے ہمرہ کثیف
رہتی نہین ہی روح لحد مین بدن کے ساتھ

گردن بندھے تو ہم نہ کبھی سرکشی کرین
سودے کو ابتدا سے ہی بیعت رسن کے ساتھ

شیریں مقام حسرت و افسوس ہی یہی
تو جان پر نہ کھیل گئی کوہکن کے ساتھ

دن وصل کا ہو دیکھ ذرا چشم مہر سے
کیون دیکھتا ہو چرخ کہن تو جلن کے ساتھ

لائق جو خرد ہین وہ شریک بزرگ ہین
گردش مین مہر و مہ بھی ہین چرخ کہن کے ساتھ

پالا پڑا چمن مین جو بلبل کی آہ سے
نرگس کا رنگ زرد ہوا یاسمن کے ساتھ

ٹپ ٹپ ہماری آنکھ سے گرتے ہین اشک خون
اغیار دوڑتے ہین جو اُسکی فٹن کے ساتھ

میدان مین آج ترک کے تیور ہی اور ہین
زہرے نہ کیون ہو آب جبین کے شکن کے ساتھ

نازک کجا لب اُنکے کجا سنگ سرخ رنگ
دون اُنکی کیا مثال ہین لعل یمن کے ساتھ

کھوٹا ہو غیر آپ کے سکے پڑے ہوے
بازار مین نہ جایئے اُس بدچلن کے ساتھ

مرنے کے بعد غنچۂ امید کھل گیا
مُرتے ملے جو خاک شفا کے کفن کے ساتھ

ابرو جو طفل شوخ کا دیکھا تو یہ کھلا
چھوٹی سی اک کمان ہے نادک فگن کے ساتھ

آقا کا اپنے دل سے تجمل غلام ہے
محشر مین ہوگا دیکھنا شاہ زمن کے ساتھ

۲۰۴

وقتِ زینت جوہرِ تیغ نظر ہی آئنہ
بزم مین اسوا سطے سینہ سپر ہی آئنہ

اُسکو حیرت تکیہ جسکا یار کا زانو بنے
کسقدر غافل ہی کتنا بے خبر ہی آئنہ

بند کیون آنکھین ہین وقتِ صبح بیداری کے بعد
آرسی دیکھو نہین موجود گر ہی آئنہ

ٹکٹکی باندھے ہوے تکتا ہی ہر دم یار کو
بزم مین بیباک اُنکی کسقدر ہی آئنہ

تا سکندر صورتِ اصلی کو دیکھے بعد دفن
لاکے عبرت سامنے رکھدے کدھر ہی آئنہ

اُسکی پشتی پر یقیناً یار کی تصویر ہی
بزم جانان مین جو بیخوف و خطر ہی آئنہ

پوچھتے ہو کیا تجاہل سے کہ پوشیدہ نہین
میرے دل کا حال ای رشکِ قمر ہی آئنہ

کیا اِسے لپکا ہی اُس رشکِ قمر کے دید کا
بدر کی صورت جو پھرتا دربدر ہی آئنہ

توجو دریا مین نہانے کو گیا ہی اے حسین
پر تو رخ سے ترے ہر اک تھنور ہی آئنہ

یار سے آنکھین لڑاتا ہی تجمل ہر گھڑی
واقعی فولاد کا رکھتا جگر ہی آئنہ

۱۰ ۲۰۵

وحشت کا سلسلہ ہی جنون میرے دم کے ساتھ
زنجیر کا ہی سابقہ میرے قدم کے ساتھ

گردن سے بوجھ اُتر گیا ہوتے ہی سر جدا
احسان کیا یہ تیغ نے اک میرے دم کے ساتھ

دشتِ ختن مین یار کے گیسو جو کھل گئے
خوشبوے نافہ اُڑ گئی آہو کے رم کے ساتھ

میدانِ جنگ مین تنِ خاکی کو چھوڑ کر
روح روان چلی تری تیغِ دو دم کے ساتھ

اعمال جب تلینگے ترازوے حشر مین
پلّے پہ ہوگی رحمتِ یزدان کرم کے ساتھ

دیتی زمین فشار ہی مانند آسمان
مرقد مین بھی ہی سابقہ اہلِ ستم کے ساتھ

غیر دن سے اب ملینگے نہ ہرگز یہ کیا کہا
فرمائین پھر حضور مکرر قسم کے ساتھ

مین نقدِ دل کو دیتا ہون بوسہ اگر ملے
گھاٹا نہین بدلنے مین ایسی رقم کے ساتھ

اے دل بجاے بوسۂ عارض پناہ مانگ
بل کھا رہی ہی زلف غضب پیچ و خم کے ساتھ

محشر کے روز اُٹھے گے تجمل مزار سے
جائیگا خلد مین شہِ والا ہمم کے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

(۲۰۶) (۱۲)

ٹھہر و رند و ایک دم رنگین شراب آنے کو ہی
جام رز مین دختِ رز اب بیحجاب آنے کو ہی

وہ قمر کہنے لگا جانے دے ساقی اب مجھے
سُن رہا ہون عاشقِ خانہ خراب آنے کو ہی

رو کتا ہون اِس دلِ بیاں کو مین کتا نہین
آہ کے ہمراہ اب مُنہ کو کباب آنے کو ہی

کہدو ساقی سے رہے ہشیار اپنے کام سے
آج میخانے مین ہر اک شیخ و شاب آنے کو ہی

بلبلین اُس گلبدن سے آکے یون کہنے لگین
تجھ پہ صدقے ہونے گلشن سے گلاب آنے کو ہی

بھیجکر خط نا اُمیدی مین یہ سمجھا تا ہی دل
رکھ نظر لطفِ خدا پر اب جواب آنے کو ہی

شمع بھی افسردہ دل ہی عابد و بیدار ہو
آئی تارون مین سفیدی آفتاب آنے کو ہی

یا الٰہی خیر ہو کیون دل دھڑکتا ہی مرا
شاید اُسکا نامۂ غیظ و عتاب آنے کو ہی

چھوڑ دو میخواری کو رند چل کے ہو جاؤ مرید
شیخ جی کو آسمانی اب کتاب آنے کو ہی

ایک مشتِ استخوان پر اسی زمین اتنا فشار
دل ترے مٹنے کا بھی خانہ خراب آنے کو ہی

جان نثار و ظلم اُٹھانے پر رہتوں مستعد
گذرے دن طفلی کے اب اُنکا شباب آنے کو ہی



چھوڑ کر دیر بتان کو اب تجمل آپ کا
سوے کعبہ بہر تحصیل ثواب آنے کو ہی

مصر مین لاکھون تجھے یوسف کے خریدار ہنے
یان مسیحا کے مرے کتنے ہین بیمار ہنے

بس یہی کہنا ہی کافی کہ مین عاشق ہون ترا
کچھ زبان سے جو کہون اور تو طومار ہنے

بت پرستو کبھی گر کوئی ہمارے بت کا
نام لے بے ادبی سے تو گنہگار ہنے

آجتک فرقت جانان مین ہون اتنا رویا
دانۂ اشک ہمٹواؤن تو انبار ہنے

لائق دید ہی نیرنگ جہان فانی
کل جو بے سیم تھے وہ آج ہین زردار ہنے

شرفہ جلاد نے احسان کیا کاٹ کے سر
بار گردن کا جو اُترا تو سبکبار ہنے

آکے بالین پہ مرے میرے مسیحا نے کہا
ہی صحیح امر یہ تم جھوٹ ہو بیمار ہنے

طائر دل کے پھنسا لینے کو اے صید افگن
صورت دام ہین زلفون کے نرے تار ہنے

دے جو اسلام کو تجھ نے میں وہ شوخ رواج
لیکے تسبیح برہمن ابھی دیندار بنے

ناخنِ دستِ جنوں سے جو ابھی چاک کروں
دامنِ دشتِ گریبان کے لیے تار بنے

(۲۰۸)

سیرِ گلشن کو تجمل کا جو گلزار نکلے
دیدۂ بلبلِ گلزار مین گل خار بنے

بھلا باد خزان جب سے چلی ہے
کہو اے بلبلو کیا سب کلی ہے

ہوے اس گل پہ صدقے گل جبین کے
حسد سے دیکھکر بلبل جلی ہے

بنے کیونکر نہ نقشِ کفِ پا
اب اودھت ہم ہین اور تیری گلی ہے

سنا ہے جب سے ہنستا ہے وہ سفاک
مرے دل مین پڑی اک کھل بلی ہے

رقیب اس بزم سے نکلا ہون کیا خوش
کہ صرف اک دم کو یہ آفت ٹلی ہے

نہین شک کوئی اسکی سادگی مین
کہ مادرزاد میرا دل دلی ہے

گھٹے دم کیون نہ بلبل کا قفس مین
کہ یہ صحنِ گلستان مین بلی ہے

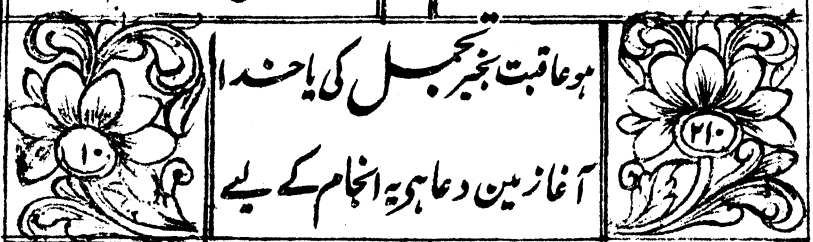
جوابِ گلستان ہو کیون نہ دیوان — مری تصنیف کیا پھولی پھلی ہی
بتا بلبل چمن کی کیا ہی حالت — خزان کی وان ہوا جب سے چلی ہی
لحد مین کیلیے ہو خوف مجھکو — کہ سینے پر رقم نادِ علی ہی
کریگا اب دلِ عشاق پامال — جو منھ ہی پانون مین اُسنے ملی ہی

۲۰۹

برائے مغفرت مجھکو تجمل
بروزِ حشر کافی یا علی ہی

آیا کبھی قریب نہ آرام کے لیے — سینے مین دل تڑپتا ہی گلفام کے لیے
غفلت مین ہم بھی خاک سمجھے ہزار حیف — پیدا ہوے تھے آے تھے کس کام کے لیے
دل ہی حسین پرست ذرا سُن لے ساقیا — بانکی سے دخترِ رز ہو مرے جام کے لیے
مجھکو شمیمِ زلف سونگھا دیجیے مسیح — درکار یہ علاج ہی سرسام کے لیے
گلشن سے آج بلبلین گلرو کے واسطے — پھولون کے گجرے لائی ہین سب نام کے لیے

رزاق رزق وقت پہ پہونچائیگا ضرور | فکرِ غذا نہ صبح کو کر شام کے لیے



قول آنکھ کا ہی سُنکے صفت تیری کر سکی | تشخیص سراسر ہی غلط تا نرخنہ کی

نوارون سے تعظیم کو اُٹھا ہی جو پانی | حمام مین آمد ہی پہ کس رشکِ قمر کی

وہ آہی کیا جسمین نہ لاکھون ہون سرارے | بے پھولے پھلے قدر نہین ہوتی شجر کی

اُس زلف مین دیکھا دلِ پر داغ کو جسدم | تصویر پھری آنکھون مین طاؤس کے پر کی

یہ کثرتِ داغ اُسمین نہ جسدم نظر آے | دون لالہ سے کسطرح مین تشبیہ جگر کی

اے چرخ بتا مجھکو ستائیگا کہان تک | کٹتا نہین دن رات تو مر مر کے سحر کی

کیون ڈبلے ہوے جاتے ہو کچھ خیر ہی قاضی | کیا شہر کی کچھ آج کسی نے ہی خبر کی

لینا خبر اُسوقت مری اے شہ ابرار | جسوقت خبر ہوگی پدر کو نہ پسر کی

انسان ہین ہم حیف نہین اِس پہ بھی قانع
کیڑون نے تو پتھر مین ہی غرلت سے بسر کی

۲۱۱
آتش سے جہنم کی تجمل کو ہو کیون خوف
دامن یہ نچوڑے تو بجھے نار سقر کی
۵

کل جو ساقی ترے میخانے سے مخمور چلے
سنگ غم سے گئے ہم شیشۂ دل چور چلے
جاتے وقت آپ بہت شاد تھے اے حضرت دل
اب نکالے جو گئے کس لیے رنجور چلے
مل گیا دست درازی کا رقیبون کو محل
یار میخانے سے کیون نشہ مین یون چور چلے
عمکدہ دہر ہی اول بھی ہی آخر بھی ہی رنج
آئے تھے روتے ہوئے جاتے ہین رنجور چلے

۲۱۲
کس لیے تنتے تجمل کو کیا ہی رنجور
ہاے اغیار تو سب جاتے ہین مسرور چلے
۸

وصل کی شب کوئی دم گن کے جانے کو ہی
مہر آنے کو ہی وہ رشک قمر جانے کو ہی
چند دن سے ہی خبر مشہور اُسکے کوچ کی
اہی صبا تبلادے وہ گلرو کدھر جانے کو ہی

پھنس کے تیرے دامِ گیسو مین سن اے نازک ادا
طائرِ دل جا چکا مرغِ جگر جانے کو ہی

ہو نہ نازان حسنِ لف و رخ پہ کر کے اعتبار
ایک دن یہ شام غافل یہ سحر جانے کو ہی

شوق کے معنی یہ ہین گو وہ نہین لکھتا جواب
خط ہزاروں جا چکے پھر نامہ بر جانے کو ہی

سر فروشی کے لیے تیار ہو عاشق ترا
اب ترے کوچے مین بیخوف و خطر جانے کو ہی

آمد اس سروِ سہی کی سن کے استقبال کو
سرو لیکر فاختہ کو بیخطر جانے کو ہی

اے تجمل مصلحت یہ ہی کہ مل لو راہ مین
دوست اسدم سنتے ہین دشمن کے گھر جانے کو ہی

ایک دم دل نہین سنبھلتا ہی
دمبدم سینے مین اچھلتا ہی

بیوفا نے بگڑ کے مجھسے کہا
کیون نہین در سے میرے ٹلتا ہی

یار کہنے لگا کہ کوئی کام
نہین تعجیل سے نکلتا ہی

بد منا کیا خطا ہوئی مجھسے
آنکھین کیون واسطے بدلتا ہی

پہلے روکا اُنھین نہ کیون دل نے
نفع کیا اب جو ہاتھ ملتا ہی

لاکھ چاہا نہ آئے وہ مرے گھر
نہین فقرون سے کام چلتا ہی

ہی مئی حسن سے وہ بت سرمست
چال متوالی کیسی چلتا ہی

دیکھ ساقی کہین نہ سرکہ ہو
خُم مے آج کیون اُبلتا ہی

یاخدا خیر آج سینے مین
بے طرح دل مرا اُچھلتا ہی

کیون نہ حسرت کہون مین گردون کو
ہر دم اک رنگ یہ بدلتا ہی

۲۱۴
یار تو بس مین ہی تجمل کے
کف افسوس غیر ملتا ہی
۹

زمین رہیگی نہ باقی نہ آسمان باقی
رہیگی ذاتِ خداوندِ انس وجان باقی

بتاؤ لیلی و مجنون ہین اب کہان باقی
جہان مین رہگئی ہی اُنکی داستان باقی

غرورِ حسن پہ اے طفل کر نہ بہرِ خدا
جہان مین پیر رہینگے نہ یہ جوان باقی

یہ سوزِ ہجر نے اُسکو جلا کے خاک کیا
رہا نہ سینے مین دل کا کہین نشان باقی

گر سنگدانِ جہان کا جو دست رس ہوتا
نہ رہتا مہرِ فلک کا بھی قرص نان باقی

تمام پیشِ سگِ کوے یار صرف ہوئین
رہی نہ ایک دعا بہرِ پاسبان باقی

یہ تیرے دور مین اے بت رواج کفر کا ہے
کہ مسجدون مین نہین نام کو اذان باقی

شبیہ تیری کفِ پا کا چہرہ اُسکا ہے
یہ آجتک ہے دلِ ماہ مین گمان باقی

اجل تجمل اُلٹ دیگی ایک دن یہ بساط
رہینگے یار نہ ہمدم نہ مہربان باقی

آج میخانے مین میرا دلربا آنے کو ہے
ساقیا ہشیار ہو گلگون قبا آنے کو ہے

نغمہ سنجی پھر کرینگے عندلیبانِ چمن
فصلِ گل گلشن مین اے بادِ صبا آنے کو ہے

باغبان سے کہدو کردے ہر روش آراستہ
سیرِ گلشن کو مرا نازک ادا آنے کو ہے

چار دن کی فصلِ گل پر تو بہت اترا گئی
بلبلِ خود رفتہ اب تیری قضا آنے کو ہے

کل سے دل گھبرا رہا ہی یا الٰہی خیر ہو
سر پہ عاشق کے کوئی تازہ بلا آنے کو ہی

صبح سے اے عندلیبو باغ مین ہون منتظر
کچھ پیام اُس گل کا اب لیکر صبا آنے کو ہی

جامِ مے خم اور صراحی میکدہ بھی صاف رکھ
ساقیا دم مین ہمارا مہ لقا آنے کو ہی

۲۱۶

کیون پریشان اے تجمل ہو زیارت کے لیے
جلد اب وقتِ حصولِ مدعا آنے کو ہی

۱۲

وصل کے اقرار کی تحریر آدھی رہگئی
ہو گئی جلدی سحر تقریر آدھی رہگئی

قیس کہتا تھا جنون ہے دیکھ تو گردش مری
پانون مین گھس گھس کے اب زنجیر آدھی رہگئی

تھی تمنا دود کی مجھکو اور اِک بوسہ ملا
کیا دعاؤن مین مرے تاثیر آدھی رہگئی

لاغری نے قیس کے طرفہ دکھایا شعبدہ
گھٹ کے آئینہ مین بھی تصویر آدھی رہگئی

دستِ قاتل کی نزاکت سے ہوا پورا نہ کام
کھنچ کے میرے حلق پر شمشیر آدھی رہگئی

بڑھ گئی خود رفتگی یہ مانی و بہزاد کی
کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہگئی

دوپہر کے وقت اُلٹی رخ سے جب اُنقاب ۔۔۔ چرخ پر خورشید کی تنویر آدھی رہگئی

ہو بُرا حجام کا کاٹا جو گیسو اُسکا نصف ۔۔۔ دل تھے جکڑے جسمین وہ زنجیر آدھی رہگئی

خاک پائے یار سے کیا تو نے کی تھی ہمسری ۔۔۔ کیون تری تو قبر اے اکسیر آدھی رہگئی

خط بنا کر نصف یہ حجام بولا یار سے ۔۔۔ مصحفِ رخ کی بس اب تفسیر آدھی رہگئی

سرو قد اُٹھتا تھا یا اب نصف قد اُٹھنے لگا ۔۔۔ یار کے آگے مری تو قیر آدھی رہگئی

۲۱۶

گھر نہ آرستے ہی مین کرے تجمل سے کلام
اب تو خواہش اے ہبت بے پیر آدھی رہگئی

رگِ گردن نہ کٹی لاکھ تبر ٹوٹ گئے ۔۔۔ رشتے امید کے اے بانیِ شر ٹوٹ گئے

غرتِ دہر ہے اک چشم زدن مین دولت ۔۔۔ اشک آنکھون سے گرے جن کے گہر ٹوٹ گئے

حال میخانہ مین مستون کا نہ پوچھو ہم سے ۔۔۔ شیشہ کیا ٹوٹ گیا اُنکے جگر ٹوٹ گئے

وامق و کوہکن و قیس ہی موقوف ہے کیا ۔۔۔ اُسکی دیوار سے کن کن کے نہ سر ٹوٹ گئے

اُڑ کے جا سکتے نہین سوے چمن اے صیاد
ایسے مرغانِ قفس ٹوٹ پے کہ پر ٹوٹ گئے

شیشۂ قلبِ شکستہ کا ہی جڑنا دشوار
سنگِ غم سے مرے سب بختِ جگر ٹوٹ گئے

ہنسکے بولا وہ ستمگر ہین کہان بختِ جگر
جھوٹ کہتا ہی دکھا مجھکو کدھر ٹوٹ گئے

شوق سے دیکھیے لیکر گہرِ اشک مرے
کیا مزا ہاتھ سے یہ گر کے اگر ٹوٹ گئے

کیون نہ آنکھون مین کہے یار اندھیرا چھائے
پھنسکے گیسو مین ترے تارِ نظر ٹوٹ گئے

فرقتِ یار مین آندھی یہ چلی آہون کی
جتنے عالم مین تھے سرسبز شجر ٹوٹ گئے

کوہکن کوہ کو کاٹا کیا پر کٹ نہ سکا
مقصدِ دل نہ ملا کتنے تبر ٹوٹ گئے

رہگئی دل مین ترے سیبِ زنخدان کی ہوس
نخلِ امید مین آ آکے ثمر ٹوٹ گئے

شمعِ محفلِ اغیار مین پروا کیا ہی
شیشے فانوس کے ٹکرا کے اگر ٹوٹ گئے

خالِ رخسارِ صنم سے وہ مقابل جو ہوے
تیغ کے ہاتھ سے گلہاے سپر ٹوٹ گئے

ق

زندگی بحرِ جہان مین ہی تجمل کوئی دم



بلبلے دیکھو ادھر اُٹھے اُدھر ٹوٹ گئے

ساقیا خاموش کیون بہت اعنب بتول مین ہی
بھولی ہی آواز قلقل کیا سبب بتول مین ہی

بچکے رندون سے ہی کیسی دختر رز دم بخود
جلوہ آرا خوب باعیش و طرب بتول مین ہی

محتسب کی میکدے مین ہی جو آنے کی خبر
دخت رز مہتاب ہوکر جان بلب بتول مین ہی

ہی پری کی طرح سے شیشے مین اُتری دخت رز
چھپکے میخوارون سے کیرنج و تعب بتول مین ہی



پی چکے سب رند اب حصہ تجمل کا ہی یہ
ساقیا جلدی پلا جو کچھ کہ اب بتول مین ہی

جان دیدین یہ دل مین آیا ہی
تمنے ہمکو بہت ستایا ہی

میکدے مین جو واعظ آیا ہی
اِسکو کسنے پتا بتایا ہی

مجھسے ہر دم وہ ہنسکے کہتے ہین
کسلیے تمنے دل لگایا ہی

زلف مشکین پہ تیرے ہوتے نثار
مشک نافہ ختن سے آیا ہی

میری آواز سُنکے وہ بولا
دیکھو ڈیوڑھی پہ کون آیا ہی

بلبلین اُڑ گئین ہین گلشن سے
کیسا صیاد نے ستایا ہی

اے صنم پوچھتا ہون مین کس نے
روٹھ جانا تجھے سکھایا ہی

گلبدن کی جو آج ہی آمد
باغ نے فرشِ گل بچھایا ہی

بات تم شرم سے نہین کرتے
کسلیے پھر ہمین بُلایا ہی

بُلبلین کسلیے ہین نغمہ سرا
آج گلشن مین کون آیا ہی

۲۲۰

اب ہمین کچھ نہین تجمل غم
اُس قمر نے گلے لگایا ہی

۸

یار تھا مجھسے مکدر اب صفائی ہوگئی
شکر ہی قیدِ مصیبت سے رہائی ہوگئی

تجھسے شکوہ کچھ نہین اے بت ہی قسمت کا قصور
ایک تو دشمن ہوا کیا سب خدائی ہوگئی

دیکھکر اُس گلبدن کو کیسی دونون مین چلی
بلبل و گل مین عجب باہم لڑائی ہوگئی

بار اب پھولون کے کنگن کا بھی اٹھ سکتا نہین
رفتہ رفتہ اُنکی یہ نازک کلائی ہوگئی

دیکھکر مہرو کو میرے چہرۂ خورشید پر
ایسی زردی آگئی رنگت طلائی ہوگئی

مرکے دنیا سے گیا ہر ہاتھ خالی کس طرح
کیا سکندر کی وہ ساری بادشاہی ہوگئی

طمع سے دانے کی پھنسکر دام مین صیاد کے
بلبل و گل مین بس اب کیسی جدائی ہوگئی

۲۲

ای تجمل پھر تو تجھسا کوئی دنیا مین نہین
یار کے در تک اگر تیری رسائی ہوگئی

۱۰

مرید آکے صغیر و کبیر کیون ہوتے
سفید ریش نہوتے تو پیر کیون ہوتے

حسین ہوتے نہ تم تو اسیر کیون ہوتے
تباہ حال یہ برنا و پیر کیون ہوتے

تمھارے حسن کی شہرت اگر نہ ہم کرتے
تو تم جہان مین عدیم النظیر کیون ہوتے

ہمین جو بھول کے ہوتی ہوس ہائی کی
تمھاری زلف سیہ کے اسیر کیون ہوتے

تمھارے دل مین اگر ہوتی میری کچھ بھی جگہ
رقیب میرے تمھارے مشیر کیون ہوتے

تمہارے عشق مین گر آن بان سے رہتے
تمہاری آنکھون مین اتنے حقیر کیون ہوتے

خدا کرے کہ کسی سے نہ کوئی دب جائے
شریر ہوتے جو ہم تم شریر کیون ہوتے

اگر علی کو نہ مرغوب طبع ہو جاتے
سوائے دانۂ گندم شعیر کیون ہوتے

پہنتے جبہ و دستار اسطرح نہ اگر
جہان مین سالکون کے شیخ پیر کیون ہوتے

۲۲۲
نہوتا دل سے تجمل جو دستدار علی
خدا کے سامنے وہ دستگیر کیون ہوتے

جو ساقی یار رہتا میکدے مین اور ہم ہوتے
تمنا سب نکل جاتی نہ پھر رنج و الم ہوتے

جیا جب تک جہان مین بس رہی یہ آرزو مجھکو
کہ سینہ سینے سے اور لب سے لب اسکے بہم ہوتے

مزہ اس رنج غربت کا جو عاشق ہو وہی جانے
جو تم عاشق مرے ہوتے تو پھر کیا کیا ستم ہوتے

جو زندہ قیس ہوتا ہم مقابل اسکے ہو جاتے
نہ ہم سے بیش وہ ہوتا نہ ہم کچھ اس سے کم ہوتے

ترے زیر قدم خود دوڑ کے یہ فرش ہو جاتے
میسر مردم دیدہ کو میرے گر قدم ہوتے

نحوست تیرے عاشق کی جہانمین صاف ظاہر ہے
کبھی جلتا نہ دشت و در نہ ایسے گرقدم ہوتے

میانِ عاشق و معشوق خواہش تھی یہ الفت کی
بظاہر گو تھے دو قالب باطن ایکدم ہوتے

یقیناً لاش عاشق کی لحد مین بیخطر ہوتی
سرِ تربت اگر وہ فاتحہ خوان ایکدم ہوتے

گرفتارِ مصیبت ہین ہم اپنے ہاتھون سے
نہوتے گر ترے عاشق تو کیون یہ رنج و غم ہوتے

۲۳۳
تجمل کس زبان سے کرسکے توصیف احمد کی
نہوتی ذات اقدس تو نہ یہ لوح و قلم ہوتے

ہر جا گا بختِ خوابیدہ وہ حیا کیون تغافل ہے
رخِ جانان کے بوسے لے بس اب دل کیا تامل ہے

نہین ہے زلفِ جانان سے اگر کچھ سلسلہ اُسکو
پریشان باغبانو کسلیے گلشن مین سنبل ہے

دہن کا تیرے قائل ترے عارض کا وہ عاشق
ترا مداح گلشن مین ہر اک غنچہ ہر اک گل ہے

ادھر زلف اُدھر رخسار ادھر بیمار اُدھر اچھا
اگر دیکھو تو کوئی شے نہین یان بے تقابل ہے

نہ ٹال اِسکو خدارا وعدۂ فردا سے محشر پر

۲۲۴ ترے دیدار کا مشتاق مدت سے تجمل ہے ۱۳

وصل کی شب یا خدا کیون اتنی چھوٹی ہوگئی
نقدِ دل دینے پہ بھی تقدیر کھوٹی ہوگئی

چشم و ابرو خال خط سب تو موذی تھے مگر
دل کے ڈسنے کو ناگن تیری چوٹی ہوگئی

۲۲۵ بلبلو خوش ہو تجمل یہ سناتا ہے خبر ۱۲

مر گیا صیاد لو تیجے کی روٹی ہوگئی

جھوٹے وعدے ہو روز کر جاتے
کر کے اقرار ہو مکر جاتے

سبزۂ روے یار گر پاتے
آہو آنکھون سے آکے چر جاتے

عاشقون مین بڑی تھی بدنامی
تیرے کوچے سے ہم اگر جاتے

ہجر مین میرے نالۂ سوزان
آگ لگتی اُدھر جدھر جاتے

پر کترتا اگر مرے صیاد
باغ مین اُڑکے بال و پر جاتے

روکتے پھر نہ یار کے دربان
ساتھ گرلے کے سیم و زر جاتے

رکھدے

رکھدے تلوار کے تلے گردن
وہ نہ تھے ہم ذرا جو ڈر جاتے

تو نہوتا جو راہبر مجنون
کسلیے سوے دشت و در جاتے

ہمنے ایسی کڑی اُٹھائی ہی
آکے سب کہکے الحذر جاتے

گر زبان سے نہ دیتے مجھکو جواب
ابروون سے اشارہ کر جاتے

دیکھ لیتے جو شیخ میخانہ
خم کے خم آکے خالی کر جاتے

(۲۳۶)

آستان پر جو اُسکے ملتی جا
کیون تجمل اِدھر اُدھر جاتے

(۹)

کھدی جب قبرِ عاشق خاک نکلی
صدا اک ہاے کی غمناک نکلی

ہزارون کو کیا اک دم مین زخمی
عجب تیغِ نگہ سفاک نکلی

خدا سب کو بچائے دخترِ رز سے
عجب ناکتخدا چالاک نکلی

نہ ڈوبی یہ کبھی بحرِ جہان مین
بطِ مے کس قدر پیراک نکلی

قضا بھی بھاگ جائیگی جہان سے
جو تیری تیغ اہی سفاک نکلی

دیا بھی اُسنے تو اک لب کا بوسہ
ہماری آرزو کیا خاک نکلی

تری تصویر سے تصویر یوسف
مقابل جب ہوئی کا واک نکلی

وہ وحشی تھے کہ دیوان سے ہمارے
جو نکلی بیت وحشت ناک نکلی

۲۲۷

حسد سے دیکھنا روح تجمل
غم شبیر مین غمناک نکلی

۱۰

اے بت گدا ہین کے ترے دل جلے ہوے
دھونی کا ہین بھبوت بدن پر ملے ہوے

پامال کرنے کو دل عاشق کی فکر ہے
قاتل جو دست و پا مین ہے مہندی ملے ہوے

ابرو ہین عقرب اور ہین گیسوے یار کے
جوڑے یہ موذیون کے غضب ہین پلے ہوے

آویزے ہین سیاہ جو اُسکے کان مین
یہ عاشقون کے دل ہین لٹکتے جلے ہوے

مردون کو دیکھکر یہ نکیرین کہتے ہین
مہمان لحد مین آئے ہین منزل چلے ہوے

چھیڑا جو مہروش کو تو قسمت کو دیکھیے
بولا وہ تمسے ہمتو بہت ہین جلے ہوے

کیا موسمِ خزان ہی کہ ویران ہوے چمن
بے پھول پھل ہے جو شجر تھے پھلے ہوے

کہنے لگا صنم کہین نازل نہو بلا
کوچے سے میرے رہیو ذرا تم ٹلے ہوے

دارا کا ہی پتا نہ سکندر کا ہی نشان
لاکھون اسی طرح سے زمین کے تلے ہوے

(۲۲۸)

۸

محشر مین حق کے آگے تجمل کو دیکھنا
جائیگا خاکِ تربتِ حیدر ملے ہوے

مثالِ صاعقہ بجلی جو کانون کی چمکتی ہی
یہ ضو ہی جس سے آنکھ اہلِ تماشا کی جھپکتی ہی

گلون کے چند روز حسن پر یہ کبر کی باتین
ارے بلبل زبان کو روک کیون بیکار بکتی ہی

پلاتا کیون نہین ساقی ہی دل بیتاب مستون کا
می گلرنگ کیسی آج شیشے مین چمکتی ہی

ارے صیادِ ظالم بال و پر کیون نوچ ڈالے ہین
قفس مین مثلِ بسمل بلبلِ ناتوان پھڑکتی ہی

نہ آجائے کہین چپکے سے یہ کودنا چھوڑو
تمھاری بار کاکل سے کمر ہر دم لچکتی ہی

نہ ڈس جائے کسی کو زہر اسکا لاؤ سمجھو
کمر پر زلف جانان کی جو ناگن سی لٹکتی ہے

مکان یار مین تو بے طلب جانا ہے ناممکن
اری باد صبا سر اپنا کیون در پر پٹکتی ہے

تجمل

۲۲۹

سننے والون مین ہے عالم مرغ بسمل کا
طبیعت میری ہر اک شعر کو سنکر پھڑکتی ہے

بلندی کا نہین ہے نام بھی اس حبہ پستی ہے
لحد پر عاشق ناشاد کے حسرت برستی ہے

کسی بسمل مین دم تک بھی نہین باقی ہے مقتل مین
تری تلوار اے سفاک کیون ہر بار کستی ہے

سحر کو شام کو زلف سیہ اس ماہ تابان کی
دل عاشق کو ناگن کیطرح بل کھاکے ڈستی ہے

متاع مہر ہے وہ قیمتی بازار عالم مین
اگر ملجائے نقد دل کے دینے سے تو سستی ہے

یہ چلاکر ترا عاشق سر بازار کہتا ہے
متاع نقد دل ہان مول لیلو کیسی سستی ہے

ہون قائل ظاہری اسلام کے کیا اہل بتخانہ
خدا کے گھر مین کر شیخ صرف بت پرستی ہے

خمیدہ ابروے قاتل کا ہونا عین خوبی ہے
اصالت مین وہی اچھی ہے جو تلوار کستی ہے



پلا دے ساقی کوثر تجمل کو مُے طاہر
دل بیتاب کو اُسکے ازل سے شوق مستی ہے

۲۳۰

مے سے اور قاسمِ مے سے جو مراز ور چلے
دورِ مے آٹھ پہر خوب شرابور چلے

ہم نبل ہوتے ہی پہلو سے روانہ وہ ہوے
رہگئی دل مین ہوس کرتے ہوے شور چلے

سیرِ گلشن کو ہمارا جو سلیمان نکلا
اُسے لینے کے لیے رقص کنان مور چلے

عمر بھر مانگین دعائین نہ بر آئی امید
لیکے ہم لشکرِ اندوہ تہ گور چلے

ڈر سے دربانون کے دیکھو شبِ دیجور مین ہم
چلے اسطرح پہ جسطرح کوئی چور چلے

حق نے کسواسطے بھیجا تھین کیا تمنے کیا
آنکھین کھولے ہوے آئے تھے مگر کور چلے



کیسی حسرت سے یہ کہتا ہے تجمل دل سے
سچ تو کہتے ہو کہ تقدیر سے کیا زور چلے

۲۳۱

تری فرقت مین ایسی نیند عاشق کی اچٹتی ہے

نہین کاٹے کسی صورت سے کالی رات کٹتی ہی

سوا اُس گل کے پڑ جاتے ہین اُسکو جان کے لالے

وہ کاکل مثلِ افعی جسکی گردن سے لپٹتی ہی

کہو اُس طفل سے نازان نہ خوبی کے بڑھنے پر

شباب آتا نہین ہی دیکھ تیری عمر گھٹی ہی

صدا تکبیر کی دیتی ہی دم الفت کا بھر بھر کر

رگِ گردن جو میری خنجرِ قاتل سے کٹتی ہی

مثالِ مرغِ وحشی ہی پر پرواز کو تولے

جدا ہونے کو مجھسے روح قالب مین سمٹتی ہی

محبت کیا نہین باقی ہی اب گلشن کے پھولون سے

بتا بلبل تو کیون گلرو کے دامن سے لپٹتی ہی

تعجب پر تعجب ہی کبھی اُلجھی نہ تھی ایسی
جنون تبلادے کیون زنجیر پاؤن مین لپٹتی ہی

خدا کی شان میرے گھر پہ اُنکو غیر لے آیا
عدو بھی دوست ہوجاتے ہین جب قسمت پلٹتی ہی

تجمل کو بشارت یہ ملی ہی اپنے آقا سے
کہ آ پہونچے خوشی کے دن مصیبت ساری کٹتی ہی

ہوا خزان کی چلی اب بہار چل نکلی
چمن سے بلبلون کی بھی قطار چل نکلی

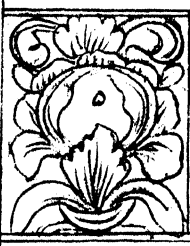
فراقِ غنچہ وگل مین چمن سے اب بلبل
لیے ہوے جگر داغدار چل نکلی

تمھارے رخ پہ خطِ سبز کی جو آمد ہی
شباب وحسن کی اب تو بہار چل نکلی

تلاشِ قیس مین لیلی بھی جانبِ صحرا
حجاب کچھ نہ رہا بیقرار چل نکلی

ہماری روح مسیحا تلاش مین تیرے
بدن کو چھوڑ کے کیا بیقرار چل نکلی

تمھارے ہجر مین اب تو ہماری آہ جگر — رُکی نہ رُکنے سے بیقرار چل نکلی




ہوا جو قلب تجمل کا آب ہو کر بہ
اُسی سے چشم کی بھی جوئبار چل نکلی

یہ سلجھانے سے میرے اور کچھ بڑھکر اُلجھتی ہی — بتا یہ کاکلِ مشکین تری کیونکر سلجھتی ہی

نہین ہی بے سبب یہ مسکرانا اے صبا ہر دم — چمن مین ہر کلی بلبل کی باتون کو سمجھتی ہی

خدا کی شان ہی زائل کیا ہی حسن کب اُسنے — تمھاری زلف اے جان خط سے کیون کر دم اُلجھتی ہی

کبھی یہ سیانا کرتی نہین ہی شیخ صاحب کا — نہین معلوم کیا بنت العنب دلمین سمجھتی ہی




تجمل ہجر جانان مین طبیعت ہی یہ شوریدہ
کہ اسکو لاکھ سمجھائے کوئی یہ کب سمجھتی ہی

مشکلِ عشق الٰہی مری آسان ہو جائے — ملنے کا اُس ستم ایجاد سے سامان ہو جائے

وہ پری وش سوے میخانہ جو آنکلے کبھی — دیدۂ جام مین کچھ اور ہی سامان ہو جائے

باغ جنت کو بھی گر یار سے خالی دیکھوں
کیا عجب نظروں مین میری وہ نیستان ہوجاے

دل دیوانہ یہ کہتا ہی کہ اے جوش جنون
ٹکڑے ٹکڑے ترے ہاتھوں سے گریبان ہوجاے

ہاتھ کاتیرے لکھا ہو جو شہادت نامہ
میری بخشش کا وہی حشر مین فرمان ہوجاے

عکس پڑجاے اگر چہرہ روشن کا ترے
ذرہ ہم مرتبہ مہر درخشان ہوجاے

تیغ ابرو سے قلم سر کو جو میرے کردے
ہون سبکدوش مین قاتل ترا احسان ہوجاے

دیکھ لے گر سر بازار کہین حسن و جمال
بس خریدار ترا یوسف کنعان ہوجاے

کبک شرمندہ ہو اور برگ حنا ہو پامال
گلبدن اپنا چمن مین جو خرامان ہوجاے

چشم انصاف سے دیکھے جو ترا جاہ و حشم
ہر شہنشہ ابھی در کا ترے دربان ہوجاے

دست دشمن سے اسے پہونچے بھلا خاک گزند
مثل یوسف کے خدا جسکا نگہبان ہوجاے

قبر عاشق پہ گذر ہو جو مسیحا تیرا
زندہ اک آن مین وہ مردہ بیجان ہوجاے

خالق کون و مکان گر کرے رحمت کی نظر
گل نبین خار ہر اک دشت گلستان ہوجاے

بخت شوریدہ وہ ہو جاؤن تو ہر ذرہ خاک
روکنے کے لیے در کا ترے دربان ہو جاے

ہی دعا تجھسے یہ ہر دم مرے ستار عیوب
لاش عاشق کی پس مرگ عریان ہو جاے

فصل گل کی جو ابھی آے تو ہر زخم جگر
لالہ و گل کیطرح سینے مین خندان ہو جاے

حکم خالق ہو تو ہر کوہ پر کاہ بنے
مور رتبے مین ابھی رشک سلیمان ہو جاے

۲۳۵
کچھ نہین روضۂ حیدر پہ پہونچنا مشکل
گر تجمل پہ ذرا رحمت یزدان ہو جاے

ساقی کوئی دم تو مری گلفام کی ٹھہرے
ہان طالب نام کے لیے آرام کی ٹھہرے

اے پیر مغان کسلیے ہی تجھکو تامل
زر دینے کو تیار ہون ہم جام کی ٹھہرے

ہم پہلے ہی سے دیچکے تجھے نقد دل اپنا
اب جان بھی حاضر ہی اگر کام کی ٹھہرے

اس گل سے تو اب بات بنے گفتار ہی مشکل
بلبل کے وسیلے ہی سے پیغام کی ٹھہرے

گھر بار لٹا دون مین ابھی راہ خدا مین
اے بخت اگر وصل گل اندام کی ٹھہرے

گھبراتا ہی کیون کوچۂ جانان مین دلِ بیدل
چلنے کے لیے صبح نہین شام کی ٹھہرے

فرقت کے تو اب تک ہین پڑے داغ ہزارون
اب دیکھیے کیا اِس دلِ ناکام کی ٹھہرے

قاصد مرے گلرو کی خبر جلد جو لاوے
تجویز ترے واسطے انعام کی ٹھہرے

دکھلاتے نہین شکل جو کوٹھے سے اُتر کر
راضی ہون مین دیدارِ لبِ بام کی ٹھہرے

ہو دل کو یقین وصل مین کچھ ہونہ تامل
گر دخترِ رز شیخ کو بیدام کی ٹھہرے

ہو جائے صفائی مرے ساقی کی بدولت
اُس گل سے جو تفہیم کی اِفہام کی ٹھہرے

کرتا ہون نصیحت اُنھین لیکن مجھے ڈر ہی
ایسا نہ نیکی مین بھی الزام کی ٹھہرے

کعبے کے عوض بہرِ طوافِ درِ جانان
اب قصد مصمم ہی کہ احرام کی ٹھہرے

ڈر مجھکو ہی ایسا نہ بوسے کی طلب مین
بیفائدہ پھر یار سے دشنام کی ٹھہرے

دنیا کے بکھیڑون مین پڑے کیون ہو مجمل
آغاز مین سب کر چکے انجام کی ٹھہرے

نقد دل دیتے نہ گر تجھکو تو انگر ہوتے
کسلیے دست نگر تیرے ستمگر ہوتے

وجہ آوارگیِ دہر ہی کوچہ تیرا
نہ قدم رکھتے یہان لوگ بے گھر ہوتے

دیکھ لیتے جو کبھی مسند خوبی پہ تجھے
تو مگسران ترے دارا و سکندر ہوتے

خانہ بربادیِ عاشق کا کہان ذکر نہین
سن لے اے شوخ کہ چرچے ہین یہ گھر گھر ہوتے

اے فلک ہوکے خجل تیری نظر سے گرتے
یار کے رخ سے مہ و مہر جو ہمسر ہوتے

اشک آنکھون سے مرے ہجر مین تیرے گر کر
ٹوٹتے گر نہ تو گوہر سے بھی بہتر ہوتے

جب جلا سکتے مسیحاے فلک کشتۂ ناز
تب مسیحائی مین وہ تیرے برابر ہوتے

گنجفے کے ہین ورق میری نظر مین افلاک
آہ کرتا مین تو دم بھر مین یہ ابتر ہوتے

مثل بلبل نہ جدا ہوتا مین اپنے گل سے
اپنے بازو مین بھی پرواز کو گر پر ہوتے

ضربت تیغ علی تھی کہ خدا کا تھا قہر
قطع کسطرح نہ جبریل کے شہ پر ہوتے

ٹھیک سنتے نہ نکیرین امامت کا جواب
نام معصوم اگر مجھکو نہ ازبر ہوتے

اپنے سینے مین یہ کیون داغ ہزارون رکھتے
آتشِ زخم پہ جو اسپند نہ دلبر ہوتے

حشر کے روز بھلا کون شفاعت کرتا
حامیِ کلِ امم گر نہ پیمبر ہوتے

تیرے بیمارِ غمِ ہجر کو اے رشکِ مسیح
دیکھنے آتے جو عیسیٰ بھی تو ششدر ہوتے

طوقِ گردن مین غلامی کا پہن لیتے ابھی
قامتِ یار سے ہمسر جو صنوبر ہوتے

دینِ اسلام کسی طرح نہ اکمل ہوتا
نائبِ احمدِ مرسل جو نہ حیدر ہوتے

اے تجمل کبھی اصنام نہ ہوتے پامال
دوشِ احمد پہ جو کعبے مین نہ حیدر ہوتے

۲۴ ۲۵

مین تنگ آیا ہون اُس بت کی کمر سے
دہن کی طرح غائب ہے نظر سے

نہ دیکھو تم نگاہِ تیز تر سے
گذر جائیگا یہ ناوک جگر سے

رخِ سیمین کا اک بت کے ہون کشتہ
لکھین سب لوحِ تربت آبِ زر سے

یہی ہے آرزو مجھ ناتوان کی
کہ پٹکا بن کے لپٹون اُس کمر سے

جہان تھا قیس و ان پیدا ہوا تب سے — صدائے ہائے لیلیٰ دشت و در سے

قدم گر ضعف سے اُٹھتے نہین ہین — چلونگا کوچۂ جانان مین سر سے

ہوائی چاند کے چہرے پہ چھوٹی — بر آمد جب ہوا وہ مہر گھر سے

تری تیغِ نگہ کے روکنے کو — ہمارا سینہ ہی بہتر سپر سے

نہین اِنمین فروغِ روے جانان — تنفر ہی مجھے شمس و قمر سے

پڑا ہی رات دن گردش مین گردون — ہمارے نالۂ دل کے اثر سے

مرے رشکِ چمن کی کچھ خبر ہی — بتا بادِ صبا آئی کدھر سے

ہمین جب تیرے درہانون نے روکا — پھرے مایوس کیسے تیرے در سے

لکھا خط مین اُسے مینے کہ سب حال — زبانی پوچھ لینا نامہ بر سے

شرافت کا نہین ہی کوئی پرسان — ہی اب تو ساری عزت سیم و زر سے

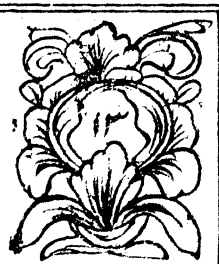
تمنا ہی یہی مقتل مین میری — فدا ہون اُسکے قدمون پر مین سر سے

انشاء

اشارہ پاتے ہی بس جان دیدی — نہین گردن ہلائی تیرے آگے
ترے سیبِ ذقن کو یار تِل نے — مشابہ کر دیا داغی ثمر سے
تبون پر کیون نہ خاموشی ہو طاری — نکالے یہ گئے خالق کے گھر سے
ابھی کشتی گردون غرق ہو جاے — اُٹھے طوفان جو میری چشم تر سے
ہوئی کیون گل سے بلبل کو ندامت — چھپاے آج کیون ہو مُنھ کو پر سے
گوارا دل نہین کرتا ہی یہ بھی — کہ اک دم بھی وہ پنہان ہو نظر سے
غمِ یوسف مین یہ یعقوب روئے — کہ دھویا ہاتھ ہی نورِ نظر سے
نہین اُٹھتا ہی مثلِ اشک عاشق — گرا ہی جو کوئی اُسکی نظر سے
سُنا ہی غیر کے گھر وہ گئے ہین — نہ کیون وحشت ہو پیدا اِس خبر سے



بجمل کو نہین کچھ خوف محشر
بچائینگے علی نارِ سقر سے



دل کو وصلت کی تمنا یار باقی رہگئی
آنکھ کو بھی حسرتِ دیدار باقی رہگئی

لاکھ سیدھا اُسکے نقشے کو مصور نے کیا
پر کجیِ ابروے خمدار باقی رہگئی

سختیِ گردن کو میری پوچھے قاتل سے کوئی
ٹوٹ کر آدھی فقط تلوار باقی رہگئی

لاکھ اُس بے مہر نے ساری محبت دور کی
دل مین لیکن اُلفتِ اغیار باقی رہگئی

اُسکو بھی پیری نے دو ہی دن مین زائل کر دیا
کب بہارِ سبزۂ رخسار باقی رہگئی

گو مرے ہمدرد محبوں نے نکالی پاؤن سے
پر شکستہ ہو کے نوکِ خار باقی رہگئی

ہے کہان فصلِ خزان مین کبک جو دکھلائے حال
زاغ کی اب باغ مین رفتار باقی رہگئی

ہے مسلمانِ برہمن قشقہ جبین پر کفر کے
اک علامت اہلِ بت عیار باقی رہگئی

جسم سارا خاکِ مرقد ہوگیا مشتاق کا
چشمِ تر لیکن پرِ دیدار باقی رہگئی

کیون نہ آسان ہوگئی مشکل مری حیران ہون
آجتک کیون حیدرِ کرار باقی رہگئی

دخترِ رز کے شوق مین سب جامۂ تن بیچکا
ساقیا سر پر فقط دستار باقی رہگئی

ایک دن تو نے نہ پاس اپنے بٹھایا بزم مین
حسرت دل اے بت عیار باقی رہگئی



ہے تجمل آرزو پوچھین نجف مین مرتضیٰ
اب تمنا کون اے زوار باقی رہگئی



گر جاتے ہو ہر سخن پہ ہنستے ہنستے
آئی نہ کبھی دہن پہ ہنستے ہنستے

کیا شوق ہے پھانسی کا مجھے اے قاتل
رکھدی گردن رسن پہ ہنستے ہنستے

دینے نہ دیا کفن تو پروا کیا ہے
جاتے ہین برہنہ تن پہ ہنستے ہنستے

دھوکے سے بہار کے جو آئی بلبل
کیا کیا روئی چمن پہ ہنستے ہنستے



غم دوست کوئی نہین تجمل ہمسا
گل کھاتے ہین ہم بدن پہ ہنستے ہنستے



یاد جسوقت تری زلف رسا آتی ہے
اے پری سر پہ مرے کالی بلا آتی ہے

شب فرقت نہین آتی ہے بلا آتی ہے
جان لینے کے لیے بن کے قضا آتی ہے

کوچۂ گیسوے دلدار سے کیا آتی ہے
تجھسے بو مشک کی اے بادِ صبا آتی ہے

اڑ گیا رنگ محبت کا چمن سے بلبل
ایک گل سے بھی نہین بوے وفا آتی ہے

دیکھتا ہے وہ مسیحا جو رگِ نبضِ مریض
جلد مثلِ خبرِ تار شفا آتی ہے

ٹوٹنے مین ہے مرے دل کے نہ کچھ آواز آئی
شیشہ ہوتا ہے شکستہ تو صدا آتی ہے

اسقدر تنگ ہے بلبل کا تفس اے صیاد
بوے گل آتی ہے اسمین نہ ہوا آتی ہے

حوصلہ دل کا نکلنے نہین پاتا افسوس
شبِ وصلت ہی کے ہمراہ حیا آتی ہے

خوابگہ مین تری اے غیرتِ گل شام و سحر
پانون رکھتی ہوئی آہستہ ہوا آتی ہے

ہین وہ لاغر کہ کسی طرح نہین ملتے ہم
ڈھونڈھنے کے لیے ہر روز قضا آتی ہے

مس ہوئی ہے جو مرے گل کی تنِ نازک سے
ناز کرتی ہوئی گلشن مین صبا آتی ہے

چل تکبر سے نہ آگے ترے پیچھے مغرور
موت کھینچے ہوے شمشیر فنا آتی ہے

گوش دل سن کہ ہر اک قبر سے عبرت آمیز
گریہ حسرت و حرمان کی صدا آتی ہے

سانس لینے کی بھی اُسکو نہین دیتی مہلت
جان لینے کے لیے جسکی قضا آتی ہی

اِسطرح آتے ہین پوشیدہ وہ میرے گھر مین
پردہ چشم مین جس طرح حیا آتی ہی

بادہ نکہتِ گل پی کے ہوئی مست ایسی
لڑکھڑاتی ہوئی گلشن سے صبا آتی ہی

بزمِ عالم مین کہین عیش کہین ہی ماتم
کہین شادی کی کہین غم کی صدا آتی ہی

ذکرِ اغیار پہ کہتا ہی سنانے کو وہ شوخ
نام اِسیون کا نہ لو مجھکو حیا آتی ہی

جان کی طرح نکلتی ہی تبون کی الفت
کعبۂ دل مین اگر یادِ خدا آتی ہی

آہ صرصر سے جو مین زار اُڑا وہ بولے
پر نکلتے ہین تو چونٹی کی قضا آتی ہی

دیکھیے ہوتی ہی یا مالِ دل کس کس کی
بہرِ یا بوسی دلدار حنا آتی ہی

دستِ وحشت ہی کہ ہی موجِ نسیم اے بلبل
چاک کرتی ہوئی ہر گل کی قبا آتی ہی

زندگی چل کے تجمل ہو بسر اُس در پر
بے اجازت نہین جس در پہ قضا آتی ہی

چلے ہین دیر کو کیونکر حرم کی راہ یاد آئے
تبون کے ہم ہین طالب کسطرح اللہ یاد آئے

تپا ملتا نہین ظلمت کا جسجا نور ہوتا ہی
زمانے بھر کا غم بھولے اگر اللہ یاد آئے

تعلق ایک دم غم کا نہ چھوٹے ہجر جانان مین
اگر نالہ کبھی بھولون تو مجھکو آہ یاد آئے

ارے کافر تو اسدم سورہ یاسین کو پڑھوانا
بوقت نزع گر مجھکو کلام اللہ یاد آئے

ترے گیسو کو دیکھون تو نہ کیونکر دھیان ہو حق کا
شب تیرہ مین بتلاؤ نہ کیونکر ماہ یاد آئے

مبدل عیش وصلت کا یقین ہی غم سے ہوجائے
اگر فرقت کا مجھکو صدمۂ جانکاہ یاد آئے

اگر رتبے سے بے سایہ نشینی کے ہو آگاہی
نہ پھر تجھکو کبھی یہ خیمہ و خرگاہ یاد آئے

چڑھانا چادر گل آبرد کے ساتھ مرقد پر
جو مرنے پر کبھی گلرد ہماری چاہ یاد آئے

تبون کی بندگی سے اب تجمل تنگ آیا ہی
یہی ہر دم دعا ہی اب اسے اللہ یاد آئے

لے کے کروٹ آپ تو سویا کیے
شب کو ہم جاگا کیے رویا کیے

دولتِ وصلت رقیبون کو ملی
ہجر مین ہم جان کو کھویا کیے

بنگیا جوہر نہ چھوٹا میرا خون
لاکھ وہ تلوار کو دھویا کیے

دانۂ امید وصلت جان نثار
کشتِ دل مین عمر بھر بویا کیے

انتہا کا غم تھا ساری عمر ہم
ابتدائے عشق سے رویا کیے

عشق مین اُسکے دُرِ دندان کے ہم
زندگی بھر آبرو کھویا کیے

جامِ مے غیرون کو تم دیتے رہے
ہاتھ کو مل مل کے ہم رویا کیے

خونِ بسمل کا نہ اک دھبّا مٹا
آستین کو لاکھ وہ دھویا کیے

میرے حصے مین نہ آیا وہ مسیح
لاکھون مردے زندہ اور گویا کیے

کچھ نہ پوچھو حالِ ایامِ فراق
منھ کو آبِ اشک سے دھویا کیے

ہم بلائین دور سے لیتے رہے
بسترِ راحت پہ تم سویا کیے

آبرو پایا کیے اغیار حیف
پانون تیرے مل کے ہم دھویا کیے



یہ تجمل رات بھر جاگا کیا
غیر کے پہلو مین تم سویا کیے



کیا جانے وفا سوا جفا کے
پچھتاتے ہین اُس سے دل لگا کے

تبلاؤ تو جاتے کس طرف ہو
اُلٹی سیدھی مجھے سُنا کے

للہ صنم رخِ منور
دکھلا دے کاکلین ہٹا کے

بیتابی دل جو دیکھتے ہو
رکھ سینہ پہ اپنا ہاتھ لا کے

کب شانہ تھا موشگاف اتنا
گستاخ کیا ہے سر چڑھا کے

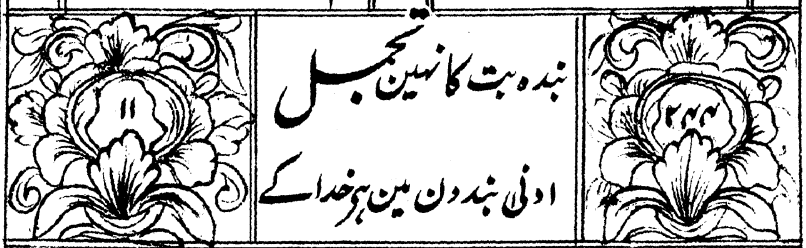
زاہد کو بھی میکدے مین ہمنے
بدمست کیا ہے مے پلا کے

ساقی نے کر دیا ہے مدہوش
رندون کو مے پلا پلا کے

کیا افعی زلف سے مرا دل
ڈسوایا ہے کاٹنا سکھا کے

صد شکر تمام شب کل اُنسے
باتین رہین مُنھ سے مُنھ ملا کے

جاگے نہ لحد کے سونے والے ہم تھک گئے شانہ کو ہلا کے



خون یہ جاکے کہدینا کہ مردے کے نشان لیجے

امانت پاس تھی اُسکے یہ اپنی بیڑیان لیجے

ہوئی جب پی کے خون میرا تمھاری تیغ آسودہ

تو اب کہتے ہین سب عاشق ہمارا امتحان لیجے

ہمارا مرغِ دل اب صید بننے کو ہی آمادہ

ذرا اب صید افگن ہاتھ مین تیر و کمان لیجے

جلا ہون سوزِ الفت سے اگر شک آپ کو کچھ ہو

دکھاتا ہون دلِ پر داغ فرقت کے نشان لیجے

ذرا آہستہ چلیے ہم بھی کچھ عیش و ہنر دیکھیں

سمندِ حسن کی بہرِ خدا دم بھر عنان لیجے

مزہ تلخیِ فرقت کا ذرا چکھیے تو کیسا ہے

دہن مین اپنے دم بھر کے لیے میری زبان لیجے

نکالا ہے اُسے خشکی دل اپنی دکھانے کو

لگا خون تک نہین ہے ہاتھ مین اپنے سنان لیجے

غبارہ تھا جلاڈالا ہے میری آہ نے اُسکو

زمین پر گر رہا ہے اک ذرا تھام آسمان لیجے

بنایا ہے حزین سینے کو اپنے دل کے داغون سے

پئے فرحت تر و تازہ ہمارا بوستان لیجے

تمھارے بیوفائی کا عوض ہم کو خدا دیگا

کہیگا مجھسے رضوان دیکھکر حورین جوان لیجے

ترے عاشق کے مقتل سے صبا جن چن کے لائی ہے
مسیحا گر جلا سکیے تو سوکھی ہڈیان لیجے



تجمل سے لحد بولیگی یہ شیرین کلامی سے
غم شیرین مین رو رو کے عیش جاودان لیجے



قدم تک وہ زلف دوتا آگئی ہے
بلا سر سے اب تا بہ پا آگئی ہے

اثر لینے آیا ہے اللہ رے رتبہ
لبون تک جب اپنے دعا آگئی ہے

ملی ہے گلے سے جو اہی تیغ قاتل
محبت ترے دل مین کیا آگئی ہے

گیا ہے وہ گلگشت کو جب چمن مین
قدم چومنے کو حنا آگئی ہے

رہا کردے بلبل کو صیاد ظالم
ترے دام مین بنجیا آگئی ہے

مرا نالہ سنکر کہا اسنے سب سے
کدھر سے یہ پر غم صدا آگئی ہے

لحد دیکھکر نعشِ عاشق یہ بولی
کہ یہ لاش کیون بے ردا آگئی ہے

وہ اِس سمت تیرِ نظر پھینکتے ہین
تہی مغزِ دل اب قضا آگئی ہے

یہ کہتی ہوئی چلتی ہے تیغ قاتل
کہ کُل کی قضا بے قضا آگئی ہے

نہین آئی ہے زلف چہرے پہ اُنکے
قمر پر یہ کالی گھٹا آگئی ہے

ہو کیا درد سر خاک ہے وان کی صندل
عجب ہاتھ میرے دوا آگئی ہے

گلون نے کہا ہے کہ ہے بیج بیان یہ
زبان پر جب اُسکے ثنا آگئی ہے

تجمل

تجمل کی محبت بھلا دے
کہ اب دل مین یادِ خدا آگئی ہے

اب نہ شرمائیے خدا کے لیے
چہرہ دکھلائیے خدا کے لیے

دمبدم اپنی زلفِ مشکین مین
دل نہ اُلجھائیے خدا کے لیے

گلے ملنے کو جی ترستا ہے
ہاتھ پھیلائیے خدا کے لیے

بولے وہ آپ کو جنون تو نہین — جائیے جائیے خدا کے لیے

آپ کے وعدے جھوٹے ہین اپنے — نہ قسم کھائیے خدا کے لیے

دور سے میکدے مین آتے ہین — مے تو پلوائیے خدا کے لیے

سب ہین مشتاق وقت صبح کا ہی — بھیرون گائیے خدا کے لیے

بے رضا آپ کو نہ چھیڑ دنگا — آئیے آئیے خدا کے لیے

جنسِ دل کو اگر لیا ہی مول — دام دلوائیے خدا کے لیے

کسلیے آپ ہو گئے ہین خفا — صاف فرمائیے خدا کے لیے

کہتے ہین آپ مجھکو سودائی — فصد کھلوائیے خدا کے لیے

قتل سے آپ کیون ڈراتے ہین — تیغ منگوائیے خدا کے لیے

سیر گلشن کی کیجیے چل کر — دل کو بہلائیے خدا کے لیے

آپ مجھکو رُلا کے غیرون مین — اب نہ ہنسوائیے خدا کے لیے

رسنِ زلف سے گلا میرا — خوب کسوائیے خدا کے لیے
کیون ہی اب دیر تیرِ مژگان سے — دل کو برمائیے خدا کے لیے
عفو کر دیجیے خطاؤن کو — اب نہ جھنجھلائیے خدا کے لیے
گردنِ سخت پر رکی شمشیر — باڑھ رکھوائیے خدا کے لیے
گھر غریبون کا کیجیے آباد — بیٹھ بھی جائیے خدا کے لیے
خونِ عاشق سے ہوگیا رنگین — ہاتھ دھلوائیے خدا کے لیے
بندِ محرم کا کیون شکستہ ہی — جا کے سلوائیے خدا کے لیے

۲۴۷ — ۹

دل سنبل کا ہی بہت غمگین
آ کے سمجھائیے خدا کے لیے

کس کو مین دکھاؤن دلِ صد چاک کے ٹکڑے — جب دیکھ کے ہون سو دلِ افلاک کے ٹکڑے
کچھ مرتبۂ شبر و شبیر نہ پوچھو — دونون تھے دلِ سید لولاک کے ٹکڑے

مل جائینگے اِس مٹی مین اک روز سب انسان
یہ خاک کے پُتلے ہین یہ ہین خاک کے ٹکڑے

پاتا نہین کوئی بھی تہ کنہ حقیقت
اُڑتے ہین یہان فہم کے ادراک کے ٹکڑے

اِس عشق مین حالت ہوئی ہے کیسی کتان کی
مہتاب نے اکدم مین کیے تاک کے ٹکڑے

کل سیر کو گلرو جو گیا اپنا چمن مین
کانٹون سے اُلجھکر ہوے پوشاک کے ٹکڑے

حیرت مین ہون یہ چوٹ لگی دل پہ ہے کیونکر
غرفے سے کوئی کر گیا ہے تاک کے ٹکڑے

جسجا پہ بچھا کرتی تھی کل مسندِ شاہی
وان آج نظر آتے ہین خاشاک کے ٹکڑے

ہر شام و سحر حق سے تجمل کی دعا ہے
شمشیر سے ہون دشمنِ ناپاک کے ٹکڑے

ہمارے نالۂ دل کو نہ سمجھو لاُبالی ہے
کہو گر تم تو دکھلا دین اثر اسمین جلالی ہے

چھپر کھٹ کے سرہانے یار کی چوٹی جو لٹکی ہے
دمِ اُس ناگن نے اُلٹی ہو کے بانبی سے نکالی ہے

ترے بے خانمان عاشق سے عاشقِ گل کے بہتر ہین
نشیمن بلبلون کا باغ مین ہر گل کی ڈالی ہے

مرے باریک مضمون دیکھکر کہتے ہین سب شاعر
ترا دیوان نہین بے شبہہ دیوانِ ہلالی ہی

کہان ہی بعدِ مرن تختِ زرین وہ سکندر کا
سرہانا خاکِ مرقد اور مٹی کی نہالی ہی

ترا ابرو پہ خم دیکھکر کہتا ہی یہ گردون
کسی سفاک کی شاید یہ شمشیرِ ہلالی ہی

ہون شوہر مین عروسِ مرگ کا چوتھی مین آیا ہون
مرے نزدیک اُسکی تیغ بھی پھولون کی ڈالی ہی

دلِ آشفتہ کا ہی یہ مقولہ زلفِ جانان مین
کسی صورت نہین کٹتی یہ کیسی رات کالی ہی

ہی آمد خط کی رخسارون پہ تیرے خوبرو نے
گلی جانے کی کیسی مانگ سے سیدھی نکالی ہی

جوانانِ چمن بھی دیکھکر کمھلا گئے کیسے
حسینون مین ہمارا یار بھی طرفہ جمالی ہی

معاذ اللہ وہ تو مشیوا ہی سارے مستونکا
عبث پیرِ مغان کی یار نے پگڑی اچھالی ہی

تجمل

تمھین خود لے گئے ہو چاک کرکے دیکھ سکتے ہو
اب کہان ڈھونڈھے یہ سینہ دل سے خالی ہی

۲۴۹

مرقد پہ کیون نہ پانون سے ٹھوکر لگا گئے
تم کہہ کے مجھکو کیون نہ مسیحا جلا گئے

امیان

افیون سے تو موا نہ تمہارا یہ نوحہ گر
کس واسطے نہ زہر ہلاہل پلا گئے

کیا بیکسی کا وقت ہی اللہ کی پناہ
مردے کو زندے لاکے لحد مین لٹا گئے

یان چاہ مین تمہاری ہی اب جان پر بنی
صورت نہ اپنی یوسف ثانی دکھا گئے

ساقی بنا صنم ہی گلگون کا دور ہی
میخانے سے رقیب تو اب ٹل ٹلا گئے

رخ کو چھوا نہ خال سیہ کو لگایا ہاتھ
راندے تمہارے عشق مین ہم خجلا گئے

ہمکو گلہ نہین ہی سنے یا نہ تو سنے
دل تھم گیا جو ہان مین تیرے ہان ملا گئے

۲۵۰

وہ رشکِ نوبہار تجمل جو آگیا
سب گل چمن مین دیکھ کے کیا کھل کھلا گئے

صبا کچھ حال اس گل کا بتا دے
جو کچھ پیغام لائی ہو سنا دے

زبان سے ہان تو کہلاتا نہین ہون
سوالِ وصل پر گردن ہلا دے

گلے سے اپنے اے مہر لگا کر
یہ سارے داغ سینے کے مٹا دے

مین تیرا چہرۂ پر نور دیکھون — خدا کے واسطے زلفین ہٹا دے
ہمارا یار ہی اور ہم ہین اِسدم — مُے گلرنگ اہی ساقی پلا دے
زبانی نامہ بر اتنا بھی کہنا — کسی کاتب سے اک پرچہ لکھا دے

۲۵۱

بڑا بیرحم ہی وہ بت بجمل
اُسے توفیق ملنے کی خدا دے

خبر جمال کی تیرے کہان کہان پہونچی — زمین تو ایک طرف تا بہ آسمان پہونچی
فراقِ یار مین اک شب مین ایسا چلایا — صدائے گریہ مری تا بہ لامکان پہونچی
ہمارے خط کا یہ قاصد جواب لایا ہی — تمہارے ہاتھ کی تحریر مہربان پہونچی
ہمارے عشق کا مذکور بھی وہان نکلا — تمہارے حُسن کی شہرت جہان جہان پہونچی
شفیعِ حشر شفاعت کو اُس جگہہ پہونچے — جدھر سے کان مین آوازِ الامان پہونچی
ہر ایک حور ہوئی دل سے طالبِ بیدلؔ — خبر جو حُسن کی تیری سوے جنان پہونچی

ندا یہ آتی ہی مرقد مین نعشِ مومن کو — نہ خوف کر مددِ شاہِ انس و جان پہونچی
غضب ہی دام مین آتے ہی پھنس گئی بلبل — گلون تلک ابھی تھی وہ خستہ جان پہونچی
پتا ملیگا نہ صیاد اب عنادل کا — گئے بہار کے دن باغ مین خزان پہونچی

۲۵۲ تجمل اک بتِ کافر پہ جان دیتا ہی
زمین سے عرش تلک ہی یہ داستان پہونچی ۱۲

وہان جو چہرے پہ حسنِ شباب باقی ہی — یہان بھی زلف صفت پیچ و تاب باقی ہی
رہے بخیر پریشان نمودہ مصحفِ رخ — خدا کی آخری جب تک کتاب باقی ہی
مٹا نہین ہی ابھی سوزِ ہجر سے دل زار — جلا بھنا ہوا مثلِ کباب باقی ہی
خراب ہو گئے دنیا کے سارے میخانے — نہ بادہ کش ہین نہ جام و شراب باقی ہی
دوبارہ نوح کا طوفان جہان مین آئیگا — جو چند روز یہ چشمِ پر آب باقی ہی
نمودِ خط سے نہ دلپر غبار کچھ لاؤ — تمھارے رخ پہ ابھی آب و تاب باقی ہی

گنہ کا اپنے تبون سے تو کر چکے ہم عذر
خدا کے سامنے دینا جواب باقی ہی

صدا مین دیتا ہون جب در پہ وہ یہ کہتے ہین
موا نہین ابھی خانہ خراب باقی ہی

ہزارون منتون سے ہی شب وصال آئی
نقاب اُلٹو بس اب کیا حجاب باقی ہی

خدا جو چاہے تو دے لاکھ دشمنون مین پناہ
ہزار کانٹون مین دیکھو گلاب باقی ہی

بدن تو خاک ہوا واہی انتظار مین آنکھ
نشانِ بحر نہین ہی حباب باقی ہی

۱۱ (۳۵۲)

تجمل اُس مہِ خوبی سے کوئی جاکے کہے
کہ زندگی مری مثلِ حباب باقی ہی

خفا مجھسے ہو تم بھلا کس لیے
نہین سُنتے میرا گلا کس لیے

خدا کو بھی کب مانتا ہی وہ بت
کہون اُس سے بہر خدا کس لیے

بتا اے جنون مجھکو شام و سحر
لیے کوہ و صحرا پھرا کس لیے

وہ دیوانہ ہون مین کہ کھلتا نہین
پریرو ہی مجھسے خفا کس لیے

سحر سے ستمگر ترے ہاتھ مین — یہ تیغ و سپر ہی بھلا کس لیے
کوئی پوچھے قاتل کی شمشیر سے — کیا سر نہ تن سے جدا کس لیے
وہ واقف ہی خود آئینہ سے کہو — سکھاتا ہی ناز و ادا کس لیے
اگر تم کو میری محبت نہ تھی — لیا ہاتھ مین دل مرا کس لیے
شبِ وصل سے کیون تجھے ہی جلن — نہین جلتی تو ای ہوا کس لیے
ہمارا مرض لا دوا ہی طبیب — منگائی ہی تو نے دوا کس لیے

۲۵۴ — تجمل کو ہر دم یہ افسوس ہی — کہ اُس بت کو دل دیدیا کس لیے — ۱۵

ابھی صیاد گلشن مین نہان ہی — عنا دل پر نہین کھلتا کہان ہی
غمِ فرقت سے سینے پر دھرے ہاتھ — جنازہ تیرے عاشق کا رواں ہی
نہین آمد جو اُس مہ کی جہان مین — پئے تسلیم کیون خم آسمان ہی

صنم وعدے سے اپنے پھر نہ ہرگز — کہ میرے تیرے خالق درمیان ہے
نجاؤ منھ اندھیرے میرے گھر سے — کہ رستے مین ہجوم دشمنان ہے
نظر کی مینے جب پہلو مین اپنے — پکارا وہ ترا دل تو یہان ہے
جہان مین طائرِ رنگِ حنا ہین — کفِ جانان ہمارا آشیان ہے
مجھے سولی چڑھا کر یار بولا — کسی کو اوج حاصل یہ کہان ہے
کھلا جب نعش مین مجنون کو ڈھونڈھا — فقط تربت کا باقی اک نشان ہے
نگاہِ مہر و مہ خیرہ ہوئی ہے — ترے سر پر وہ تاجِ زر فشان ہے
تری الفت مین سب دشمن ہوے ہین — اکیلے ہم ہین اور سارا جہان ہے
جوانون سے ہے پیرون کو تنفر — کشیدہ تیر سے کتنی کمان ہے
مناسب ہے جھکے پیرون کی صورت — جہان مین آدمی جب تک جوان ہے
حسینانِ جہان کہتے ہین مجھسے — تمھارا یار کیا خوش رو جوان ہے



تجمل گذرتی ہی عیش سے اب
ہمارا یار ہم پر مہربان ہی



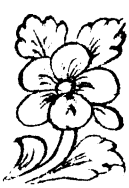
گلو رہیگی نہ باقی بہار جوبن کی
چمک دکھاتے ہو کیون بار بار جوبن کی

تمھارے حسن کی شہرت سے باغ جنت مین
ہر ایک حور ہی مشتاق یار جوبن کی

خدا حسینون سے سمجھے یہ کیسے ظالم ہین
پڑی ہی دل پہ مرے کیسی مار جوبن کی



تجمل اُس گل تر کی بلائین دور رہین
خدا کرے رہے قائم بہار جوبن کی



کسلیے ہو گئے خفا مجھسے
بولتے کیون نہین بھلا مجھسے

یار سے کل ہوئی جو یکجائی
کوئی فقرہ نہ وہ چلا مجھسے

کر زبان سے نہ وصل کا اقرار
سیدھی گردن ذرا ہلا مجھسے

مجھے آنے کو کیون کیا تھا منع
رات کا ماجرا بتا مجھسے

اے صبا گر اُدھر سے آئی ہو — کچھ پتا یار کا بتا مجھسے
بخشد و تم کو میرے سر کی قسم — گر ہوئی ہو کوئی خطا مجھسے
یا خدا یار اِس طرح سے ملے — ہو نہ محشر تلک جدا مجھسے

۲۵۷

کیون بجمل نہ جان پر بنجاے
یار میرا بگڑ گیا مجھسے

بغیر وجہ مچلنے کی ضد کی خو نہ گئی — دہن سے دودھ کی پیری مین بو نہ گئی
اگرچہ دشت مین گذری تمام عمر اپنی — وطن کی آج تلک دل سے آرزو نہ گئی
ذرا سی بات پہ عاشق سے برہمی ایسی — شباب مین بھی تری کج ادا تجھسے خو نہ گئی
ہزار شکرِ خدا ہے کہ تیرے کوچے مین — گئی یہ جان بلا سے پر آبرو نہ گئی
حرم مین جانے نہ پائے تو کیا شکایت ہے — صبا خطا یہ تری ہے کہ باوضو نہ گئی
لحد تک آئے تھے جو ساتھ اپنے گھر کو گئے — مزار چھوڑ کے اے یاس ایک تو نہ گئی

ابھی اچھوتا ہی فضل خدا سے وہ گلرو
کہین ہوا بھی تو اُس گلبدن کو چھو نہ گئی

ہماری خاک لپٹتی ہی اُسکے دامن سے
وصالِ یار کی مر کر بھی آرزو نہ گئی

ہزار رانگ نے دکھلاے راستے سیدھے
کسی طرح کجیِ زلفِ مشکبو نہ گئی

تو انگری سے شرافت کبھی نہین ملتی
بنے امیر رذالت کی دل سے بو نہ گئی

ترا یہ خوف تھا صیاد بلبلِ تشنہ
تڑپ کے مر گئی نزدیک آبجو نہ گئی

۲۵۸

یہ کسکی فکر مین دن رات اہی تجمل تھے
کہ بے حصولِ زیارت وہ جستجو نہ گئی

علی کا نام لیتا ہون مین ساعت وضو کر کے
منگاتا آب کو شرہون بڑی مین جستجو کر کے

لباسِ یار سائی مین نہ لگجائے کہین دھبّا
بٹھاتے کیلیے غیرون کو ہوتم آبرو کر کے

اگر قسمت سے ہوجاتی رسائی بزم مین اُنکے
دہن کا عقدہ کھل جاتا زبانی گفتگو کر کے

سراپا روز تیرا بھول جاتا ہون یہ نسیان ہی
ذرا صورت دکھادے چہرہ اپنا روبرو کر کے



سبب کھلتا نہین کوئی نہ کوئی بھید ہی اسمین
تجمل سے ملا ہی آج وہ کیون آرزو کرکے

مکانِ یار آج ایسا سجا ہی
نمونہ گلشنِ فردوس کا ہی

تجھے اے دل یہ کیا سودا ہوا ہی
کہ جاکر اسکے گیسو مین پھنسا ہی

ڈر و تم آہ و زاری سے ہماری
فلک تک دود دل اب جا چکا ہی

خطِ رخسار مین یہ تل نہین ہی
یہ نقطہ کلکِ قدرت نے دیا ہی

تمھاری بیوفائی پہونچی یانتک
گلی کوچے مین چرچا ہو رہا ہی

مقدر سے جو آئی ہی شبِ وصل
سحر کا ہر گھڑی دھڑکا لگا ہی

بس اس جینے سے مرجانا ہی بہتر
جدا ہم غیر کی پہلو مین جا ہی

صبا کہتی ہی کیون جاتے نہین ہو
کئی دن سے درِ جانان کھلا ہی

کرون کیا جاکے مین دیر و حرم مین
مراد دل یار کے در سے لگا ہی



تجمل کو نجف پہونچا دے جلدی
خدایا یہ مری تجھسے دعا ہی



بلبلِ خستہ و رنجور چمن سے نہ گئی
شاہد اسکی ہے خزاں حُبِ وطن سے نہ گئی

کیا وفاداریٔ کُشتہ تھی کہ اب تک قاتل
بو لہو کی ترے پیراہن تن سے نہ گئی

رات بھر فکر تھی پھینکو نہیں ہاں چھپ کے کہیں
چاندنی صبح تلک میری جلن سے نہ گئی

دیکھکر مجھکو بیابان میں وہ ایسا بھاگا
وحشت اسوقت تلک دیکھو ہرن سے نہ گئی

ہمسر اُس زلف سے ہو کر یہ ہوا منھ کالا
تیرگی آج تلک مشک ختن سے نہ گئی

دیکھکر اِس گُلِ بی کو ہوئے ایسے خجل
آج تک شرم جوانان چمن سے نہ گئی

کرکے اقرار کبھی یار نے پورا نہ کیا
بیوفائی کبھی اُس عہد شکن سے نہ گئی

ای پری یوں ترے وحشی کا جنازہ اُٹھا
لاش لپٹی ہوئی تا گور کفن سے نہ گئی

مس ہوئی تھی جو شبِ وصل میں زلفِ جانان
عمر بھر بو مرے پیراہن تن سے نہ گئی

خط سے زائل نہوا چہرۂ جانان کا فروغ
روشنی مہر منور کی گہن سے نہ گئی

پردہ پوشی مرے گل کی جو صبا سے سن لی
آجتک شرم عروسان چمن سے نہ گئی

پیر بھی ہوگیا طفلی بھی جوانی بھی مٹی
کجروی آج تلک چرخ کہن سے نہ گئی

(۲۱)

عشق صادق اسے کہتے ہین تجمل دیکھو
خواہش وصل کبھی دل کی دہن سے نہ گئی

(۹)

عشق کے مکتب مین پہلی اپنی سیم اللہ ہی
ہمنشین کہتے ہین اسے نادان یہ تسکل راہ ہی

ہر گلی کوچے مین مجھکو دیکھکر مجنون صفت
دیکھیے جس ہمت غول اطفال کا ہمراہ ہی

ہی زلیخا کو ترے چاہ زنخدان پر گمان
حضرت یوسف گرے تھے جسمین یہ چاہ ہی

شیخ کی وعظ و نصیحت پر نہ آنا عاشقو
سالکان عشق کو کرتا یہی گمراہ ہی

مین ہوا طالب تجھسے رزق خود دیتے خدا
کب گدا مجھسا کوئی ہی اور تجھسا شاہ ہی

دیکھکر اس ماہرو کو کہتے ہین باہم ملک
آسمان پر چاندنی ہی اور زمین پر ماہ ہی

پوچھتے ہین وہ جو میرے مقبرے کو دیکھکر
لوگ کہتے ہین کسی مرشد کی یہ درگاہ ہی

تیشے سے خارا شگافی کر رہا ہی کوہکن
وہ مگر قسمت کے لکھے سے نہین آگاہ ہی

۲۶۲

اہی تجمل کیا ہوا ب میدانِ الفت اُس سے طے
چلتے چلتے گھس گیا پائے قلم کوتاہ ہی

کعبہ کے سامنے تبخانہ بنایا ہمنے
پر ترا شربتِ دیدار نپایا ہمنے

مہربان یار کبھی تجھکو نہ پایا ہمنے
سخت افسوس ہی کیون دل کو لگایا ہمنے

ایک دم بھی نہ ترے وصل سے دل شاد ہوا
عمر بھر یار غم و رنج اُٹھایا ہمنے

شمع رو دیکھ کے محفل مین ترے غمزے کو
مثلِ پروانہ جگر شب کو جلایا ہمنے

بولے وہ باغ مین جبکہ کا دکھا کر جلوہ
بلبلِ زار کو کانٹون پہ لٹایا ہمنے

تھے نہ واقف کہ رہِ عشق بڑی مشکل ہی
بیٹھے بیٹھے یہ غم و رنج اُٹھایا ہمنے

اُس قدح کش کی جو محفل مین بنے ہم ساقی
رات بھر جام مئے ناب پلایا ہمنے

جب تلک رہا گلبدنون سے تب تک
سبز باغ ایک نیا روز دکھایا ہمنے

حشر مین بھی یہ تجمل کو رہیگی حسرت
قدم یار نہ آنکھون سے لگایا ہمنے

۱۲

زمانہ عجب بیوفا ہوگیا ہی
مرا دم بھی مجھسے خفا ہوگیا ہی

صفت گیسوے یار کی کرتے کرتے
مرا ذہن بھی اب رسا ہوگیا ہی

پس قتل خنجر نے مڑکر نہ دیکھا
ستمگر عجب بیوفا ہوگیا ہی

یہ برسون سے سنتے ہین اے شاہ خوبی
ترے در کا یوسف گدا ہوگیا ہی

غضب ہین وہ تیری لگاوٹ کی باتین
کہ سو جان سے دل فدا ہوگیا ہی

شب ہجر مین کیا شکایت کسی کی
مرا سایہ مجھسے جدا ہوگیا ہی

دھوان جو نکلتا ہی کوے صنم سے
کوئی دفن یان دل جلا ہوگیا ہی

رقیب آے شب کو گئے صبح ہوتے
مکان انکا مہمانسرا ہوگیا ہی

مرے اُنکے قصہ سے عالم ہی واقف
یہ جھگڑا تو اب بر ملا ہو گیا ہی

مجھے نزع مین پاکے بولا مسیحا
تجھے پوچھتا ہون مین کیا ہو گیا ہی

پھنسے جب ہین ہم سختیون مین تبون کی
مددگار اپنا خدا ہو گیا ہی



تجمل رہو یا دمولا مین ہر دم
تبون سے محبت یہ کیا ہو گیا ہی



کعبہ کے پہلو مین میخانہ بنانا چاہیے
دورِ ساغر شیخ صاحب کو دکھانا چاہیے

سُننے کے قابل ہین مے نوشون کی باتین وقت صبح
زاہد و تمکو بھی میخانے مین آنا چاہیے

مرگیا عاشق کدورت اب ملاؤ خاک مین
لاش اُٹھتی ہی تمھین ہمراہ جانا چاہیے

ساری شب مستی مین گذری غافلو ہشیار ہو
وقتِ طاعت آبِ خجلت مین نہانا چاہیے

عرصۂ عشقِ خدا مین سست چلتا ہی بہت
اِس سمندِ عقل کو اب تازیانا چاہیے

عاشقو سیمین تنون کا عشق کافی ہی ہمین
طالبِ دنیا کو دولت اور خزانا چاہیے

مے بھی ہو مینا بھی ہو ساقی بھی ہو محبوب بھی
مطربِ اسدم ترانہ کوئی گانا چاہیے

کجروی مین ہو چکی برباد سب عمرِ عزیز
راستی پر اب دلِ گمراہ آنا چاہیے

چھوڑ دو غیرون سے الفت یہ چلن اچھا نہین
اپنے عاشق پر تمھین اب رحم کھانا چاہیے

منزلِ الفت مین اے دل سوچ کر رکھنا قدم
اسکے طے کرنے کی خاطر اک زمانا چاہیے

دشتِ غربت مین مجھے کب تک پھرائیگا جنون
کوچۂ دلبر کا اب رستا بتانا چاہیے

تیر کو چلّے مین رکھکر منتظر ہو کس لیے
مرغِ دل حاضر ہے گر تمکو نشانا چاہیے

صاف کہتا ہے ستمگر تیغ پر رکھوا کے سر
گردنِ عاشق پہ اسکو آزمانا چاہیے

فکر مین کیون ہو بجز ہندے کسکر کمر
روضۂ سبطِ نبی پر تم کو جانا چاہیے

ہمارے دل مین ایسی ایسی نون وحشت سمائی ہے
کہ جھینپین نجدِ مجنون فہم مین تب بات آئی ہے

ہوا فضلِ خدا محبوب نے خط مین لکھا ہے
کہ تیرے دل پہ بھی اب اشتیاق عاشق کی جدائی ہے

ہمارے زخم دل کی کچھ نہین پروا یہ کیا صاحب
کسی اُستاد نے اچھی تمھین ٹپی پڑھائی ہی

مرے مرقد کی جانب سے ہوا کر دن گلبدن گذرا
تو یہ سمجھا مین باغ خلد سے اک حور آئی ہی

مئی گلنار کا ساغر پلا مجھکو کہین ساقی
ہوائے سرد ہی سبزہ ہی دریا کی ترائی ہی

گذر جسکا ہوا ہی روضہ شاہ شہیدان پر
عنایت سے خدا کے نام اُسکا کربلائی ہی

ظفر ہوتی ہی کسکے معرکہ مین دیکھتا ہون مین
بڑی ہی حسن عشق و عقل مین باہم لڑائی ہی

ہماری بیکلی کا حال گلرو سے کہے کیونکر
حیا کی چھپ کے بھی دشوار جب وانتک رسائی ہی

تجمل منھ چھپینگے کیا کہیں آکے تربت مین
زبان پر نام حیدر ہی یہ بندہ کربلائی ہی

ہماری عمر غفلت کے سبب برباد جاتی ہی
خدا کی یاد دم بھر بھی نہین بھولے سے آتی ہی

تمھاری یاد مین شام و سحر ہمتو تڑپتے ہین
کہو دل مین تمھارے بھی ہماری یاد آتی ہی

خدا حافظ ہی وقت جوشش گریہ مرد کا
یہ کشتی بحر طوفان خیز مین غوطے لگاتی ہی

وہ جب آتے ہین بہر فاتحہ یہ ہی ہوا خواہی
صبا پھولون کی چادر قبر عاشق پر چڑھاتی ہی

ملا ہی راستی سے مرتبہ شمشاد گلشن کو
کہ قمری بھی غلامی سے نہین گردن ہلاتی ہی

صبا کھٹکا ہی یہ مجھکو ابھی صیاد سوتا ہی
نہ چونک اُٹھے کہین بے طور بلبل غل مچاتی ہی

بتادے ساقیا اب پیر کیا ہی مے پلانے مین
گھٹا چھائی ہی کالی برق بھی جلوہ دکھاتی ہی

۳۶۵

تجمل ہوش مین آؤ ذرا ہشیار ہو جاؤ
چلو کوچے مین جانان کے چلا دن رات آتی ہی

۸

چمن مین پھولون کا زیور بھی بھارنی بھا رہی ہی
ہر اک درخت کی پوشاک نو بہاری ہی

چمکتے ایسے ہین پھولون پہ قطرہ شبنم
کہ جیسے موتیون کے گرد مین کناری ہی

ہزارون قتل ہوے تیرے ہاتھ سے قاتل
نہ ہاتھ روک خدارا کہ میری باری ہی

کہین بھی رہنے نہین پاتے دیکھتا ہی جنون
ہمارے شور و فغان سے زمانہ عاری ہی

لحد مین بھی نہین عاشق کو چین ہر اک دم
یہ سوز دل ہی کہ اُف اُف زبان پہ جاری ہی

کچھ اور دل کو ہمارے ہی کرتا ہے وہ نرم
عجب طرح کا اثر آہ مین ہماری ہے

تمھارے گیسو و رخسار اسکے شاہد ہین
کہ دن سے بڑھ کے کہین ہم پہ رات بھاری ہے

۱۰ ۲۶۸

نہین ہے عشق مین ثانی کوئی تجمل کا
تمام عمر اسی شغل مین گذاری ہے

کبھی گھونگھٹ جو تیرے روے روشن سے سرکتا ہے
ہر اک ذرہ زمین پر مہر کی صورت چمکتا ہے

پلانے آتے ہین وہ آب خنجر اپنے ہاتھون سے
کوئی دم مین ہماری عمر کا ساغر چھلکتا ہے

سمجھ مین میکشون کے معنی قلقل نہین آتے
کہو یہ شیشۂ مے سے کہ کیا بیہودہ بکتا ہے

تہی بختون کا جاے نفع مین بھی ہاتھ ہے خالی

میانِ بحر کب گرداب کا ساغر چھلکتا ہی

نہین کچھ منحصر گلزار ہی پر موسمِ گل مین

اُٹھا کر آنکھ دیکھو منزلون سبزہ لہکتا ہی

تنِ لاغر کو میرے دیکھکر کہتا ہی وہ گلرو

ہر اک ساعت مرے دل مین یہی کانٹا کھٹکتا ہی

نکل کر کفر سے اسلام مین آؤ تو پھر دیکھو

کہ پیشانی سے نورِ دینِ احمد کیا چمکتا ہی

نسیمِ صبح بھی مستانہ کیسی چال چلتی ہی

شرابِ بوے گل سے جس گھڑی گلشن مہکتا ہی

کہین اے شہسوارِ بادپا غافل نہو جانا

مری وحشت زدہ صورت سے گھوڑا بھی بھڑکتا ہی



تجمل خیر تو ہی غیر ہی بتلاؤ کیون حالت
دلِ مضطر کئی دن سے تمہارا کیون دھڑکتا ہی

ہو کمتر بقا یان فنا بیشتر ہی
ہی جو شام وہ کوئی دم مین سحر ہی

نہ دھمکا مجھے تیغ و خنجر سے قاتل
تو کر وار جانباز سینہ سپر ہی

مری روح مرقد مین گھبرا کے بولی
فرشتو مرا یار جانی کدھر ہی

سلیمان کی بھی قہر پر جا کے دیکھو
نہ ہی چادرِ گل نہ سوزان اگر ہی

یہی قولِ مجنون تھا ہر ساربان سے
بتا دے خدارا کہ لیلی کدھر ہی

مرا دل یہ دیتا ہی مجھکو گواہی
کہ عازم ادھر یار کا نامہ بر ہی

یہان بت ہین حامی وہان حق تعالے
نہ کچھ خوفِ دنیا نہ عقبی کا ڈر ہی

نہین کھانے کی ہجرِ جانان مین خواہش
کہ دامن مین موجود لختِ جگر ہی

نہین کوئی تدبیر چلتی ہماری
پڑی وصلِ جانان خدا پر نظر ہی

تجمل یہ کیا چند روزہ ہی دنیا
کہ درپیش یان سب کو اک دن سفر ہی

شبِ وصلت قیامت ہی غضب ہی
ہمارا یار ناخوش بے سبب ہی

تجھے قاصد خوشی کیسی ہی اسدم
بتا جلدی سے کیا میری طلب ہی

کوئی جاکر مسیحا سے یہ کہدے
ترا بیمار فرقت جان بلب ہی

محمد کے وصی اور جانشین کا
علی ہی نام اور حیدر لقب ہی

مسلمان ہوکے مین کہتا نہین جھوٹھ
دلِ کافر مری فرقت کی شب ہی

اُٹھائے ہین بہت فرقت کے صدمے
وصال اب اُنسے ہو تو کیا عجب ہی

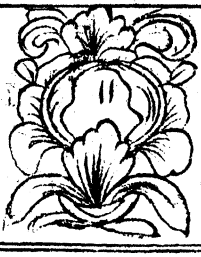
غلامون سے کہا کرتا تھا محمود
ایازِ خوبرو کیا باادب ہی

عدم کی راہ مین ہی کیا پس و پیش
کوئی آگے گیا کوئی عقب ہی

مجھے کیا ہمنشینون مین ہی اعزاز
کہ میرا ماہروعالی نسب ہی



تجمل کیون تمھین ہی خوف محشر
تمھارا پیشوا شاہِ عرب ہی



مرا شاہ وہ شاہ کون و مکان ہی
کہ جبریل بھی جسکا اک پاسبان ہی

نہ باقی ہی دنیا مین شاہون کی حشمت
نہ باقی مزارون کا اُنکے نشان ہی

سلیمان کے لاشے سے مرقد نے پوچھا
بتا تخت اور تاجِ زرین کہان ہی

نہین خاکسارون کو حاجت مکان کی
زمین صحنِ خانہ تو سقف آسمان ہی

حرم مین نہین مجھکو سجدے کی پروا
مرا سر ہی اور یار کا آستان ہی

نہ پوچھو نکیرین کچھ حال میرا
خدا سے کہونگا بڑی داستان ہی

رہِ عشق مین بادشہ یا گدا ہو
جو ہی مبتلا اُسکا بے خانمان ہی

بہارِ جوانی تو ہی چار دن کی
بُڑھاپا جب آیا خزان پر خزان ہی

یہ ماہی مراتب کہان بعدِ مردن
فقط چار کے کاندھے لاشہ روان ہی

یہ دولت کے سارے کرشمے ہین دیکھو
محل بن رہے ہین مکان پر مکان ہی



تجمل کے دل مین نہ افسوس کیون ہو
جوانی کی اب تاب و طاقت کہان ہی



نہین جہان مین اب ایک بھی بشر باقی
وہ تیغ باقی ہی یا ہی وہ فتنہ گر باقی

فراق مین مجھے دیتا ہی یون تسلی دل
ملیگا یار رہی زندگی اگر باقی

بتادے مجھکو یہ کیسا ستم کیا صیاد
کہ بلبلون کا نہین ایک بال و پر باقی

کیا تمام بدن کو یہ خشک پیری نے
کہین رگون مین نہین اپنے خون تر باقی

تمام باغ جہان کو ہی ایک روز فنا
نہ گل رہینگے نہ پتّے نہ اک شجر باقی

کہون مین کس سے کہ اُس تک مری خبر پہنچے
نہ چاہ مین ہی کبوتر نہ نامہ بر باقی

پل صراط کی منزل تو ہی بڑی دشوار
ہی سب کے واسطے یہ راہ پُرخطر باقی

مال و دولت دنیا ہی نقر طناہر ہی
رہا ہی پاس کسی کے بھی سیم و زر باقی

تمھارے ہجر مین کٹتے نہین یہ لیل و نہار
کٹی جو شام تو ہو سختی سحر باقی



نہ کار خیر سے غافل کبھی تحمل ہو
رہیگا بعد زمانے مین خیر و شر باقی



چھانتی ہو خاک تو ہر کوچہ و بازار کی
اے صبا تجھکو خبر ہو کچھ ہمارے یار کی

آج کل ہو تیری جانب اے برہمن یہ رجوع
شیخ بھی سوگند کھاتے ہین ترے زنار کی

بادشاہی کی ہوس دل مین نہ بھر باقی رہے
ہمکو ملجائے جو دربانی در دلدار کی

جب یہ سمجھین سرو کو اس قد سے کچھ نسبت نہین
اڑ گئین آزاد ہو کر تم ریان گلزار کی

دوستو مجھ خستہ تن سے کیون شکایت ہو تمھین
عاشقون کو کچھ خبر رہتی نہین گھر بار کی

عنبر ین لفون کی خوشبو سے تری اے گلبدن
بو ہوئی شرمندہ مشک نافۂ تاتار کی

سب جہان کے خوبرو ہین دست بستہ پیش و پس
خوبیان مین لکھ نہین سکتا ترے دربار کی

ذخر رزق کی بدولت گھر ہو لاکھون خرابات
ساقیا کیون قدر کرتا ہی مے و منجوار کی

باغِ عالم مین برابر عیش کے ہی رنج بھی
دیکھ لین سب ہی جگہ پہلوے گل مین خار کی

ای طبیب نبض پر میرے نہ ڈالو ہاتھ تم
کچھ دوا ممکن نہین ہی ہجر کے آزار کی

باپ ماں تجھپر فدا ہون ای شہید کربلا
کیا بزرگی دو جہان مین ہی ترے زوار کی



کیون تجمل حشر کا دھڑکا لگا ہی رات دن
مومنون پر ہی عنایت حیدر کرار کی



آئی ہی پھر بہار چمن سب ہرے ہوے
ہر شاخ گل ہی پھولون سے دامن بھرے ہوے

جلوہ فگن ہین تخت پہ سب شاہد چمن
کس کر و فر سے تاج سرون پر دھرے ہوے

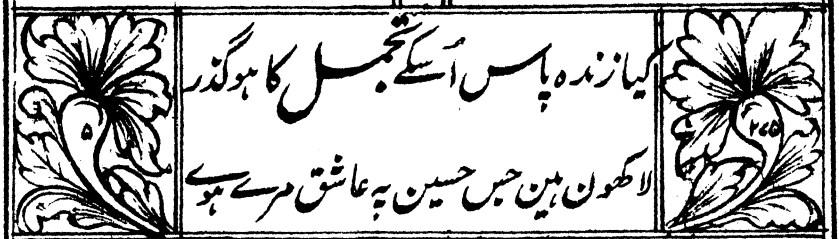
یارب تو کہکشان کی نظر سے بچائیو
افشان سے آج مانگ ہی مہرو بھرے ہوے

آئینہ دیکھنے سے نتیجہ ملا خراب
ہمسر تمھارے دیکھ لو اب دو سرے ہوے

ای سیمتن ہی پاس ترے بس انھین کی قدر
آتے ہین اپنے جیب مین جو زر بھرے ہوے

قوت زیادہ ہوگئی نکلا ہی جب سے خط
آہوے چشم یار ہی سبزہ چرے ہوے

گلچین بتادے کیا کہین صیاد ہی چھپا
مرغان باغ آج ہین کیسے ڈرے ہوے

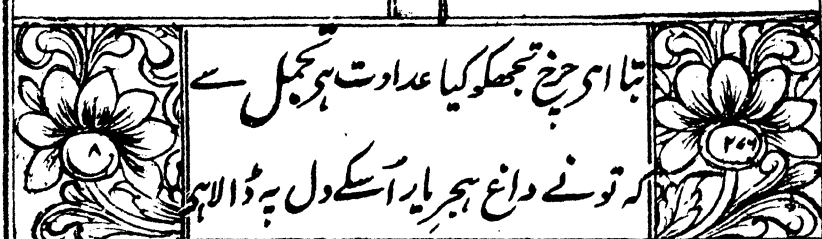


تمھارے گیسو دل کے پیچ نے کیا پیچ ڈالا ہی
غضب اُنکی کا جوڑا تمنے ڈس لینے کو پالا ہی

خبر فصل بہاری کی جواب آئی ہی گلشن سے
تو رستہ دل مین آنے کا خون نے بھی نکالا ہی

نہین ممکن ہی لکھنا داستان ہجر اہی جانان
یہ ہی دفتر کا دفتر اور رسالے کا رسالا ہی

خبون مین تو کسی عاشق کو ایسی تھی بیتابی
ہمارا رنگ اہی دل ایک عالم سے نرالا ہی



کانون مین موتیون کے ہین چھدے پڑے ہوے
ہین نو رتن مین یار کے ہیرے جڑے ہوے

دیکھین تو کب تلک نہین گھر مین بلاتے وہ
ہم بھی تو اتنی بات پہ ہین اب اڑے ہوے

مین نے زبان سے جو لیا نام تو ہے کا
بیٹھے بٹھائے آپ بگڑ کیون کھڑے ہوے

گر وہ مسیح گور غریبان پہ قم کہے
مردے بھی اُٹھین لحد مین گڑے ہوے

کیا موسم خزان ہے یہ گلچین کہ مثل خس
طائر ہین ایک شاخون مین بچے پڑے ہوے

کیسی اُداسی باغ مین دیکھو خزان سے ہے
ہین جتنے نخل سب کے ہین پتے جھڑے ہوے

جھو کا ہوا کا تیز جو گلشن مین چل گیا
کانٹون سے گل چمن کے ہین زخمی پڑے ہوے

درگاہ کبریا مین تجمل بصد نیاز
ہین مانگتے مراد مؤدب کھڑے ہوے

فصل گل آتے ہی ہم سوے بیابان نکلے
دست وحشت سے کیے چاک گریبان نکلے

چرخ پر چاند وہ کوٹھے پہ زہے شان خدا
آج کی رات تو دو ہین مہ تابان نکلے

قبر سے حشر کے دن کچھ نہ عجب جان ہے
گر یہ عاشق ترا با دیدۂ گریان نکلے

جانتا ہے جو غضب ہے ترے دیوانون مین
سامنا کرنے کو کیا شیر نیستان نکلے

بندہ لیجا کے مجھے اک بتِ کافر کا کیا
حضرتِ دل ہی مرے دشمنِ ایمان نکلے

تیغ ابرو سے بسر اب کہ دے مرے سر کو قلم
دل سے ارمانِ شہادت کا مری جان نکلے

نہیں نقصانِ ضعیفی کی تلافی ممکن
حسن جا کر نہ پھر اگر کے نہ دندان نکلے

محفلِ یار مین آمد جو رقیبون کی ہوئی
دل سنبھالے ہوے ہم کیسے پشیمان نکلے

نعشِ عاشق کی صدا تھی کہ درِ جانان سے
نکلے تو ساتھ لیے حسرت و ارمان نکلے

فاتحہ پڑھنے کا ہی قصد کہ پامالی کا
آج کیون آپ سے گورِ غریبان نکلے

جب تلک زندہ رہے پاؤن نہ باہر رکھا
تیرے کوچے سے جو نکلے بھی تو بیجان نکلے

عمر ساری تو یون ہی عشرتِ و حرمان مین کٹی
عیش و عشرت کے کبھی ہاے نہ ارمان نکلے

اے صنم چشمِ حقیقت سے جو دیکھا ہمنے
ذرّے کوچے کے ترے مہرِ درخشان نکلے

یار کے غمزہ و انداز و ادا نے مارا
یہی دو تین مری جان کے خواہان نکلے

کیا شبِ ہجر چمکتے ہین مرے داغِ جگر
بیقرو غ اِنکے مقابل مین چراغان نکلے

نہین اعلیٰ کو کبھی پس روی ادنیٰ عیب
آگے روباہ کے کب شیر نیستان نکلے

اشکِ خوں دیکھ کے یہ جوہری غم نے کہا
معدنِ چشم سے کیا لعلِ بدخشان نکلے

آدمیون سے جنون مین یہ ہمین نفرت تھی
بستیان چھوڑ کے ہم سوے بیابان نکلے

آمد اُس سروسہی کی جو سُنی گلشن مین
چھپ کے قمری سے ہر اک سروِ گلستان نکلے

عندلیبون کا جو صیاد کرے سر بھی قلم
دل سے ممکن نہین جوشوقِ گلستان نکلے

باغبان نے جو نہین سیر کی رخصت دی ہی
باغ سے کیسے تجمل ہین پریشان نکلے

اُس رشک پری کی جو طلبگار ہین ہم بھی
دیوانہ نہ سمجھو ہمین ہشیار ہین ہم بھی

ہین صید پہ کھولے ہوے منقار ہین ہم بھی
کیا تیر کمانذار کے سوفار ہین ہم بھی

گو شعر کی حاجت نہین پر خلق ہی مشتاق
سچ ہی کہ عجب طرح کے بیکار ہین ہم بھی

الفت نے کیا ہی ہمین مشہورِ زمانہ
لاکھون مین ہزارون مین نمودار ہین ہم بھی

دیکھے جو ترا حسن تو بولی یہ زلیخا
یوسف کی قسم اسکے خریدار ہین ہم بھی

پروانہ فقط شمع پہ ہوتا نہین سوزان
دو حکم تو جل جانے پہ تیار ہین ہم بھی

پاؤگے وفادار نہ ہمسا کوئی عاشق
سمجھو تو عنایت کے سزاوار ہین ہم بھی

چھوڑیگا نہ طاقت تری آنکھون کا تصور
بیمار نسے صحبت ہو تو بیمار ہین ہم بھی

مین رو کے جو دون ابر سے اپنی کبھی نسبت
وہ ہنسکے کہین برق شرربار ہین ہم بھی

دیکھے جو تجھے بول اُٹھے روحِ سکندر
حیران ترے اے آئینۂ رخسار ہین ہم بھی

اللہ کے سجدے مین لیا نام بتون کا
جنت کے جہنم کے سزاوار ہین ہم بھی

ہین زخمِ بدن پر جو بہت تیغ جفا کے
چھڑکو نمکِ انپر کہ نمکخوار ہین ہم بھی

پوشیدہ کرو ہمسے نہ یون چاہِ ذقن کو
تشنہ دہنِ شربتِ دیدار ہین ہم بھی

تجھے کو یکن و قیس اگر دشت و جبل مین
آوارۂ ہر کوچہ و بازار ہین ہم بھی

زاہد کے جو کہنے سے کرین بھول کے توبہ
ساقی ترے البتہ گنہگار ہین ہم بھی

چھانے ہین بہت عالمِ دشت مین بیابان
کچھ شک نہین آندھی دمِ رفتار ہین ہم بھی

مجنون نہین لیلی کے تعشق مین جو دین جان
ہو جنس جو اچھی تو خریدار ہین ہم بھی

۲۹ ہو عرش پہ کیونکر نہ دماغ اپنا تجمل ۱۵
خاکِ قدمِ حیدرِ کرار ہین ہم بھی

کیون نہ دیوانگیِ عشق کرے شاد مجھے
مل گیا آپ سا معشوقِ پریزاد مجھے

فاتحہ پڑھکے تو کرنا تھا کبھی شاد مجھے
اُسنے مرنے پہ بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے

فرقتِ یار مین یان سر ہی وبالِ گردن
ڈھونڈھتا پھرتا ہون ملتا نہین جلاد مجھے

طوقِ منت کا ہی اُس سروِ سہی نے پہنا
پیرہان کیون نہین پہناتا ہی حداد مجھے

دو ہی نالون مین دلِ یار کو مین نرم کرون
ضعف دے اب بھی اگر رخصتِ فریاد مجھے

بال و پر نوچ کے کرتا ہی قفس مین کیون بند
عین احسان ہی کرے ذبح جو صیاد مجھے

تلخیِ ہجر کا خوگر مین ہوا ہون ایسا
شربتِ وصل تھا کیسا یہ نہین یاد مجھے

شمع تک روئی مری قبر پہ لیکن تمنے
جھوٹون اک اشک بہا کر نہ کیا شاد مجھے

ہمصفیران چمن سے ہی ملاقات کا شوق
فصلِ گل آئی رہا کر کہین صیاد مجھے

نامہ بر دے کے مرا خط یہ زبانی کہنا
بھولتی آپ کی اکدم بھی نہین یاد مجھے

یار آیا ہی تو اے موت ٹھہر جا دم بھر
غمِ فرقت کی بیان کرنے دے روداد مجھے

بیڑیان توڑ رہا ہون کہ بہار آئی ہی
دستِ وحشت تری درکار ہی امداد مجھے

ہجر مین اُس گلِ رعنا کے گیا جب سوے باغ
شکلِ سولی کی دکھانے لگا شمشاد مجھے

ایسا مشتاقِ شہادت کا ہون مین اے قاتل
سر کے بھل آؤن ابھی تو جو کرے یاد مجھے

۲۸۰

آئی ہچکی بھی نہ غربت مین تحمل مجکو
کبھی بھولے سے بھی اُسنے نہ کیا یاد مجھے

۵

تم پہ روشن ہی وہ سب جو کچھ ہمارے دل مین ہی
ہی زبان پر وہ ہماری جو تمھارے دل مین ہی

ایک مدت تک جنون صحرا نوردی کر چکے
لیچل اب تو ہمکو دریا کے کنارے دل مین ہی

تیری باتین اُلٹی سیدھی آجتک ہمنے سنین
ہم بھی ہوجائین کسی دن اب کرارے دل مین ہی

اے جنون کہنے دو دن فرقت کا گھبراؤ نہ تم
رات آتی ہی گنینگے اب ستارے دل مین ہی

۲۸۱

چاہتی ہی اے تجمل پر نکل سکتی نہین
کس بلا مین یار کی الفت ہمارے دل مین ہی

۱۲

سختیان لاکھ سہین ایک تباہی کیسی
دشتِ غربت مین جنون ہمنے نباہی کیسی

لب جدا ہو کے جدائی کی خبر دیتے ہین
آتی ہی وصل کی شب ہمکو جاہی کیسی

ساحلِ امن تلک لیگئے حیدر ورنہ
کشتیِ نوح پہ آئی تھی تباہی کیسی

اب تو عاشق ہی تمہارا کوئی دم کا مہمان
نزع کے وقت مین یہ تیز نگاہی کیسی

دے رہا ہی جو شہادت خطِ رخسار کا تل
مصحفِ حسن پہ یہ ایک گواہی کیسی

چھوڑ کر زہد کو جس بت کے پرستار بنے
اُسکو نفرت ہوئی ہی ہم سے الٰہی کیسی

خاک مین ملتے ہین جب مرکے سلاطینِ جہان
پھر کہان تختِ شہی اور ہی شاہی کیسی

تجمل

جوش سودا ہی نمایان مرے رنگِ خوں سے
تیری تلوار مین آئی ہی سیاہی کیسی

کیا ہین بانہی پہ یہ حلقہ کیے بیٹھے کالے
گرد کانون کے ہی گیسو کی سیاہی کیسی

قیس کہتا تھا نہ کچھ قافلے والو پوچھو
گھر چھٹا یار چھٹا آئی تباہی کیسی

رات دن زلف ترے رخ پہ پڑی رہتی ہی
غالب آئی ہی سفیدی پہ سیاہی کیسی

شکر خالق کا تجمل کرے کس منھ سے ادا
آگئی دل مین ہی اب یاد الٰہی کیسی

کر چکے چاک گریبان کو تو دامن کیا ہی
دشتِ وحشت جو سلامت ہی تو الجھن کیا ہی

خوش بیانی تری سن سن کے چمن مین اے گل
عندلیبون کی زبان لال ہی سوسن کیا ہی

یہ تو فرمائیے سیارے ہین کیون شرماتے
آج بازو پہ بندھا آپ کے جوشن کیا ہی

کیا مرے یار نے ہی شمع جلائی آکر
اے فرشتو مری مرقد پہ یہ روشن کیا ہی

کثرتِ داغ یہان اور وہان قلتِ گل
سامنے اس دلِ پر داغ کے گلشن کیا ہی

کوچۂ یار مین پھر چلتے ہین گھبرا بہت — دمبدم اہی دلِ رنجور یہ دھڑکن کیا ہی

وعظ اور پند و نصائح سے نہین باز آتا — کوچۂ عشق کا یہ شیخ بھی رہزن کیا ہی

چین لینے نہین دیتا جو مجھے دل میرا — پہلوے خستہ مین یہ جان کا دشمن کیا ہی

دونو آنکھین جو لحد مین بھی ہماری ہین کھلی — شوق دیدارِ صنم کا پسِ مردن کیا ہی

آگے ابرو کے حقیقت نہین کچھ عقب کی — سامنے زلف کے اُڑتی ہوئی ناگن کیا ہی

سارے معشوقون کے عشاق ترے عاشق ہین — سب حسینون سے نرالا ترا جوبن کیا ہی

روزِ محشر سے تجمل نہ ذرا خائف ہو
واں علیؑ ہونگے مدد پر تجھے اُلجھن کیا ہی

ہزار شکر کہ بوس و کنار ہونے لگے — بسر خوشی سے یہ لیل و نہار ہونے لگے

گئے بہار کے دن اب خزان کی فصل آئی — ہین جتنے نخل وہ بے برگ و بار ہونے لگے

غضب ہی ذرے زمین کے بھی دشتِ غربت مین — ہمارے پانون مین چبھنے کو خار ہونے لگے

بچھائین راہ مین آنکھون کی تپلیان ہمنے
سمندِ ناز پہ جب وہ سوار ہونے لگے

تھی ایک کی بھی نہ امید اب ہی شکرِ خدا
کہ اُنسے وصل کے وعدے ہزار ہونے لگے

چلینگے کوچہ جانان مین شام ہونے دو
ابھی سے حضرتِ دل بیقرار ہونے لگے

نگاہِ لطف سے دیکھا جو غیر کو اُسنے
ہزار تیر مرے دل کے پار ہونے لگے

تجمل اتو کئی دن سے آپکے آگے
یہ کیسے کیسلیے بے اعتبار ہونے لگے

بھری ہی جو دل مین عداوت کسی کی
ترے دل مین کیا آئے الفت کسی کی

گیا ہاتھ خالی سکندر جہان سے
نہین ساتھ جاتی ہی دولت کسی کی

وہ نکلے ہین خنجر لیے صبحدم سے
ضرور آج آئیگی شامت کسی کی

عجب رنگ ہی چرخ نیلوفری کا
نہین دیکھ سکتا ہی راحت کسی کی

مرے دل سے ہارے ہین عالم کے ناصح
یہ سنتا نہین ہی نصیحت کسی کی



لحد مین سوائے علی اہی تجمل
نہین کام آئیگی الفت کسی کی



دل کا سینے مین دُکھانا کوئی تمسے پوچھے
یار عاشق کا ستانا کوئی تمسے پوچھے

آنکھ در پردہ لڑانا کوئی تمسے سیکھے
کھُل کے گھر غیر کے جانا کوئی تمسے سیکھے

اپنی زلفون کو بناتے ہین حسین سب ناگن
کاٹنا اِنکو سکھانا کوئی تمسے سیکھے

پائچون کا بصد انداز و ادا و غمزہ
دمِ رفتار اُٹھانا کوئی تمسے سیکھے

دیکھکر کہتے ہین گلشن مین جوانانِ چمن
گل و بلبل کا لڑانا کوئی تمسے سیکھے

پہلے الفت کا شب و روز بڑھانا اہی یار
دفعتہً اُسکا گھٹانا کوئی تمسے سیکھے

بزم مین ذکر پہ اطاف و کرم کے فوراً
بطرح غصے مین آنا کوئی تمسے سیکھے

بیٹھے آرام سے سینے مین تجھے اے حضرتِ دل
گھر مین اُفت کا مچانا کوئی تمسے سیکھے

عاشقون سے تو تنفر ہے مگر غیرون کو
خفیہ تحریر لکھانا کوئی تمسے سیکھے

چشمِ آہو سے جو دے آنکھ کو نسبت اسکو
دمبدم آنکھ دکھانا کوئی تمسے سیکھے

ابر کب چہرۂ خورشید سے یون ہٹتا ہی
پردہ عارض سے اُٹھانا کوئی تمسے سیکھے

وصل کی رات یہ کہکر ہمدل مین تری یاد
رنجِ فرقت کا بھلانا کوئی تمسے سیکھے

صفتِ نقشِ قدم خاک نشین کو اپنے
مثلِ آندھی کے مٹانا کوئی تمسے سیکھے

زلف کے پیچ ہین یا چاہِ زنخدان ہی جگہ
دل کے رکھنے کا ٹھکانا کوئی تمسے سیکھے

گفتگو سب کی یہ ہر دم ہی تجمل کے ساتھ
گردنِ عجز جھکانا کوئی تمسے سیکھے

لاکھون ہین پاس ترے آگ لگانے والے
ہاے باقی نہین دنیا مین بجھانے والے

راز کچھ قدرتِ خالق کا نہین کھلتا ہی
کسلیے آئے ہین کیون جاتے ہین جانے والے

بعد مرنے کے تو وعدون پہ نہ ٹالین اسد
آئین وہ ہین جو مرے قبر پہ آنے والے

خاک ہونے کو بنایا تھا ہمین تبلا دے
اے مرے اس تنِ خاکی کے بنانے والے

دل صد چاک دیا مین نے جو شانے کے عوض
نہ بگڑا ی سری زلفون کے بنانے والے

ایک مدت سے مری خاک لحد ہی مشتاق
ادھر آناز سے دامن کے اُٹھانے والے

آ کبھی کھینچ کے تلوار کو مقتل کی طرف
سیکڑون جمع ہین گردن کے کٹانے والے

دل نالان مرا تکبیر کی دیتا ہی صدا
سن تو ای دیر کے ناقوس بجانے والے

تجھسا ہوگا نہ زمانے مین کوئی شوخ مزاج
چٹکیون پر مجھے ہر وقت اڑانے والے

طرف طائر دل بھی کوئی ناوک ہو روان
نہ اسے چھوڑ نشانے کے اڑانے والے

غیر سے میرے جنازے پہ وہ فرماتے ہین
لاش کو ہم تو نہین ہاتھ لگانے والے

دشمنی اچھی ہی اس الفت دو روزہ سے
کیون بڑھاتے ہین محبت کو گھٹانے والے

خضر و الیاس ترے کوچے مین کب آتے ہین
راستہ دور ہی سے ہین وہ بتانے والے

واعظ جبہ و دستار سنبھالو ہم ہین
دھجیان دامن محشر کی اڑانے والے

حق تعالی تجھے تا حشر سلامت رکھے
ای مرے خانہ ویران کے بسانے والے



روزِ محشر کی تجمل نہین پروا رکھتا
ہین علی نارِ جہنم سے بچانے والے



شبِ وصال وہ آکر جو بیحجاب ہوے
دلِ رقیب کو کیا کیا نہ اضطراب ہوے

مرے سوال کا اغیار بزمِ جانان مین
جواب دے نہ سکے ایسے لاجواب ہوے

نقاب رخ سے اٹھا کر وہ آے محفل مین
حیا ذرا نہ رہی خوب بیحجاب ہوے

حسابِ انکا تو ہرگز مین دے نہین سکتا
گناہ مجھسے الٰہی ہین بیحساب ہوے

یہ شوقِ بیعت و دستِ سبو تھا پیرِ مغان
مرید آکے ترے طفل و شیخ و شاب ہوے

خدا کرے نہ پھنسے آکے دامِ الفت مین
ہزارون مر گئے لاکھون کے گھر خراب ہوے

ازل کے روز قضا و قدر کی آنکھون مین
حضور سارے حسینون مین انتخاب ہوے

ہر یہ بھی پاس ترا اے صنم کہ پیشِ خدا
گناہِ عشق سے ہم داخلِ ثواب ہوے

نقاب تو نے تو الٹی مگر یہ کج تھا بخت
ہمارے واسطے گیسو ترے نقاب ہوے

تمھارے گیسوؤن نے ابروؤن نے قہر کیا
وہ میری جان کے جنجال یہ عذاب ہوے

طلب ہماری ہوئی اب خیال ہین بدلے
ہزار شکر کہ سچے ہمارے خواب ہوے

جو مہر و ماہ کو تھی آرزوے پابوسی
تمھارے ابلقِ چالاک کے رکاب ہوے

پلائی ہاتھ سے اُسنے جو مے رقیبون کو
حسد کی آگ پہ جل بھن کے ہم کباب ہوے

گر اپسینہ جو گرمی سے روے گلرو کا
چمن مین تر عرقِ شرم سے گلاب ہوے

دلایا غیر نے غصہ جو کان بھر بھر کر
حضور ہم پہ برس پڑنے مین سحاب ہوے

دلِ حزین نے تو کام اپنا کر لیا شبِ وصل
اُدھر سے کیا کہون جو کچھ کہ پیچ و تاب ہوے

مزا ملیگا بھلا دل جلون کو کیا زاہد
نہ ساتھ جب مے کوثر کے کچھ کباب ہوے

ارادہ کوے صنم مین کیا جو جانے کا
رقیب بن کے فرشتے بھی سدّ باب ہوے

وہ روز دیکھتے ہین روز بھول جاتے ہین
نظر مین یار کے ہم کیا ہوے کہ خواب ہوے

چھپایا ابر کے پردے مین ماہ نے چہرہ
وہ شب کو بام پہ اپنے جو بے نقاب ہوے

ہمارا غم ہی ہمیشہ سے ایک حالت پر
ہزار طرح کے عالم مین انقلاب ہوے

بتادے بہر خدا مجھسے ماجرا یہ تو
رقیب کیون یہ ترے پاس ہا ریاب ہوے

مئے طہور ملی اُنکو جو کہ تجھے مینوش
شراب پی نہ جنھون نے وہی خراب ہوے

گرا جو ہاتھ سے جام شراب محفل مین
خطا پہ آپ ہی ہم اپنی آپ آب ہوے

کیا ہی ہمپہ یہ احسان غم جدائی مین
کہ زار ہوکے کمر کا ترے جواب ہوے

۲۴۴ تجمل ۱۰

تجمل امت احمد مین فخر کیون نکرین
ازل سے ہم بھی غلام ابوتراب ہوے

اب تو ہم بیقدر ایسے دربا ہونے لگے
ایک بوسہ مانگنے پر تم خفا ہونے لگے

کیا ہوئی شرم وحیا وہ پردہ داری آپ کی
سامنے غیرون کے اب تو برملا ہونے لگے

اب تو وہ گلرو ہوا ہی بعد مدت ہم بغل
بیوفاؤن سے بھی ظاہر باوفا ہونے لگے

سیکھ لی اُس بیوفا سے بیوفائی کی روش
حضرت دل تم بھی پہلو سے جدا ہونے لگے

صاف ہو جائے یہ جھگڑا میکدے میں گر چلو
روبرو پیرِ مغاں کے فیصلا ہونے لگے

کیا ہوئی تقصیر مجھسے صاف یہ فرمائیے
بیخطا مجھپر یہ کیوں جور و جفا ہونے لگے

ہر طرح سے ہمکو ہیں وہ رند مشرب جانتے
شیخ کیوں آکر ہمارے رہنما ہونے لگے

اے طبیبو تمسے یہ آزار جانے کا نہیں
وہ مسیحا گر معالج ہو شفا ہونے لگے

کچھ ہماری بات کا ہاں ہوں میں دیدیجے جواب
اس دلِ بیتاب کو بھی آسرا ہونے لگے

۲۸۹

یا الٰہی تیرے در پر ہے یہ حاضر در سے
اب بندیرا اس تجمل کی دعا ہونے لگے

بے سبب تم ایسے روٹھے ہم مناتے رہگئے
پھر ہنسی آئی نہ تمکو ہم ہنساتے رہگئے

فصلِ گل آئی گئی بھی پر نہ پائی مخلصی
قید میں حسرت سے طائر غل مچاتے رہگئے

پاسبانو نے درِ جانان نہ کھولا خوف سے
رات بھر زنجیر در ہم کھڑکھڑاتے رہگئے

وصل کی امید تھی کیا ہوگئی جلدی سحر
پانوں کی ہم رات بھر مہندی چھڑاتے رہگئے

دیکھکر مجنون کو دونا ہوگیا اپنا جنون
پھاڑ کر ٹکڑے قبا کے ہم اڑاتے رہگئے

چھوڑ کر پہلو کو جا کے زلف جانان مین پھنسے
طائر دل تمکو اب تک ہم بلاتے رہگئے

ہو کے ناخوش پھر گئے کروٹ نہ لی میری طرف
تا سحر آنکھون سے ہم آنسو بہاتے رہگئے

واہ ری قسمت ہوئی وصلت نہ جانان کی نصیب
دمبدم لخت جگر فرقت مین کھاتے رہگئے

صورت سایہ نہ سر کے پاس سے دم بھر کبھی
ہم بلائے زلف سے پیچھا چھڑاتے رہگئے

کس طرح فصل بہاری مین جنون کے ہاتھ سے
ٹکڑے دامان گریبان کے اڑاتے رہگئے

اُسنے غیرون سے نہین چھوڑی ہے اب تک رسم و راہ
ہم تجمل کس طرح اُسکو سکھاتے رہگئے

ہم تمھین جان گئے تم ہمین پہچان گئے
قبر مین ساتھ لیے وصل کا ارمان گئے

باغ مین آئے تو قسمت سے خزان آپہونچی
دل کے بہلانے کو آئے تھے پریشان گئے

بار گردن ہے تو اک دم مین سبکدوش کیا
تیغ قاتل کا لیے سر پہ ہم احسان گئے

مثل دارا و سکندر کے سلاطین جہان
کیسے دنیا سے گئے دل مین سب ارمان گئے

حسن بیمثل یہ بخشا ہے خدا نے تمکو
لاکھون یوسف سے حسین ہونے کو قربان گئے

دیکھ لینا کسی دن ہم بھی خدا کے آگے
تیری فرقت کا لیے ہاتھ مین فرمان گئے

اے زمین یہ تو بتا کیون نہین پھر کر آئے
آجتک گھر مین ترے جتنے ہین مہمان گئے

آج رخسارون کو گیسو سے چھپائے کیون ہو
ہین نشانی یہ سو کے ہم جان گئے جان گئے

بیطرح رندون نے کچھ انکو سنائین باتین
شیخ میخانے مین آئے تو پشیمان گئے

مہربان ہوکے جو وہ شوخ تجمل سے ملا
بزم سے جتنے تھے اغیار پشیمان گئے

۲۹۱

۱۷

میری الفت اگر نہین نہ سہی
تیرے دل پر اثر نہین نہ سہی

عشق مین تیرے ہمتو مرتے ہین
تجھکو اسکی خبر نہین نہ سہی

جلوہ افگن ہو داغ تو شب ہجر
ماہ روشن اگر نہین نہ سہی

یاد ہم اُسکو دل مین کرتے ہین — دان تک اپنا گذر نہین نہ سہی
وہ ہمارے ہین ہم ہین اُنکے دوست — غیر اپنے اگر نہین نہ سہی
میرے کہنے پہ کیون بگڑتے ہو — غیر سے گر حذر نہین نہ سہی
رخِ مہرو کی چاندنی پھیلی — آسمان پر قمر نہین نہ سہی
ہم کو کافی ہی اپنی بے ہنری — اور کوئی ہنر نہین نہ سہی
راہِ الفت مین پاؤن رکھتے ہین — دل وجان وجگر نہین نہ سہی
دوست تو مجھکو دوست رکھتے ہین — دلِ دشمن مین گھر نہین نہ سہی
حشر مین ایک دن ملوگے ضرور — وصل گر عمر بھر نہین نہ سہی
تن پہ کملی ہی بوریا بستر — ہین گدا کر وفر نہین نہ سہی
تجھکو جور وجفا سے اے ظالم — کچھ خدا کا خطر نہین نہ سہی
ہم کو کافی ترا ہی سیبِ ذقن — باغ مین گر ثمر نہین نہ سہی

ہمتو رو رو کے جان دیتے ہین | آپ کو کچھ خبر نہین نہ سہی
قمر یو دیکھ لو قدِ جانان | سرو کا گر شجر نہین نہ سہی

۲۹۲

ہم بغل یار ہو تجمل سے
اور دولت اگر نہین نہ سہی

۹

رات دن ہو دل کو اپنے بیقراری ہائے ہائے
چشمِ گریان سے ہین ہر دم اشک جاری ہائے ہائے
عندلیبون کو بس اب صیادِ ظالم چھوڑ دے
گلشون مین آئی ہو فصل بہاری ہائے ہائے
دیکھکر زخمِ بدن کو میرے بولا بخیہ گر
غیر ممکن ہو گئی ہو بخیہ کاری ہائے ہائے
جستجوے قیس مین کس طرح دیکھو بے حجاب

آج ناتے پہ ہر لیلیٰ بے عاری ہائے ہائے

آپ کیا دشمن ہوے دشمن ہوا سارا جہان

اب کوئی کرتا نہین ہر غمگساری ہائے ہائے

ہین جو عاشق روز اُٹھاتے ہین وہ تیری بزم مین

ذلتون پر ذلتین خواری پہ خواری ہائے ہائے

آمدِ خط ہر رخِ جانان پہ گھبراتا ہر دل

حُسنِ خوبان کو نہین ہر پائداری ہائے ہائے

عشق کے ہاتھون سے ہمتو در بدر رسوا ہوے

کیا غضب ہر آپ کی یہ پردہ داری ہائے ہائے

اب تجمل تم بھی ڈھونڈھو چل کے کوئی خوبرو

دیکھ لی اُس بیوفا کی دوستداری ہائے ہائے

کہان بگڑ کے چلے ہو ذرا سنو تو سہی
بتاؤ ہمسے ہوئی کیا خطا سنو تو سہی

جو حالِ غیر پہ تم لطف کرتے جاتے ہو
جفا پہ ہمنے اُٹھائی جفا سنو تو سہی

ہمارے خون سے کیا کچھ سوا ہی اسکا رنگ
لگائے ہاتھ مین کیون ہی حنا سنو تو سہی

تمھارا وصف سنائینگے کان اِدھر لاؤ
کہینگے حال نہ اپنا ذرا سنو تو سہی

سوالِ وصل نہ اب پھر زبان سے نکلیگا
بس ایک بوسہ ہی دیدو ذرا سنو تو سہی

مسیحِ چرخ یہ رشکِ مسیح سے بولے
نہین جواب تمھارا ذرا سنو تو سہی

شبِ وصال مین کیون اسقدر ہی شرم و حیا
نگاہ چار کرو اک ذرا سنو تو سہی

یہ التجائے تجمل ہی ترکِ ظالم سے
ذرا ہمارا دلی مدعا سنو تو سہی

ساقیا مے کی آرزو نہ گئی
دخترِ رز کی جستجو نہ گئی

رات بھر وصل کے مزے لوٹے
پھر بھی بوسے کی آرزو نہ گئی

طائرِ روح کر گیا پرواز
باڑھ خنجر کی تا گلو نہ گئی

کوے قاتل سے مر کے نکلے ہم
شکرِ خالق ہی آبرو نہ گئی

لاکھ زاہد نے مجھکو سمجھایا
بُت پرستی کی دل سے خو نہ گئی

کیا سبب آج ہو گیا بلبل
گل و گلزار تک جو تو نہ گئی

۲۹۵

لاکھ شانہ کیا تجمل نے
کجیِ زلفِ مشکبو نہ گئی

پرستش جا کے جو کرتا ہی تو ہر بار پتھر کی
بتا اے برہمن غرت پڑی زنار پتھر کی

گلی ہی قصرِ تن پہلے ہی لازم اُسکی مضبوطی
بناتے ہو عبث اے منعمو دیوار پتھر کی

پرستش کے لیے دیر و حرم میں تو نہیں ملتا
بنائینگے تری تصویر ہم ناچار پتھر کی

ہماری سخت جانی سے نہو گی وہ کبھی عاری
حقیقت کیا سمجھتی ہی تری تلوار پتھر کی

نزاکت سے ہی دونی اُنکی سختی دیکھو کرتے ہیں
ہیں دو شیشے کی تصویریں اگر تو چار پتھر کی

کبھی ہونگے نہ بت گویا عبث باتین بناتا ہی
سُنی ہی کب کسی نے برہمن گفتار پتھر کی

۲۹۶ تجمل کر عبادت تو خدا کی رات دن اپنے
۱۶ نہین کرتے پرستش جو کہ ہین ہشیار پتھر کی

اے مست ہی کچھ عاشقِ بیدل کی خبر بھی
غیرون سے فراغت ہو تو اک جام ادھر بھی

مرنے سے بھلا کوئی ہی بخوف و خطر بھی
جو زندہ ہی درپیش اُسے ہی یہ سفر بھی

اے گل ابھی پڑتے ہین یہان جان کے لالے
دل پاس ترے جا چکا جاتا ہی جگر بھی

لکھنے کو ہین ہم اُس شہ خوبان کا سراپا
اللہ کہین ڈھونڈھے سے ملجائے کمر بھی

اے خضر نہ اُس بت کی جدائی مین رُلاتو
تھہرا گئے ہین اتو مرے دیدۂ تر بھی

کٹتی ہی نہین ہی شبِ تاریک جدائی
اے مرغ سحر بول کہ ہوجائے سحر بھی

انسان کرین کیون نہ جوانی پہ تکبر
آغاز مین دیکھو تو اکڑتے ہین شجر بھی

جب سے ترے گیسو مین ہی کاشانہ بنایا
اب طائرِ دل کو تو نہین یاد ہی گھر بھی

قسمت سے صنم اپنی ترے نقش قدم کو — کھوتی ہی صبا سجدے سے محروم ہی سر بھی

ہی کون سے بیجرم پہ قاتل کی چڑھائی — تلوار بھی ہی ہاتھ مین باندھی ہی سپر بھی

کیون چلنے سے اُس شوخ کے رشتہ نہو روشن — پازیب کے ہین گھنگرودن مین شمس و قمر بھی

میخانے مین اب کھل کے جو ہم آنے لگے ہین — بندون کی طرح کچھ نہین اللہ کا ڈر بھی

راحت سے بسر کرنی جو ہوتی اُسے منظور — کیا قیس بناتا کہین رہنے کو نہ گھر بھی

اُس زلف مین آیا جو نظر رخ تو مین سمجھا — ہی جلوہ نما شام کے پردے مین سحر بھی

یہ سرو سہی قمریو بے پھل ہی تمھارا — رکھتا ہی مرا سرو خراماں تو ثمر بھی

۲۹۷

صدقے مین پیمبر کے تحمل کی دعا مین
جلدی سے خدایا کہین پیدا ہو اثر بھی

۱۸

جاتے ہین بت کے پاس ارمان نئے نئے — کافر بنے ہزارون مسلمان نئے نئے

طفلی مین دیکھتے تھے دبستان نئے نئے — پیری مین چل کے دیکھین بیابان نئے نئے

وہ بت ہوا ہی جب سے کسی شیخ کا مرید
پیشِ نظر ہین اپنے مسلمان نئے نئے

ٹکڑے مرے جگر کے جو دیکھے تو بولے وہ
آئے کہان سے لعلِ بدخشان نئے نئے

چہرون پہ کرتبون کے نظر تبکدے مین آ
اہی شیخ دیکھنے ہون جو قرآن نئے نئے

وحشت زدہ یہ عشق بھی کیا ہی بُری بلا
کرتا ہی گھر ہزارون یہ ویران نئے نئے

راضی کسے کسے کرون دیدیکے رشوتین
اُس آستان پہ اتبو ہین دربان نئے نئے

شوخی ہماری دستِ جنون کی تو دیکھیے
کرتا ہی چاک روز گریبان نئے نئے

حسن و جمال گر کہین اُس بت کا دیکھ لین
زنار پہنین لاکھون مسلمان نئے نئے

گرتی زمین پہ چھٹ کے ہی افشان جو اشک سے
تارے پہ تارے ہوتے ہین تابان نئے نئے

مہانسرا غمون سے کہون کیون نہ دل کو مین
ہر روز اسمین آتے ہین مہمان نئے نئے

کیا جانے کیا ہوا ہی ترے ہجر مین مرض
آتے طبیب ہین پئے درمان نئے نئے

دل مین جگر مین داغ جو پڑتے ہین ہجر کے
سینہ بنا رہا ہی گلستان نئے نئے

جب سے ہوا ہی عشق کسی بت کے زلف کا
ہین خواب دیکھتا ہون پریشان نئے نئے

ہوتا ہی جب گذر طرف کوے دلربا
جاتے ہین لیکے ساتھ ہم ارمان نئے نئے

حربا نہ کسطرح سے مین سمجھون زمانے کو
رنگ اسکے دیکھتا ہون مین ہر آن نئے نئے

حیران ہوتے ہوتے جو زندہ جناب نوح
یہ چشم تر اٹھاتی ہی طوفان نئے نئے

جب سے خبر طلب کی تجمل نے ہی سنی
دل کر رہا ہی وصل کے سامان نئے نئے

غزل فارسی

۲۹۸

ای نور چشم مصطفے ای نور عین مرتضا
ای صاحب تاج ولوا ای بادشاہ کربلا

ای معدن جود و سخا ای منبع فیض و عطا
جای تو بر عرش علی ای واقف سر خدا

من چشم در راہ توام مشتاق درگاہ توام
اطلب مرا اطلب مرا بہر خدا بہر خدا

در کربلا کل سطح خاک از فیض خونت گشت پاک
از جرم عصیان فرض ما بد مریض آنجا شفا

ای سیدِ والا گهر عکسِ رخت شمس و قمر
از نورِ دندان جلوه گر اختر ببالای سما

از پرتوِ مهر جبین پر نور افلاک و زمین
از نکهتِ گیسوی تو گشته خجل مشکِ خطا

ای ماه برجِ خسروی فرض ست بر ما پیروی
ای تابعِ حکمت هوا ذره نمی جنبد ز جا

ای مدحتت بر انس و جان واجب شده در دو جهان
هر دم بارجِ آسمان روح القدس مدحِ تنا

ای غنچه باغِ جنان چون غد لیبان قدسیان
نغمه سرا در مدح تو در مدح تو نغمه سرا

طاقت نمی بندد قلم وصفت چه سان سازد رقم
ای سیدِ والا همم وصفت نماید کبریا

اسم تو بالای زبان لذت دهِ روح روان
یادِ تو هان بالکام جان مرهم دلِ مجروح را

ای ملکِ دشاهِ دو جهان زینت دهِ کون و مکان
اوصافِ همت را شها در بیت میسازم ادا

از حرفِ حا حمدِ احد در نسخِ عیان سرِ صمد
از حرفِ یا یادِ خدا از حرفِ نونِ نورِ خدا

ای قامتِ رعنای تو وی عارض زیبای تو
شمشادِ گلزارِ جنان گلدسته شانِ خدا

حسن جهان را زیور ی گم کرده ره را رهبری
جان و دلم بر تو فدا جان و دلم بر تو فدا

انتهای ورق

افتادہ ام در کوتیو در اشتیاقِ روتیو — دیدار خود بنما مرا دیدار خود بنما مرا

دارم ز تو چشمِ کرم من از خطا شرمندہ ام — عذرم ببر پیشِ خدا بخشد گناہِ این گدا

ای نیّرِ برجِ شرف لختِ دلِ شاہِ نجف — ای دینِ حق را پیشوا ای نائبِ خیر الورا

بر درگہت روح الامین با صد ادب سر بر زمین — ای نورِ پاکِ تو جدا کے از خدا و مصطفا



دارد تجمل آرزو در حشر باشد سرخرو

بہرِ خدا بر حالِ او افگن نظر روزِ جزا



خوش قامتِ رعنائے تو - من عاشقِ شیدائی تو

گل چہرہ زیبائے تو - من عاشقِ شیدائے تو

دندان و لب لعل و گہر - خجلت دہِ شمس و قمر

زلف ست عنبر سائے تو - من عاشقِ شیدائے تو

ہر لحظہ در دل یادِ تو - امید بر امدادِ تو

تاج ست نقشِ پاے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

دیدار خود نہا مرا - بہر خدا با صد ادا

ہر مقصدم بر راے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

یادِ تو ہر دم در دلم - از تیغ نازت بسملم

شان خدا اعضاے تو - من عاشق شیدا ے تو

وابستۂ زلفت ختن - دندانِ تو درِ عدن

در دیدۂ من جاے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

ہر آرزوے خاطرم - بر آراز جود و کرم

سر می نہم بر پاے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

اے تاجِ فرقِ خسروی - کے مہربان بر من شوی

عرشِ معلی جاے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

بردار از رخ پردہ را - بیند تجلی جلوہ را

چشم و دلم جویاے تو - من عاشق شیداے تو

مخمس بر غزل مولوی غلام امام شہید

شاداب ہین سب وادی و صحراے مدینہ
سب دیکھتے ہین آکے تماشاے مدینہ
فردوس برین ہوگئی ہر جاے مدینہ
جب سے ہوا وہ گل چمن آراے مدینہ
جبریل بنا بلبل شیداے مدینہ

ہر غرب گلزار جنان جاے مدینہ
جلدی سے خدایا مجھے دکھلاے مدینہ
دل سے یہ نکلتی ہر صدا ہاے مدینہ
سینہ ہر مرا روکش صحراے مدینہ
دل ہر جرس محمل لیلاے مدینہ

عالم مین ہر کون احمد مختار سے بہتر
بتلاؤ نبی کون ہر اللہ کا دلبر
فرض انکی اطاعت ہر ہر اک جن و بشر پر
کیا شان خدائی ہر کہ ہر تا دم محشر

مسجدِ ملک روضۂ مولائے مدینہ

واللہ عجب قبۂ انور کی جھلک ہی
پر نور اُسی سے یہ جہان آج تلک ہی

دربانی در فخرِ جن و انس و ملک ہی
شمسی کی جھلک دیکھ کے خورشیدِ فلک ہی

جاروب کشِ ساحتِ زیبائے مدینہ

تعظیم سے چلتے ہین عوض پاؤں کے سر ہی
حاضر یہ تصدق کے لیے جان و جگر ہی

دیکھیگا وہ کیا جسکو نہین نورِ بصر ہی
وان کی در و دیوار مرے پیشِ نظر ہی

اندھیر ہو گر آنکھ سے چھپ جائے مدینہ

چہرہ بھی رہے شاد تو دل بھی رہے خرم
چھڑکا دکرین اشکون کے ہم قطرون سے پیہم

احقر ہین ملے گر یہ شرف تو ہون معظم
مژگان سے کرین راہ کی جاروب کشی ہم

سو کوس سے گر ہم کو نظر آئے مدینہ

قندیل مین یہ شمع نہین ہو رہی پنہان
ہر شب ہی منور شبِ دیجور ہی پنہان

اُس جا کی ہر اک کاہ مین اک نور ہی پنہان
ہر سنگ مین واں کے شرر طور ہی پنہان
ہر خشت کو کہیے ید بیضاے مدینہ

ہر ذرہ کو خورشید بنا دیتے ہین اتبک
قطرہ کو وہ گوہر کے جلا دیتے ہین اتبک
مشتاق کو وہ آبِ بقا دیتے ہین اتبک
مُردہ صد سالہ جلا دیتے ہین اتبک
اک آن مین دربان مسیحاے مدینہ

کیا تاب ہی خورشید مین دیکھے جو جھلک کو
کیا سامنے وہ کھول سکے اپنی پلک کو
بے اذن اجازت نہین آنے کی ملک کو
بوسے کی تمنا ہی جو میناے فلک کو
جھکتا ہی سوے گنبد خضراے مدینہ

بیکار سکندر رہا ظلمت مین پریشان
دھوکے مین پڑا کہنے سے آخر تھا وہ انسان
ہو جان مجنون کی فدا روح ہو قربان
ہر چاہ سے جاری ہی وہان چشمہ حیوان
پیاسون کے لیے خضر ہی سقاے مدینہ

ہر دم ہو گنہ ایک خطا ایک ہی ہر آن | بخشش کا نظر میں نہیں کچھ خاک بھی سامان
کہتا ہی تجمل یہی با دیدۂ گریان | آتا ہوں بڑی دور سے آلودۂ عصیان

مولی مجھے مت کیجیو رسوا سے مدینہ



ترجیع بند فارسی در مدح جناب امیر علیہ السلام

اسلام ای منقی احکام دین — اسلام ای حاکم چرخ و زمین
اسلام اے قاضیِ شرع مبین — اسلام اے زادِ احمد را امین

اسلام اے دستِ رب العالمین
اسلام ای جاے تو عرشِ بریں

اسلام ای قدسیان سر بر زمین — نورت آدم را بود نور جبین

السلام اے سایہ ات مہرِ مبین — قطرہ از فیضِ تو شد دُرِ ثمین

السلام اے دست ربُ العالمین
السلام اے جای تو عرشِ برین

پاسبانِ درگہت روح الامین — زیر پایت آسمان سودہ جبین
تابع فرمانِ تو مہرِ مبین — میدہد ہر شب خبر نزدت زمین

السلام اے دست ربُ العالمین
السلام اے جای تو عرش برین

السلام ای مالکِ لوح و قلم — السلام ای دارویِ ہر درد و غم
السلام اے خسروِ عالی ہمم — السلام اے صاحبِ تیغ دودم

السلام ای دست ربُ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای نورِ ایمان را چراغ
السلام ای حضرتِ عالی دماغ
السلام ای بوی خُلقت زنگِ باغ
السلام ای تنگیِ دل را فراغ



السلام ای دستِ ربُّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای تاج بخشِ خسروان
السلام ای هادیِ هر کاروان
السلام ای باعثِ کون و مکان
السلام ای مالکِ باغِ جنان



السلام ای دست ربُّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای بابِ علمِ مصطفٰی
السلام ای سرورِ هر دو سرا
السلام ای دینِ حق را پیشوا
السلام ای چشمهٔ جود و سخا



السلام ای دستِ ربُّ العالمین



السلام ای جای تو عرش برین

السلام ای فاتح بدر و حنین
السلام اے طاعت تو فرض عین
السلام اے آفتاب مشرقین
السلام ای صابر رنج حسین

السلام ای دست رب العالمین
السلام اے جای تو عرش برین

السلام ای مالک خلد و جحیم
السلام ای رزق جان ہا را قسیم
السلام ای قاسم قصر و نعیم
السلام ای فخر عیسیٰ و کلیم

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرش برین

السلام ای مالک تیغ و لوا
السلام اے پیشوای انبیا
السلام ای خلق را مشکل کشا
السلام ای وصف ذاتت لافتا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرش برین

السلام ای زورِ بازوے نبیؐ
السلام ای واقفِ سرِ خفی

السلام ای ہادی دین را وصی
السلام ای شرح دین احمدی

السلام اے دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرش برین

السلام اے صاحب دلدل سوار
السلام ای قدرتِ پروردگار

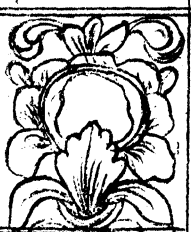
السلام ای افتخارِ ذوالفقار
السلام ای دین حق را شہریار

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرش برین

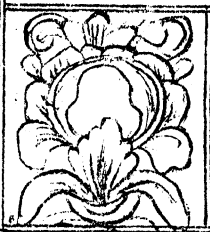
السلام ای فخرِ فخرِ انبیا

السلام ای تاجِ فرقِ اولیا

السلام ای وصفِ ذاتت اِنما — السلام اے کشتۂ راہِ خدا



السلام ای دست ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای زیرِ پایت چشمِ ما — جسم و جانِ مومنان بر تو فدا
السلام ای فخرِ عمران مرتضا — السلام ای نفسِ پاکِ مصطفا



السلام ای دست ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای لامکان شد جای تو — سکۂ مہرِ نبوت پائے تو
السلام ای کعبہ بُد ماوائے تو — السلام ای حکمِ حق بر رائے تو



السلام ای دستِ ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای جامع قرآن توئی
السلام ای معنیِ فرقان توئی

السلام ای هادی ایمان توئی
السلام ای حجتِ یزدان توئی

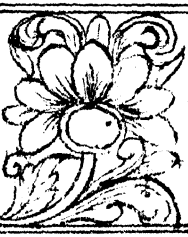


السلام ای دستِ ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای زورِ بخشِ ناتوان
السلام ای دستگیرِ بیکسان

السلام ای بادشاهِ دو جهان
راز خالق جمله شد بر تو عیان



السلام ای دستِ ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای تاجدارِ انبیا
السلام ای مهرِ چرخِ قُل کفا

السلام ای وصفِ تو در اهلِ اتا
مسند آرای سریرِ لافتا



السلام ای دستِ ربّ العالمین





السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای نائبِ خیر الورا
نام چیدر داشته مادر ترا

السلام ای بت شکنِ شیرِ خدا
در حرم دوشِ پیمبر زیر پا



السلام ای دست ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای ماه را طلعت توئے
آسمان را باعثِ رفعت توئے

السلام ای خازنِ جنت توئی
مومنان را آیۂ رحمت توئے



السلام ای دست ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای بتشد اوستنتے
جائے تو بہتر زجائے مصطفا

السلام ای پایہ ات داند خدا
شد زارشادت حق از باطل جدا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جاے تو عرش برین

السلام اے کشتیم را ناخدا
وادی از طوفان رہائی نوح را
السلام ای نورِ تو نورِ خدا
دادۂ آئینہ دینِ را جلا

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جاے تو عرش برین

السلام ای دستگیر مومنان
بر درِ تو سنگِ اسود آستان
السلام این گشتہ بر ہر کس عیان
خفتۂ بر بسترِ احمد نہان

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جاے تو عرش برین

السلام ای شد ز حکمت کوہ زر
شد ز فرمانت صدف پر از گہر

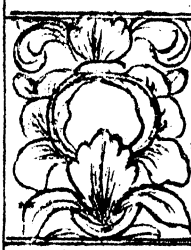
السلام ای زیر پایت بُد ظفر | ساختی دروازهٔ خیبر سپر



السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای صاحبِ عصمت توئی | دینِ حق را باعثِ عصمت توئی
السلام ای خاتم الطاعت توئی | مجرمانِ دهر را رحمت توئی



السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



روز محشر روبروے داد گر | نیست بی حُبِ تو انسان را گذر
یافت از نامِ تو عزت بوالبشر | سوخت از قهرِ تو شیطان را جگر



السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین



السلام ای نامت آمد در اذان | نامِ تو نامِ خدا شد بیگمان
مومنان از رحمتِ تو در امان | شاد گردانی دلم اهر زمان



السلام ای دست ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای قاب قوسینت مقام | اشهبِ ایام را حکمت لجام
ساختی در جنگِ خیبر چون قیام | بی ظفر تیغت نه رفت اندر نیام



السلام ای دستِ ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای دو جهان را کارساز | سر نهادم بر درت با صد نیاز
نام تو در دست هر دم در نماز | از برای حق مرا کن سرفراز



السلام ای دست ربّ العالمین

السلام ای جای تو عرش برین

السلام ای وارث خیر الانام
شاد گردانی دل ناشاد کام

بر زبان دارد تجمل این کلام
از خدا بر تو درود از من سلام

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرش برین

منقبت بزبان اردو

یا علی یا ایلیا یا مرتضا
ای نبی کے بعد دین کے پیشوا

آپ ہین ہر ایک کے حاجت روا
گھیرے ہین مجھکو غم و درد و بلا

اب مدد کیجیے مری بہر رسول
پیشوا اے انبیا زوج بتول

ہی زمانہ در پئے رنج و بلا
فکر مین ہی جان میری مبتلا

آپ ہی کی یاد ہر صبح و مسا — جان و دل دونوں ہیں حضرت پر فدا

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

روز و شب رہتا ہے دل میرا ملول — ہے درازی رنج کو اور غم کو طول
حکم دیجیے ہو دعا میری قبول — مطلب دل میرے ہو جائیں حصول

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

آپ پہونچے نوح کی امداد کو — سن لیا سلمان کی فریاد کو
حضرتِ یونس کی پہونچے داد کو — شاد کیجیے اِس دلِ ناشاد کو

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

ہل اتی آیا تمھاری شان مین
لافتا کی تھی صدا ہر کان مین

کی مدد داؤد کی اِک آن مین
مدح خوان خالق ہوا قرآن مین

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

آپ کی خاطر سے اے حق کے ولی
آسمان پر مہر کو رجعت ہوئی

آپ کو حق نے ہی وہ توقیر دی
جس سے مستحکم ہوا دینِ نبیؐ

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

آپ کی کعبہ مین پیدائش ہوئی
مہد مین اژدر کو پیرایا علی

آپ کی تیغِ دودم کیا کیا چلی
خوب خیبر کی لڑائی فتح کی

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول



پیشوائے انبیا زوجِ بتول

ہر زبان زد قصۂ بیر العلم
لائے ایمان پڑھ کے کلمہ دمبدم

کیا بنی جان پر چلی تیغِ دو دم
ہو شجاعت آپ کی کس سے رقم



اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

آپ کی اللہ ری شانِ حیدری
جس گھڑی سائل کو دی انگشتری

جسکے قائل دل سے ہین دیو و پری
تھی مسلمانون سے سب مسجد بھری



اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

مقصدِ دل آپ پر ظاہر ہین سب
ہند مین رہنے سے گھبراتا ہون اب

ایک دم مجکو نہین عیش و طرب
کیجیے سوئے نجف جلدی طلب

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

اے شہنشاہِ نجف عالی ہمم
سیدِ کونین خورشیدِ حشم
ہون گرفتارِ غم و دردو الم
کیجیے جلد آکے مجھپر اب کرم

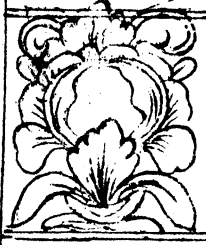
اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

آپ کے خادم کا خادم ہون علیؑ
سب گناہون سے مین نادم ہون علی
آپ کے در کا ملازم ہون علی
مدحتِ والا کا ناظم ہون علی

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

کیا خلیل اللہ پہ احسان کیا
ہر شرر رشکِ گلِ فردوس تھا

دیکھکر نمرود حیران رہگیا | یہ بھی اک تھا معجزہ صلِّ علیٰ



اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول



کیا دکھایا معجزہ داؤد کا | موم سخت آہن کو اکدم مین کیا
آپ کے دستِ مبارک کا عصا | حکم سے دم مین بنا تھا اژدہا



اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول



اسم اعظم آپ ہی کا نام ہی | ایک عالم تابع احکام ہی
آپ کا مشکلکشائی کام ہی | آپ کا بندہ یہ کیون ناکام ہی



اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول



آپ ہی ہین مالکِ خلدِ وجحیم
آپ ہی ہین قصرِ جنت کے قسیم
آپ ہی ہر اک مرض کے ہین حکیم
آپ ہین علم لدنی کے علیم

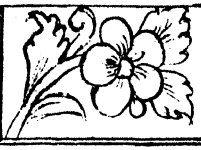
اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

نور بخشِ مہر انور آپ ہین
فی الحقیقت دین کے رہبر آپ ہین
مالکِ فردوس و کوثر آپ ہین
خاتمِ دستِ پیمبر آپ ہین

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

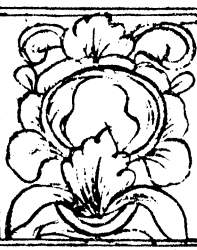
قاسمِ تسنیم و کوثر مرتضےٰ
مفتیِ ہر چار دفتر مرتضےٰ
فاتحِ صفین و خیبر مرتضےٰ
قاسمِ رزقِ مقدر مرتضےٰ

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول




پیشوائے انبیا زوجِ بتول

ازپئے روحِ پیمبر یا علیؑ
ازپئے خاتون محشر یا علی
ازپئے شبیر و شبّر یا علی
ازپئے سلمان و قنبر یا علی




اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

آپ کو گیارہ اماموں کی قسم
آپ کو ہر اپنے ناموں کی قسم
کربلا کے تشنہ کاموں کی قسم
آپ کو اپنے غلاموں کی قسم




اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

جلد اب کیجیے شہ مردان مدد
بھیجیے اے ضیغمِ یزدان مدد
کیجیے اے عیسیٰ دوراں مدد
اے چراغِ کعبۂ ایمان مدد

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

ہو تجمل نام میرا ہون فدا
کیسلیے ہون آپ کے در سے جدا
اب طلب کیجیے مجھے بہرِ خدا
کیجیے حل مشکلین مشکلکشا

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

رباعیات

یہ سلسلہ مخفی نہین ہر سب پہ جلی
واقف اِس سے تھا ہر نبی اور ولی
اللہ کے بعد ہین محمد جس طرح
ہین بعد محمد کے اسی طرح علی

ولہ

ہو عیش کہ غم عمر یہ کٹ جاتی ہی
غفلت کی صفت سب کے لیے ذاتی ہی

عالم مین تجمل یہ مثل ہی مشہور
سُولی پہ بھی انسان کو نیند آتی ہی

ولہ

ہمت پہ سخاوت پہ کمر کو کس لے
اک ہاتھ سے دے دوسرے مین واپس لے
بخشش سے سوا نفع کسی شی مین نہین
غافل اک اک کے عوض دس دس لے

ولہ

دنیا سے فراق مین گذرنا بہتہ
ہستی سے سفر عدم کا کرنا بہتہ
آفت یہ پڑے خضر پہ تو وہ بھی کہین
اِس جینے سے لاکھ درجہ مرنا بہتہ

ولہ

چمکے جو وہ تیغ سبکڑون کے سر لے
عشاق کے خون سے پیٹ اپنا بھر لے
تنہا مرے کہنے پہ نہین کچھ موقوف
جسکا جی چاہے امتحان وہ کر لے

ولہ

محشر کا دن ایک روز آئیگا ضرور
نیکی جو کریگا اجر پائیگا ضرور
ہر چند ہی دن قیام تیرا غافل
دنیا مین جو آیا ہی تو جائیگا ضرور

ولہ

کہتے نہین کچھ زبان سے ہین جو عاقل
یہ بات وہی کرتے ہین جو ہین جاہل
بیجا اعمالِ نیک پر ہی یہ غرور
نیکی نہ بدل جاے بدی سے غافل

ولہ

راحت کچھ تو عدم مین یہ پاتی ہی
ساری خلقت جو اُس طرف جاتی ہی
ہر چند کیا غور تجمل ہمنے
یہ بات سمجھ مین نہین کچھ آتی ہی

ولہ

معشوق کے ناز کو جفا کہتے ہین
قاتل غمزے کو بیجا کہتے ہین
ناواقفِ عشق بھی عجب ہین نافہم
اتنا نہین جانتے کہ کیا کہتے ہین

ولہ

اُس شوخ کو گھر مین مرے لایا نہ گیا
معشوق کو عاشق سے ملایا نہ گیا

کیا قابل شورِ نالہ ہون مین اُس سے
بختِ خفتہ مرا جگایا نہ گیا

قطعۂ اسم تاریخی دیوان از نتائج افکار مصنف

شکر صد شکر کہ دیوان مرا ختم ہوا
مجتمع ہو گئے چھپنے کے بھی سارے سامان

جب سنِ طبع کی کچھ فکر تجمل کو ہوئی
دی صدا ہاتف غیبی نے کہ مرغوب جہان ۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ مصنف بزبان فارسی

بہ امدادِ سلطانِ بدر و حنین
شدہ طبع دیوان بصد زیب و زین

شدہ سال طبعش چنین حسب حال
بجا شادمان شد تجمل حسین ۱۳۰۲ھ

قطعات تواریخ تصنیفات احباب

قطعۂ تاریخ از نتائجِ افکار جناب اکمل الکملاء فخر الشعراء

مرحمت الدولہ بہار الملک سید محمد غضنفر علی خان صاحب بہادر صولت جنگ المتخلص بہ حکیم ابن اکبر جناب تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان صاحب بہادر سابق لکھنوی مرحوم و مغفور

ای خوشا دیوانِ اول کوست لاثانی بدہر
ہر چہ گویم در صفات و مدحتش باشد روا

در فصاحت در بلاغت لاجواب و بے نظیر
معنیش بر لفظ و لفظش ہست بر معنی فدا

مطلع او مقطعِ خوبی و حسن و ناز کی
مقطع او مطلع خورشیدِ عشقِ کبریا

بر مجازِ او حقیقت در حقیقت عاشق ست
ذرہ اش در غیرت انداز دگر دون مہرا

کی رسد تا آسمانِ معنی او مرغ فہم
از تعالی زمینِ شعر ست اوجِ سما

فہم ناقص را کند کامل فصاحت آنقدر
ہست در راہِ بلاغت نارسا ذہنِ رسا

با تجمل خان شود گر متصل بعدِ حسین
یابد از نام مصنف زیبِ درجِ گوشہا

صیت فضلش با دل مشتاق کار ہی سکند
آنکہ با آہن کند اندر جہان آہن رہا

دار و از غرت فزاے در سخن سیم رجوع | ورنہ سلطانِ معانی را چہ حاجت باگدا
بہر سالِ طبع چون ہاتف مراد فکر دید | گفت کن تحسین و شاباش آفرین و مرحبا

۱۸۹۰ء

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار وحید عصر فرید دہر جناب افضل الدولہ مظفر الملک سید محمد افضل علی خان صاحب بہادر شوکت جنگ المتخلص بہ افضل ابن اصغر ملک الشعراء جناب بدر الدولہ منشی سید مظفر علی خان بہادر اسیر مرحوم و مغفور اُستاد الاُستاد مصنف دیوان

گل یہ دیوان ہے اسمین کچھ نہین شک | اور دیوان ہین صورتِ خاشاک
بامِ معنی بلند ہے ایسا | پہونچے جس تک نہ طائرِ ادراک
ہر زمین شعر کی ہے یہ بے عیب | ہو بجا گر کہون مین خاکِ پاک
جو کہے اِس کلام کو مٹی | مین کہون اُس سے تیرے منہ مین خاک

کیا معانی کے رنگ کا ہو بیان | شوخ الفاظ بندشین چالاک
اِسمین مضمونِ غیر کیا آتا | عین دریا مین بھی ہی سنگ ناپاک
کیون عدو دیکھکر نہون بسمل | ہی جو مصرع وہ خنجرِ سفاک
کیون نہو یہ کلام ہی آسکا | ذہن جسکا ہی علم مین درّاک
کہی تاریخ طبع افضل نے | عاشقانہ کلام حیرت ناک

۱۸۹۰ء

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب والاحشم عالی ہمم نواب محمد یوسف حسین خان صاحب بہادر تخلص یوسف شاگرد رشید حضرت اسیر مرحوم

طرفہ دیوان کہا تجمل نے | جسکی خوبی ملک نہ پہونچے ہم
کہی تاریخ طبع یوسف نے | سخنِ انتخابِ صاحبِ فہم

۱۸۹۰ء

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر شیرین زبان یکتاے جہان

جناب نواب حامد حسین خان صاحب بہادر سب جج لکھیم پور شاگرد رشید حضرت اسیر مرحوم نبیرۂ جناب نواب امین الدولہ بہادر وزیر اعظم ملک اودھ مرحوم

ہر کہ دیدہ رخِ مرغوب جہاں یکبار	دفترِ ناز و نیاز از رہِ الفت گفتا
باغبانِ دلِ حامد پئے سالِ طبعش	ثمرِ نورسِ نیرنگِ محبت گفتا

۱۸۹۰ع

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب والاشان عالی خاندان نواب قاسم علی خان صاحب قاسم صاحبزادۂ جناب نواب امیر محل صاحبہ شاگرد حضرت حکیم

این مطرّا نظم دیوان تجمل دلکش ست	باکمالِ حسن و خوبی در جہان مشہور باد
چون تفحص کرد قاسم سالِ طبعش را سروش	گفت زین دیوان ہمہ حشیم بد بین دور باد

۱۳۰۰ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف رئیس والاشان عالی دودمان جناب

محمد یوسف خان صاحب نبیرۂ جناب داروغہ عاشق علیخان بہادر مرحوم داروغۂ دیوان خانہ شاہی تخلص یوسف شاگرد حضرت حکیم

مرغوب جہان ہی طرفہ دیوان اُسپر — ہین دل سے فریفتہ صغیر اور کبیر
بندش کی ثنا نہین زبان سے ممکن — ہر بیت ہی دام مرغ مضمون ہی اسیر
کلک یوسف نے یون لکھا طبع کا سال — آئینۂ رونمائے خوبی و نیرنگ ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب پنڈت راجہ رام صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع اوناو شاگرد حضرت حکیم

ہم پہ دیوان کے سننے سے یہ کھلا — ہی مصنف کو شاعری مین کمال
کیون زمانے کی ہو نظر نہ اُدھر — دائرہ شعر کا ہر اک ہی ہلال
کہی تاریخ راجہ رام نے یہ — نیک بنیاد بوستان خیال ۱۸۹۰ء

قطعہ تاریخ از فکر شاعر رنگین خیال باکمال جناب پنڈت شیونا تھ صاحب بہادر تحصیلدار اونا و متخلص بہ کیف شاگرد حضرت حکیم مدظلہ

زہے نظمِ رنگین کہ در باغِ عالم — فصاحت گلِ حسن او راست بلبل
چگونہ نگردد نظر مستِ لطفش — کہ ہر دائرہ میدہد ساغرِ مل
مصنف بود اوستادی کہ کس را — بشاگردیِ او نباشد تامل
پئے سالِ طبعش رقم کیف کردہ — کلام تجمل سرودِ تجمل

۱۳

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار جناب ناظم لاجواب ناثر انتخاب پنڈت رتن ناتھ صاحب متخلص بہ سرشار صاحب فسانۂ آزاد شاگرد حضرت حکیم مدظلہ

کیا خوب یہ دیوان ہی سبحان اللہ — حل اسمین ہی ہر عقدۂ مالاینحل

سرشار نے سالِ طبع لکھا اِسطرح | گلدستۂ تازہ مضامین اول

۱۸۹۰ء

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعر نازک خیال رنگین مقال جناب مرزا رضا حسین صاحب رضا شاگرد حضرت حکیم

زہے خانِ والا تجمل حسین | کہ زد ہست نامِ فصیح و بلیغ

شدہ بہرِ دیوان او سالِ طبع | براتِ کلامِ فصیح و بلیغ

۱۸۹۰ء

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب شیخ ریاست علی صاحب ریاست شاگرد حضرت حکیم

شکر ست خدائے دو جہان را | کو صاحبِ نظم بے نظیر ست

شد طبع ز فضلش اندرین سال | دیوان کہ چو ماہ و خور منیر ست

گفتا تاریخ او ریاست | دیوان تجمل بصیر ست

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعر رنگین مقال نازک خیال جناب

شیخ وزیر علی صاحب وزیر شاگرد حضرت حکیم

طرفہ کلامے شدہ مطبوع دہر — ہست بر و نظمِ ثریا نثار
بندشِ او گشتہ ز جوشِ صفا — آئنۂ قدرتِ پروردگار
صفحہ بود خلد زبین السطور — کوثر و تسنیم در و آشکار
بنگرم از روے سواد و بیاض — صورتِ مجموعۂ لیل و نہار
چون نکشد جانبِ او دل کہ ہست — نقطۂ او خالِ رخِ گلعذار
طبع وزیر از پئے ملبوس سال — عطرِ گل فکر تجمل بیار

قطعہ تاریخ تصنیف جناب شیخ بنیاد حسین صاحب ضبط شاگرد جناب حکیم ۱۳۰۷ھ

چھپا کیا خوب دیوان تجمل — کہ جسکے وصف مین قاصر ہی ہمت
ہین وہ خوش ذائقہ مضمون اُسکے — زبان کو جس سے ملتی ہی حلاوت

پڑھو گر وصف شعرِ پُر نمک کا — دہن بنجاے اک کانِ ملاحت
بلاغت وہ فصاحت جس پہ شیدا — فصاحت وہ فدا جسپر بلاغت
ہین روشن آئینہ کی طرح الفاظ — عیان معنی ہین اُسمین مثلِ صورت
لکھی یہ ضبط نے تاریخ اُسکی — نمایان ہی گلستانِ فصاحت

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ ہجری طبع در صنعت توشیح مترشحۂ سیہ ابر زبانِ کلک نیسان رشک وگہربار از اوج فکر شاعر عدیم المثال نازک خیال جناب حاجی مدحسین خان صاحب متخلص بہ آرزو شاگرد حضرت حکیم

خوش آن کسیکہ بود فکرِ شاعری اورا — خوش آن کسیکہ دلش باسخن بباشد جفت
ہمان ز اہل جہان بعد مرگ سبقت برد — کہ در حیات خود از بہرِ نام چیزی گفت
یکی ز محنت و آلام نام پیدا کرد — دگر مدام بعیش و نشاط خورد و بخفت

کسے ز خلق نداند پسِ ممات اورا
بسانِ جسم شود نام هم بخاک نهفت

لبم چرا نشوند از وفورِ خنده جدا
که غنچهٔ دلِ من بعد مدتے بشگفت

اگر به خویش ببالم درین جهان زیباست
که بادِ عیش خسِ درد و رنج و غم را رُفت

مشامِ خاطرِ من تازه و معطر شد
گلِ مراد ز بوے خوشی ست سفت به سفت

تمام گشت درین سال طرفه دیوانی
که جبرئیل ز حیرت تبارک الله گفت

جهان مطیع شود حضرتِ مصنف را
بغیر دولت و جاه و شکوه باد جفت

مدام از دُرِ امید دامنش پُر باد
بسلکِ نظمِ چو گوهرِ رضا مین سفت

لطافتِ سخن او بر فعتے که زمین
ز بامِ چرخ صداهاے آفرین بشنفت

حیاے لیلیِ مغنیش لائقِ دیدست
که داشت حجلهٔ نفطش ز دیدها به نهفت

سپاس و شکر خداے جهان چرا نکنم
که گلستانِ امیدم چمن چمن بشگفت

یکی شب آرزو از بهر سالِ تاریخش
چنان بجهد فتادم که چشمِ فکر خفت

نکہ فتاد جو بر حرف اول ہر شعر | خبے کلام تجمل حسین ہاتف گفت

۱۳۰۶ھ

ایضاً

عجب دیوان چھپا مدحت مین جسکی | زبان ہر اک مرا موے بدن ہی

کھلے ہین وہ گل مضمون رنگین | کہ جو صفحہ ہی وہ رشک چمن ہی

نہین ہین صفحۂ قرطاس پر خط | جبین حسن پر گویا شکن ہی

ہی ہر اک لفظ کے پردے مین معنی | حجاب شرم مین پنہان دلہن ہی

گل مضمون کی جب سے کی ہی تعریف | بر نگ عطر دان میرا دہن ہی

اگر ہر دائرہ ہی چشم آہو | تو نقطہ نافۂ مشک ختن ہی

ہی جسمین عاشق و معشوق کا حال | وہ صفحہ مثنوی نل دمن ہی

ہی جسمین وصلت دیدار کا حال | عجب دلچسپ وہ طرز سخن ہی

ہوا ہی یون ادا فرقت کا مضمون | جو ہر دم نو کن داغ کہن ہی

نزاکت کا کیسا ہی جس جگہ ذکر
وہان پر خار رشکِ یاسمن ہی

صفائے ہی ہر اک مصرع کے ظاہر
لیے ہاتھون پہ آئینہ دلھن ہی

قلم کا شعر لکھنے مین ہی یہ قول
خرامِ ناز کا مجھ مین چلن ہی

خطون کو دیکھکر کہتے ہین غواص
کہ اک دریاے خوبی موج زن ہی

مصنف کو کہون کیونکر نہ خلاق
معانی روح ہین ہر لفظ تن ہی

ثنا کی جب سے اِس دیوان کی سنیے
خوشی سے تنگ تن پہ پیرہن ہی

ہی باہر وصف تقریر و بیان سے
زبان قاصر ہی تو عاجز دہن ہی

کہی یہ آرزو نے اسکی تاریخ
بہارِ جلوۂ رنگین سخن ہی

۱۳۰۷ھ

ایضاً

چھپا عجیب یہ دیوان کہ جسکے پڑھنے سے
خراب ذہن بھی ہو بیگمان سلیم الطبع

مصنف اِسکے تجمل حسین خان ہین جنھین
بصدق کہتا ہی سارا جہان سلیم الطبع

سخن شناس وعقیل وفہیم وصاحبِ فکر
بلیغ وافصح وشیرین زبان سلیم الطبع

ہین اُنکی مدح وستایش مین یکقلم قاصر
جہان کے اہل خرد نکتہ دان سلیم الطبع

ہنر خود اُنپہ فدا ہی وہ شعر ہین بے عیب
جہان مین ہوتے ہین ایسے کہان سلیم الطبع

یہ آرزو نے لکھی اُسکے طبع کی تاریخ
کلام شاعرِ رنگین بیان سلیم الطبع

۱۳۰۰ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعر نکتہ سنج نکتہ دان جناب فدا حسین خانصاحب سعید شاگرد جناب حکیم

اہی خوشا دیوان کہ جسکی مدح مین
درفشان ہردم زبانِ کلک ہی

دل نہ کیونکر ہو خنک اُسکی ثنا
گرمیِ بازارشانِ کلک ہی

سب سے بڑھکر وصف کے میدان مین
سرفراز اسدم نشانِ کلک ہی

ہر طرف ہین پھول مدحت کے کھلے
کیا شگفتہ گلستانِ کلک ہی

لکھے ہین اشعار کیسے صاف صاف
خود فصاحت قدردانِ کلک ہی

سین

کیون نہو افزون جہان مین اسکی قدر — اک زمانہ مدح خوان کلک ہی
کیا رقم ہو مجھسے دیوان کی صفت — مدح مین عاجز زبان کلک ہی
ای سعید لکھ تو یہ تاریخ طبع — نغمۂ بلبل بیان کلک ہی
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر جناب شیخ سعادت علی صاحب سعادت شاگرد حضرت حکیم

ای خوشا دیوان مرغوب جہان — جسکے سب مداح ہین بے قیل و قال
ہی مصنف اُسکا وہ شاعر جو ہی — بے عدیل و بے نظیر و بے مثال
خوش نوا و خوش زبان و خوش بیان — طوطی ہندوستان شیرین مقال
خود سخن کہتا ہی یہ سب سے کہ ہی — عالم امکان مین مثل اُنکا محال
نقص کا دھبہ لگاے کوئی کیا — شاعری کے فن مین ہی اُنکو کمال
یہ سعادت نے کہی تاریخ طبع — ہی بہار دانش نازک خیال
۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ تصنیف جناب محمد امین کربلائی صاحب در صنعت توشیح یعنی ہر مصرع اول کا حرف اول یکجا کرنے سے نام دیوان کا تاریخی پیدا ہوتا ہے

معنیِ صنعتِ توشیح بیان می سازم — رمز او بر ہمہ احباب عیان می سازم
رغبتِ بلبل دل شد کہ بایام بہار — رفتہ و نغمہ سرائے بکند در گلزار
غنچہ و لالہ شود گل ز مسرت بفراغ — غم صرصر نخورد پاک کند دل از داغ
وا کند بابِ چمن زود ز صیاد بگو — وا رہاند ز قفس بلبل ناشاد بگو
بنیا لیکہ ز دیوانِ مسمی مرغوب — بسرایم غزلی تازہ و نو خوش اسلوب
جامِ می پیر مغان دہ کہ شود غم خارج — جویم و چارہ کنم در سنِ ہجری رائج
ہمہ اسبابِ طرب پیر مغان نزدم نہ — ہم ز ساز و ہمہ سامانِ جہان نزدم نہ
از عنایاتِ صمد از کرم و فضلِ خدا — از مدد گاری و از بخشش ربِ دوسرا

نیز در فکر نبودم کہ صبا داد نشان | نام دیوانِ تجمل شدہ مرغوب جہان
۱۳۰۰ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب محمد افضل صاحب اونامی ناظر شاگرد جناب مرحمت الدولہ بہادر حکیم لکھنوی

مرغوبِ جہان کیون نہو مقبول زمانہ | گلدستہ نیرنگِ گلستانِ سخن ہی
جو لفظ ہی وہ معدنِ یاقوت معانی | جو حرف ہی وہ لعلِ بدخشانِ سخن ہی
جو بحر ہی وہ رشکِ سرچشمۂ حیوان | جو صفحہ ہی وہ مہرِ درخشانِ سخن ہی
دیوان جو مرقع ہی تو ہر شعر ترا سیمین | ریحانِ سخن شانِ سخن جانِ سخن ہی
لازم ہی مصنف سے کہون ہو کے مخاطب | لاریب کہ تو عیسیِ دوران سخن ہی
سیراب ترے فیض سے ہی چشمۂ احسان | شاداب ترے دم سے خیابانِ سخن ہی
تو نثر مین سردفترِ ارژنگ طرازان | تو نظم مین سرخیلِ نکویانِ سخن ہی
تیرا ہی قلم ابرِ گہربارِ بہاران | تیری ہی زبان خنجرِ برانِ سخن ہی

ہین اہل زمین گرترے وابستۂ احکام
تو چرخ ترا تابع فرمانِ سخن ہی

تو فیض مین ہمثیل ہی انصاف مین یکتا
تو قیصرِ گفتار ہی خاقانِ سخن ہی

دعوی کرے کس منہ سے تری مدح ثنا کا
ناظر کہ جو اک بے سر و سامانِ سخن ہی

لازم ہی کہ اب قطعۂ تاریخ کی ہو فکر
جو طولِ محل ہی نہین شایانِ سخن ہی

یہ مصرع نایاب ملا غیب سے ناگاہ
گنجینۂ معنی ہی بہاران سخن ہی

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکارِ جناب سید گدا حسین صاحب گدا رئیس بھدرسوئی

جلد آ ساقیِ گل پیرہن و غنچہ دہن
بیٹھ آغوش مین لا ساغرِ صہبائے کہن

غنچہ و گل تر و تازہ ہین بہار آئی ہی
فرطِ شادی سے ہین خنداں گلِ نسرین و سمن

مہربان بادِ بہاری ہی یہ گلزارون پر
حسن پر اپنے ہین مغرور جوانانِ چمن

ہی عجب روح فزا ہر گلِ رعنا کا جمال
قابلِ دید ہی خوبانِ چمن کا جوبن

رات بھر دولتِ شبنم جو ہوئی ہے غارت
موتیون سے ہے بھرا ہر گلِ تر کا دامن

عارضِ حور ہے رنگِ رخِ گل پر قربان
زلفِ لیلی سے ہے سنبل مین سوا پیچ و شکن

جمع عاشق بھی ہین معشوقِ طرحدار بھی ہین
دشتِ فرخار یہ ہے صحنِ چمن چشمک زن

کس تکلف سے ہے آراستہ اک بزمِ طرب
جوشِ عشرت ہے فزون دل مین نہین رنج و محن

زمزمہ سنجیِ مرغانِ چمن سے ہے عیان
آج عشرتکدۂ عام ہے صحنِ گلشن

عاشقانہ وہ غزل گاتے ہین جسکو سنکر
در و دیوار کو ہو وجد بنے موم آہن

قدِ دلبر کی طرح شعر کے مصرع موزون
بیت موتی کی لڑی لفظ ہے لولوے عدن

بندشین چست مضامین نئے انداز درست
غش ہر اک شعر پہ ہون سنکے سخندان کہن

کیون نہ عمدہ ہو غزل یہ کہ ہے اُس دیوان کی
جسکی توصیف مین قاصر ہین تمام اہل سخن

وہ مصنف ہے جو ہے گوہر دریاے کمال
مہر تابندۂ چرخِ ہنر و فن سخن

شاعرِ کامل و شیرین سخن و نکتہ شناس
سخن آرا و سخن سنج و سخندان زمن

صاحبِ منصبِ عالی گلِ گلزارِ کرم
وہی حشم وہی شرف وہی دل وہی چلن

متصل لفظ تجمل سے جو ہو لفظ حسین
اسم اقدس کا ہوا اظہار بہ آئین حسن

ختم دیوان جو کیا شور ہوا تحسین کا
شاعروں کے ہوئے سُن سُن کے غزل بند دہن

فکرِ تاریخ مری طبع رسا کو جو ہوئی
وہی صدا ہاتفِ غیبی نے بصوت حسن

وصف دیوان میں گدا مصرع نایاب لکھ
بیت جو جو ہے وہی جملہ لیلی سخن

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب شیخ الٰہی بخش صاحب اسسٹنٹ ۱۳۰۷ھ اسپتال فتحپور حقیر بزبان فارسی

کرد دیوان چو تجمل تصنیف
او کہ در نظم بود سیف زبان

باذل و ذی سخن و ذی عزت
شاعرِ شامخ و حاکم ہمدان

افسرِ عادل و انصاف پسند
باحیا باخرد و با ایمان

سلک گوہر چو در آورد بہ نظم
دلکش دہر و نصاحت عنوان

فکرِ تاریخ نمودہ چو حقیر ہاتفی گفت کہ مرغوب جہان
۱۳۰۷ھ

ایضاً بزبان اُردو

کیا کہا حضرت تجمل نے اُردو دیوان ہر رنگ سیر جہین
قابلِ مدح ہر کلام اُن کا جنکی ہر نظم خوب مستحسن
درد آلود ہر ہر ایک غزل ایک اک لفظ پر ہین سو جوبن
ہوئی تاریخ عیسوی کی جو فکر کہ جہان مین ہر اب اِسی کا چلن
اپنے دل سے کہا یہ ہاتف نے کیسا اچھا کھلا ہر باغ سخن
۱۸۸۹ء

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار جناب امیر الدین صاحب نجم

چو دیوان لاجوابی کرد تصنیف کہ ہر ہر شعر او مرکوبِ دلہا
تجمل کرد دیوان را چو تصنیف شدہ نظمش بسا محبوبِ دلہا
سراپا علم و عالی فہم و دانا مضامینِ خوشش مرغوب دلہا

کلیمِ وقت سبحانِ زمانہ | بلیغ و افصح و محبوب دلہا
چو شد مشہور این دیوانِ کامل | شدہ در عہدِ ما مطلوبِ دلہا
بیاضِ صفحہ اش الواحِ سیمین | خطوطِ جدولش مذہوبِ دلہا
بحقِ ذاتِ تو چیزے بگویم | کہ مستدعی شود مطلوبِ دلہا
احبا از حیاتت شاد باشند | شوند اعدائے تو منکوبِ دلہا
خدایا در جہان باشی با قبال | کتابی تو بود محبوبِ دلہا
پئے تاریخ طبع ای نجم دین قطع | کہ شاید باشد این محبوبِ دلہا
چو کردم فکر از وجدانِ ناطق | بگفتا او بود مرغوبِ دلہا

۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب محمد عیسی صاحب عاصی ولد مولوی محمد جعفر علی کسمنڈوی

خانِ والاشان امیرِ ذی وقار | ایسے عالی فہم عالم میں کہاں

ہر کلامِ پاک کیا سحر آفرین — کیون نہو ہر بیت مرغوب جہان
عرش سے لائے مضامینِ بلند — ہر زمینِ شعر گویا آسمان
اُنکا دیوان اب مرتب ہوگیا — فیض لیگا اُس سے ہر پیر و جوان
مصرعِ تاریخ عاصی نے لکھا — ہر کلامِ شاعرِ شیرین زبان
۱۳۰۷

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب شیخ علی قدر صاحب شیدا شاگرد جناب نواب یوسف حسین خانصاحب یوسف

زہے دیوان کہ اورا در فصاحت — عدیم المثل در امصار گفتم
ز خوبیِ سیاہی و سفیدی — جوابِ زلف و روی یار گفتم
ندیدم چون نشان عیب ہا را — بر رنگِ و بوئے گلِ بنجار گفتم
مصنف کرد چون این در فشانی — دلش را ابر گوہر بار گفتم
خیال آمد چو بہرِ سال شیدا — مجدد دفترِ اشعار گفتم
۱۳۰۷

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب سید باقر حسین عرف اچھے صاحب شہرت شاگرد برادر زادۂ جناب فصاحت صاحب

خوب دیوان تجمل کا چھپا — چار سو جسکا اک آوازہ ہی
فکر تاریخ ہر گرامی شہرت — لکھ یہ گلزار تر و تازہ ہی
۱۲۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب سید ہادی علی صاحب جلیل لکھنوی شاگرد جناب فصاحت صاحب

چہ خوش نظم فرمود دیوانِ خود — تجمل سخن سنج نازک خیال
بگو سالِ تاریخ فصلی جلیل — شدہ طبع این در جہان بیمثال
۱۲۹۷ف

قطعۂ تاریخ تصنیف خواجہ رزاق بخش صاحب حشمت شاگرد جناب فصاحت صاحب

جناب میر تجمل حسین اہل سخن — چہار سمت ہی جنکے کلام کا شہرا

کیا تھا جمع جو دیوان اب وہ چھپا ہی — کمال شوق ہی اہلِ مذاق کو جسکا
جو معجمہ مین ہوئی فکر مجھکو اسکی حشمت — رقم ہو مصرعِ تاریخ طبع سب سے جدا
کہا یہ بلبلِ دل نے کہ لکھدو ہجری سال — ریاضِ فکرِ تجمل ہی پھولا پھولا
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب حیدر مرزا صاحب فوق لکھنوی شاگرد جناب فصاحت صاحب

تجمل جو ہین شاعرِ صاحبِ جاہ — یہ نظم اُنکی چھپی دلچسپ و رنگین
حروفِ معجمہ مین عیسوی سال — لکھو فوق اسے زیبِ باغِ مضامین
۱۸۸۹ء

قطعۂ تاریخ جناب شیخ امجد علی صاحب امجد شاگرد حضرت حکیم سلمہ اللہ الاحد

کہا ہی وہ دیوان کہ بمثیل ہی وہ — جہان کیون نہ راجع ہو سوے تجمل
ہر اک شعر ہی باغِ دیوان مین وہ گل — کہ رکھتا ہی جو رنگ و بوے تجمل

زہے فرق بین السطور اور مصاریع
یہ سر دِ تجمل وہ جوے تجمل

کہی تازہ تاریخ امجد نے اُسکی
گلِ قیمتی آرزوے تجمل

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از طبع نقاد شاعر وقاد جناب شیخ محمد حسین صاحب التجا شاگرد جناب حکیم

عجب دیوان چھپوایا ہی کہکر خان والانے
کہ جسکو دیکھکر ہین کند ذہن ناظرین بھی تیز

سفیدی ہی پہ گمان چہرۂ معشوق ہی سب کو
سیاہی ہی برنگ گیسوے دلدار عنبر بیز

پڑھا جاتا ہی جس محفل مین ادنی شعر بھی اُسکا
تو دب جاتا ہی تحسین کی صدسے اشور رستاخیز

رُلاتے بھی ہین یوں گو کو ہنساتے بھی ہین شعر اُنکے
کوئی مضمون نشاط انگیز ہی تو کوئی درد آمیز

لکھی تاریخ فرمائش سے کلکِ التجا نے یہ
تسلی دل مہجور دیوان نشاط انگیز

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از ترادش خامۂ ندرت رقم جناب مولوی آلہی بخش صاحب مجروح شاگرد جناب حکیم

چون جناب تجمل خوشگو
کرد دیوان اولین ارشاد

جذاد لفریب دیوانے
که همه ناظر اند از و دل شاد

گفت تاریخ طبع او مجروح
سرمه چشم شاعران بلاد

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف افصح الفصحا ابلغ البلغا طوطی باغ ہندوستان اُستاد زمان شیرین زبان عالی خاندان جناب شیخ فدا علی صاحب عرف اچھے صاحب عیش شاگرد رشید جناب میر کلو صاحب عرش مرحوم

ہوا مطبوع دیوانِ تجمل
مثالِ حسن معشوقِ دل آرا

نہ کیوں ہمثل ہو ہر شعر اسمین
مصنف ہے سخندانی مین یکتا

جو پوچھی طبع کی تاریخ اے عیش
کہا دل نے گلستان ہے سخن کا

۱۳۰۷ھ

ایضاً

چھپا کیا خوب دیوان تجمل
سراپا رشکِ حسنِ مہوشان ہی

تعلی پر جو ہی فکرِ مصنف
زمینِ شعر گویا آسمان ہی

رئیسِ خاندانے حاکمِ عہد
تجمل نام سے اُنکے عیان ہی

خلیق و باذل و اہلِ مروت
جہان مین جو ہی اُنکا مدح خوان ہی

کیا تاریخ کو ارشاد مجھسے
یہ اُنکی قدر دانی کا نشان ہی

لکھی اے عیش حسب الحکم تاریخ
کلامِ شاعرِ شیرین زبان ہی
۱۳۰۷ھ

ایضاً

چو ن تجمل حسین والاجاہ
سیدِ ذی شرف امیر و رئیس

حاکمِ کشورِ سخندانی
حبذا حسنِ اوجِ فکر سلیس

از پئے طبع داد دیوان را
گشت مطبوع و شد بطبع انیس

عیش تاریخ طبع بے سر جد
گفت نظم عجیب و پاک و نفیس
۱۳۰۷ھ

قصیدہ بطور تقریظ ریختہ کلک گہر سلک افصح الفصحا ابلغ البلغا
نازک خیال عدیم المثال بلبل باغ سخندانی شمع شبستان
سحر بیانی شوخ طبع مضامین نوآفرین جناب شیخ علی حزین
صاحب حزین شاگرد ارشد حضرت اسیر مغفور در مدح امیر الامرا
رئیس الرؤسا جلیل القدر وحید الدہر خلاصہ دودمان
ریاست افتخار حکومت وجلالت حضرت سید تجمل حسین خانصاحب
بہادر ڈپٹی کلکٹر مصنف دیوان اول ہذا خلد اللہ شمتہ

ہوا جو فصل بہاری مین سیر باغ گذر
گلون کی سیر نے دل کو مرے کیا خوشتر

دکھا کے گریۂ شبنم مین دیکھتا ہون کیا
ہنسا رہی ہے گلون کو چمن مین باد سحر

ہر اک درخت کی شاخین ہین وہ تر و تازہ
کہ جنکے سائے سے ہو جائے سبز خشک شجر

چمن مین پھول ہین ایسے کہ جنکے دیکھنے سے
شگفتہ ہو دل پژمردہ صورت گل تر

زبان خار سے بھی یا علی مدد نکلا
گلون کے بار سے جھکنے لگی جو شاخ شجر

دلہن بنی ہوئی سرشرم سے جھکاتی ہر
ہر ایک شاخ جو پھولون کا پہنے ہی زیور

کوئی سفید ہی گل باغ مین کوئی ہی سیاہ
بقول روز و شب انیز فدا ہین شام و سحر

حسد نہ کیون ہو گل شرفی سے گردون کو
کہ آفتاب کا سکہ ہی اس سے ناقص تر

روش روش پہ صبا چل رہی ہی مستانہ
پیے ہوے ہی جو بھر بھر کے پھول کا ساغر

بسی ہوئی ہی جو خوشبوے ہر گل تر سے
روش روش پہ صبا چل رہی ہی اترا کر

نہین ہین برگ گل تر پہ قطرہ شبنم
پڑے ہین کان مین لعل ہین کے یہ گوہر

نہال سبز مین گل سرخ پھولے ہین
نثار باغ ارم کی بہار ہی انپر

عجب ہی سبزے پہ پرتو سنہرے پھولون کا
بچھی ہین فرش زمرد پہ سندین بر زر

حسد کے خار کھٹکتے ہین دل مین بلبل کے
گلون کو چھیڑتی ہی دمبدم جو باد سحر

گلون پہ قطرہ شبنم چمکتے ہین ایسے
کہ جنکے سامنے بے آبرو ہی آب گہر

بہار تازہ و رنگین گلون پہ ایسی ہی — کہ جنکے دیکھنے سے سیر ہو کبھی نہ نظر
شعاع مہر سے ہر برگ گل چمکتا ہی — درخت پہنے ہین گویا کہ خلعت پر زر
ہجوم گل سے یہ ہی کشمکش گلستان مین — کہ اسمین پس گئے دب دب کے نکہت گل تر
چٹکنے کے لیے ممکن نہین ذرا وسعت — ہر ایک غنچہ یہ اسدرجہ ہی ہجوم نظر
زمین پہ شاخ سے یون چاندنی کے پھول گرے — فلک سے ٹوٹ کے جسطرح پر گرین اختر
خوشی سے پھولی ہوئین بلبلین چہکتی ہین — شگفتہ ہین جو چمن مین ہزار ہا گل تر
یہ نغمہ سنج ہی ہر عندلیب خوش الحان — خزان نہ آئے الہی بہار گلشن پر
ہر اک روش پہ گلون کی مین سیر کرتا تھا — کہ اک عمارت دلکش چمن مین آئی نظر
سفید رنگ ہی اسدرجہ اُس عمارت کا — کہ اُسکے سامنے مبلا ہوا ہی نور قمر
چمک غضب کی ہی اُسکے طلائی گنبد مین — ذرا ٹھہر نہ سکے اُسپہ صاعقہ کی نظر
گلون کی سیر مین کرتا ہوا جو اُسمین گیا — ہر ایک کمرے مین دیکھا بچھی ہی مسند زر

سجے ہوے ہین تکلف سے اُسکے سب گھر سے
پڑا ہوا ہی ہر اک در مین اُسکے پردۂ زر

طرح طرح کے جواہر ٹکے ہین پردون مین
کسی مین لعل و زمرد کسی مین ہین گوہر

عجب عمارت عالی کا صحن ہی دلکش
بچھی ہی سندس زر اُسکے فرش مخمل پر

بچھی تھی صحن مکان مین جو سندس زرتار
قریب اُسکے مین بیٹھا لگا کے تکیہ زر

جو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا بار بار چلنے لگی
ذرا مین لیٹ گیا ہاتھ پانون پھیلا کر

جو فرش نرم ملا سو گیا مین راحت سے
عجیب خواب مین دیکھا نظر نے قصر گہر

بنے ہین لعل و زمرد کے اُسمین دروازے
جڑے ہین بازوون مین اُنکے جا بجا اختر

بلند تھا جو نہایت وہ قصر عالیشان
پہونچ سکے نہ توہم کی مثل چرخ نظر

بیان ہو نہین سکتی ہی قصر کی وسعت
سماے خلد برین ایک درجے کے اندر

ہر ایک درجہ مین آراستہ ہی شان خدا
عجیب اُسمین ہین نقش و نگار رنگین تر

لٹک رہے ہین جھتون مین حباب سرخ سفید
عجب طرح کے دلآویز ہین یہ لعل و گہر

ہر ایک مکان مین ملتی ہی نور کی قندیل
کہ جس

چھتون مین جھاڑ ہین الماس کے لٹکتے ہوے
کہ انکی

میان قصر بچھا ہی وہ فرش نورانی
نثار ہوتی ہی ہر با

مقام صدر وہ مسند حریر خلد کی ہی
کہ جسپر حور نے ٹانکے ہین

چمک مین زر سے زیادہ نہ کیون ہو وہ مسند
شعاع مہر کے تارون سے

وہ نرم تکیہ زربفت اُسپہ رکھا ہی
کہ جسکے سامنے ہی سخت عار

عجیب زینت مسند ہی تکیہ زرین
کہ اُسکے نور پہ تکیہ کیے

قریب مسند زر مجمع خلائق ہی
یہ بیشتر ہی کہ نظر کا

ہر ایک حسب لیاقت ادب سے بیٹھا ہی
حضور مسند زرین جھکاے اپنا سر

بصحن قصر مین رکھی ہین کرسیان زرکی
عجیب رنگ کے انمین جڑے ہین لعل و گہر

وہ کرسیان ہین جواہر نگار و مینا کار
نشست تاجران جہان کی ہی آنپر

ہر انتظار مین کس خاص کے ہر ایک بشر
کہ آئی نور کی محمل سواری ایک نظر
لٹاتے آتے ہین ہر بار اُسپہ لعل و گہر
بافتخار اُٹھاے ہین تخت کاندھون پر
زمین پر نظر آیا ہر اک بشر کو قمر
جھکاے سر پے تسلیم قرب تخت اگر
نظر پڑا مجھے اُسپر جوان رشک قمر
نصیب دشوکت صولت کا تاج ہے سر پر
چنور ہلاتے ہوے لاے قصر کے اندر
ادب سے بیٹھے دو زانو جھکا کے اپنے سر
جمال پاک سے روشن ہوئی ہر ایک نظر

۱۲/۵۸ ۸۹۱۵۴۳۱

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۸۹۱۶ د ۳۱

مرغوب جہان المعروف دیوان محمل

بکتن
جامع محمد
۱۔ آریہ
۲۔ ساہ
۳۔ ملیہ
۴۔ ملیہ
۵۔ ملیہ
۶۔ ملیہ
۷۔ ملیہ
۸۔ ملیہ
۹۔ ملیہ
۱۰۔ ملیہ
۱۱۔ ملیہ
۱۲۔ ملیہ
۱۳۔ ملیہ
۱۴۔ ملیہ
۱۵۔ ملیہ
۱۶۔ ملیہ
۱۷۔ ملیہ
۱۸۔ ملیہ
۱۹۔ ملیہ
۲۰۔ ملیہ
۲۱۔ ملیہ
۲۲۔ ملیہ
۲۳۔ ملیہ
۲۴۔ ملیہ
۲۵۔ ملیہ
۲۶۔ ملیہ
۲۷۔ ملیہ
۲۸۔ ملیہ
۲۹۔ ملیہ
۳۰۔ ملیہ
۳۱۔ ملیہ
۳۲۔ ملیہ
۳۳۔ ملیہ
۳۴۔ ملیہ
۳۵۔ ملیہ
۳۶۔ ملیہ
۳۷۔ ملیہ
۳۸۔ ملیہ
۳۹۔ ملیہ
۴۰۔ ملیہ
۴۱۔ ملیہ
۴۲۔ ملیہ
۴۳۔ ملیہ
۴۴۔ ملیہ
۴۵۔ ملیہ
۴۶۔ ملیہ
۴۷۔ ملیہ
۴۸۔ ملیہ
۴۹۔ ملیہ
۵۰۔ ملیہ
۵۱۔ ملیہ
۵۲۔ ملیہ
۵۳۔ ملیہ
۵۴۔ ملیہ
۵۵۔ ملیہ
۵۶۔ ملیہ
۵۷۔ ملیہ
۵۸۔ ملیہ
۵۹۔ ملیہ
۶۰۔ ملیہ
۶۱۔ ملیہ
۶۲۔ ملیہ
۶۳۔ ملیہ
۶۴۔ ملیہ
۶۵۔ ملیہ
۶۶۔ ملیہ
۶۷۔ ملیہ
۶۸۔ ملیہ
۶۹۔ ملیہ
۷۰۔ ملیہ
۷۱۔ ملیہ
۷۲۔ ملیہ
۷۳۔ ملیہ
۷۴۔ ملیہ
۷۵۔ ملیہ
۷۶۔ ملیہ
۷۷۔ ملیہ
۷۸۔ ملیہ
۷۹۔ ملیہ
۸۰۔ ملیہ
۸۱۔ ملیہ
۸۲۔ ملیہ
۸۳۔ ملیہ
۸۴۔ ملیہ
۸۵۔ ملیہ
۸۶۔ ملیہ
۸۷۔ ملیہ
۸۸۔ ملیہ
۸۹۔ ملیہ
۹۰۔ ملیہ
۹۱۔ ملیہ
۹۲۔ ملیہ
۹۳۔ ملیہ
۹۴۔ ملیہ
۹۵۔ ملیہ
۹۶۔ ملیہ
۹۷۔ ملیہ
۹۸۔ ملیہ
۹۹۔ ملیہ
۱۰۰۔ ملیہ